

مکتبہ اربعین اور اربعہ ائمہ کرام

ابحاث

اپریل 2006ء

سیدہ النبی

آیت قرآنی کی روشنی میں

tooba-e-library.blogspot.com

اشاعت خاص

نمائندگان آب حیات

پنجاب

راولپنڈی	بہاولپور	شیخہ الرحمن قاسمی
سیالکوٹ	چشتیان	مولانا حسین احمد عارف
راولپنڈی	راولپنڈی	قاری محمد امجد عباسی
اسلام آباد	خان گڑھ	خالد محمود ضیہ
اسلام آباد	سیرالنگہ	محمد آفتاب عباسی
بکرات	راولپنڈی	سارہ حسینی
ہوٹہ	روٹ	قاری محمد اعظم عباسی
اسلام آباد	راولپنڈی	محمد عمر جوی
فیصل آباد	قصور	اللہ تعالیٰ
بجٹ	لاہور	محمد اطہر جمیلی
جمن شاہ	بکیر	محمد قمر اقبال سیفی
رہائے عالمگیر	دہلی	حافظ محمد دل
راولپنڈی	بکیر	باردن ارشد مدنی
بکیر	بکیر	محمد الیاس قاروقی
بکیر	بکیر	مفت محمد قاروقی جالندھری
بکیر	بکیر	محمد آصف

لاہور

لاہور	لاہور	حافظ غلام جیلانی
لاہور	لاہور	قاری محمد الطاف
لاہور	لاہور	محمد امجد عباسی
لاہور	لاہور	محمد امجد عباسی
لاہور	لاہور	محمد امجد عباسی
لاہور	لاہور	محمد امجد عباسی
لاہور	لاہور	محمد امجد عباسی
لاہور	لاہور	محمد امجد عباسی
لاہور	لاہور	محمد امجد عباسی
لاہور	لاہور	محمد امجد عباسی

محمد ارشد عباسی نے مختلف پرنٹنگ پریس و دست رو سے چھپوا کر جامعہ اشرفیہ اسلام آباد لاہور سے پیش کیا۔

AF-1598

اس شمارے میں

اداریہ	حجرت کے	حجرت کے
تظہیر کی پیش خبریاں	حجرت کے	حجرت کے
بام و نصب و طعن و زمانہ	حجرت کے	حجرت کے
تفصیل، خصائص و مضامین	حجرت کے	حجرت کے
رسالت و بشریت	حجرت کے	حجرت کے
غزوات و محاربات	حجرت کے	حجرت کے
معاصرین	حجرت کے	حجرت کے
مشرکین	حجرت کے	حجرت کے
منافقین	حجرت کے	حجرت کے
یسوع و نصاریٰ	حجرت کے	حجرت کے
مجموعات و دلائل	حجرت کے	حجرت کے



بہارِ پنج ۱۵۰۱ کو مبارک حسینہ نکلتے ہیں، اس ماہ میں ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ و بیٹے میں
تحریر آئے آپ ﷺ نے ان کی نسبت کو بے مظلالت سے بجا کر ادا کیا ہے جو مکر کیا،
آپ نے سچی دوستی انسانیت کو رشہ جوایت کی انزال اور بے پناہ دولت سے مالا مال
کیا، کتب و عاری میں ان کی نسبت کا ہم پر کیا حکم و حکم کی آہ میں کو روکا، کفر و فحش کے
انصہروں میں حق کے چراند روشن کئے، انسانوں کو دوسرے یا جس سے انسان رب سے
قریب اور شیطان سے دور رہا، وہی مبارک کی نسبت سے ہم نے اسلامی مسابقت کے سفر کا
آج سے چند سال پہلے آغاز کیا تھا، جی کریمہ علی کی حرکت اور عقل جو راہ آئے وہاں پہلے
دن سے بصرہ آئے وہاں بھی پہلے سے نزدیک دو حسین، ہمارا آئے وہاں سائنس پہلے سائنس
سے زیادہ راحت بخش، ہمارا آئے وہاں سال پہلے سال سے زیادہ منفعت بخش، فرض یہ کہ
آپ ﷺ نے جن میں ہمارا ماضی کلی کتاب اور مستقبل کا تاباکا ہے (انکس وائٹ) ہمارے پر ہونے
والے بخیر کی سب سے جگہ اس دور میں بات کرنا اور گفتگو کتابت کی کام ہے؟

[illegible]

تارے پائے والے ہمارے بارگاہ ہمارے تخلص سب سی سے ہم میں ہے کہ
 "آپ حیات" ہر سال رتبہ الاولیٰ میں ایک "اشاعت خاص" میں کرتا ہے، جسے "حیات
 الہی" کے قلمبرگیاں کرتا ہے۔ یہی آرام دہ کام چاک کی برکت اور اللہ کریم کی ترمیم قافی
 ہے۔ "آپ حیات" جہاں علمہ الناس اور خواص کے مطلق میں قدر کی نگاہ سے دیکھا اور
 پڑا جا رہا ہے وہاں "آپ حیات" قومی سیرت کا خزانہ اسلام آباد میں "قومی سیرت
 ایوارڈ" بھی حاصل ہو چکا ہے۔ ہر نئی رسائی، ہر نیا انکشافات اور قومی سطح کے سنگریلوں میں
 "آپ حیات" کے لیے نصف اچھے جگہ بہت ہی اچھے تاثرات موجود ہیں۔ صرف عوام
 ہی نہیں بلکہ علماء کرام کے پاس بھی "آپ حیات" کے لیے خاص چند بات موجود ہیں۔

ہمارا حقیقی ہمارے کمر فرماؤں کے سامنے ہے، ہمارے شروع سے لے کر آخر تک کبھی کسی حق کو چھپانے اور باطل کا پرچار کرنے کی کوشش نہیں کی، ہمارے نزدیک حق کا پورا پورا کرنا، باطل کو کام کرنا کا رُپا ہے، قرب خدا کو دینی کا ذریعہ ہے، ہم اس قرب کی تلاش میں حق دہلتے، حق نکھتے اور حق بتاتے ہیں، اس حق کوئی سیدھا پکی اور جرأت انگیز کاری چاہش نہیں ہے، ہمیں انہوں کے گلوں اور دوسروں کی مٹی اللہ کا سامن کرنا پڑتا ہے، اور یہی چھوٹا حق فقیر ہے، انجید بھی، ہم کہ ایمان اور صوفیوں کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ جس نے اعلیٰ جگہ اللہ کا فریضہ ادا کیا ہے اس میں ہم کسی مصلحت، کسی جادوئی کا اظہار نہیں کر سکتے۔

(اشاعت خاص)

رائق الاولیٰ ہے ۱۳۲ھ میں اشاعت خاص کے طور پر حضرت مولانا عبداللہ بدایونی کا تیسرا جی، آخر کار کچھ مضمون پیش کیا، دہشتہ دہائی کی آخر ادیت اور اہمیت اسی بات سے واضح ہے کہ اس میں میرت لکھی ۱۳۲ھ کو مئی کی بات کے حوالے سے واضح کیا گیا ہے، لکھنؤ میں سب لکھی کی توثیق دیا گیا ہے۔ (۲۴ ص)

(مجلس تحفظ اسلام پاکستان کی سعادت)

پچیس جولائی ۱۳۵۴ھ میں پاکستان کے کارکنان اور وفد ایران کے لیے بڑا اہمیتی خوش کن ہوئی۔ مجلس تحفظ اسلام کی سرپرستی کی طریقیت اور جو شریعت و محبوب و احسن و اعظمی۔ مولانا حافظ نوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ نے قبول فرمایا ہے، ان صاحب مدظلہ کی سعادت کے سالانہ جلسہ کے موقع پر حضرت سے درخواست کی گئی تھی، جس پر حضرت نے بعد کوشش قبول کر لی اور وہاں سے نواز امانت دانی بعد سب دانی مرضیات اور دین پر مشتمل کرنے کی توثیق دے اور بزرگوں کی ہدایت کے مطابق کام کرنے کی سعادت دل فرمائی گئی۔

خدا وہ اسلام

حمود الرشید مدنی

(استاذ جامعہ شریعہ لاہور)

۲۳ مارچ ۲۰۰۲ء بمصرات

ظہر اس کی پیش خبریاں

تعبیر مبارک وہ تھا دیکھنے کے لیے دال اس کے بعد اور یہ حق سورت پیش کی اس کتاب بھی یہ وہ دھڑکی دھڑکی "موجودہ کے انقلاب میں صدیاں سے پڑے تھے اور قرآن مجید نے انہیں انہی حضرت امیر المومنین کی زبان سے تو اس تعبیر مبارک کے لیے وہ صراحت سے نقل کی ہے یہ وہ بھی حضرت امیر المومنین کی زبانی یہ مبارک وقت جگہ مقدس ہندوں کی زبان سے کر گئی تھی اور اس میں حضرت امیر المومنین کے شریک بن کر فرزند حضرت اسماعیل بھی تھے۔

وَأَيُّزُفَعُ إِبرَاهِيمَ الْقَوَاعِدُ مِنَ الْبَيْتِ وَأَسْمَاعِيلَ (البقرة ع ۱۵)

اور وہ وقت یاد کرو جب ابراہیم اٹھا رہے تھے اور ان کے بچے خانہ کعبہ کی اور (ان کے ساتھ) اسماعیل بھی۔

مکہ میں اس مقدس مکان میں جب کہ قریش وقت کا مبارک، کہ میں تعمیر خانہ کعبہ کا زمانہ اور دعا کرتے والے اللہ کے وہ مقبول ترین اور اہم ترین بزرگ یہ وہ مبارک دعا سب سے پیسے اس کی کہ ہماری یہ خدمت قبول ہو۔

وَلَقَدْ أَتَيْنَاكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (البقرة ع ۱۵)

اے ہمارے پروردگار! ہم نے تجاری یہ خدمت قبول فرما لے، تو تو خوب سمجھنے والا تو سب کو جاننے والا ہے۔

اس تمہید کے بعد عرض حال میں ہوئی گذارش تو یہ تھی کہ ہمیں اور زیادہ توثیق طاعت و اطاعت ملے۔

وَبَنَّا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمِينَ لَكَ (البقرة ع ۱۵)

اسے ہمارے پروردگار میں اپنا خراج تدارکتا ہے۔

اور پھر معاذیہ یہ آرزو کہ ہماری نسل سے ایک امت مسلّم ایک فرمانبردار قوم

وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةٌ مُّسْلِمَةٌ لَّكَ (البقرة، ع ۱۰۵)

اور ہماری نسل سے ایک امت بھی ہوگی جو تیری فرمانبردار ہو۔

خیال کر کے اپنے کلمہ "ہماری نسل" کی لگائی جارہی ہے یعنی وہ نسل ہے جسکی جو حضرات

انجیل کے واسطے سے ہوا قید نگ جانے سے نئی اقل سب نکل گئے اور امت مسلّم بنی

انجیل میں محمدؐ ہوگئی یہ تو یونہی امت اور اس کا رسول کون اور کیا ہو؟ سماعت فرمائیے۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ

وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (البقرة، ع ۱۲۹)

اے ہمارے پروردگار! انہیں لوگوں یعنی نبی انجیل کے درمیان انہیں میں سے

ایک رسول بھیج جو تیری آیتیں انہیں پڑھ کر ستارے اور انہیں کتاب (انجیل) اور

تقوت والا تو ہی ہے۔

اور پھر اپنے وقت پر جب یہ رسول ظاہر ہو چکا تو اس کا وصف اس کے دوسرے

وصوف کے ساتھ یہ بھی بیان کر دیا کہ اس کا ظہور تمہارا دلوں کے درمیان ہوا۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ

وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (الجمعة، ع ۱۰)

اور ان کی اصلاح کرنا ہے اور انہیں کتاب (انجیل) اور حکمت کی تعلیم دینا ہے۔

ابراہیمؑ و اسحاقؑ کی دعاؤں کا ذکر ہو چکا قرآن مجید سے یہ اطلاع بھی ملتی ہے کہ اس

ظہور مقدس و مطہر کی پیش خبریاں اگلے آسمانی صحیفوں میں آچکی ہیں یہ ذکر قرآن نے ہمیں تو

منہا اور واسطے یہ ہے، یعنی صرف کتاب کا ذکر کر کے اشارہ کتاب لانے والے کی طرف

بھی کر رہا تھا۔

وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ (الشعراء، ع ۱۱)

اس کا ذکر یا اس کی خبر اگلے صحیفوں میں بھی موجود ہے۔

اور ہمیں یہ ذکر ہے اور امت اور مسلمان آج ہے اور اسے موقع پر رسول کے اوصاف

اقبازی خصوصاً کو بھی من و پابا ہے مثلاً

الَّذِينَ يَقْبِضُونَ الرُّسُولَ الْإِنَّمَا الَّذِينَ يَجِدُونَ مَكْتُوبًا

بِشَدِّهِمْ فِي الثُّورَةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْتِيهِمْ بِالْعُرُوفِ وَيُنْهَاهُمْ عَنِ

السُّنْكَرِ وَيُجَلِّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ

عَنْهُمْ أَصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ (الاعراف، ع ۱)

جو لوگ جبری کرتے ہیں اس انبی رسول ﷺ کو نبی کی جس کو (یعنی جس کے

وصف و کو دکھا ہوا پاتے ہیں اپنے ہاں تو ریت اور انجیل میں وہ حکم دیتا ہے

انہیں نیک کردار کی کا اور دوسرا ہے انہیں بد کردار کی سے اور یہ کہہ چڑیں ان

کے لیے جان بڑھاتا ہے اور انہیں چیزیں ان پر حرام رکھتا ہے اور ان سے یہ بوجھ

اور قیدیں جواب تک ہٹاتا رہا ہے۔

يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا يُعَذِّبُهُمْ

یعنی ان رسول کے اوصاف و دعائیات یہ ال کتاب اپنے ہاں تو ریت و انجیل

میں اور ناپاٹے ہیں۔

قرآن مجید نے یہ دعوتی طائفہ گردیاں اور صحاح اہل کتاب میں سے کسی کو اس سے انکار کی

برکت نہ ہوئی و نہ جہاں اور علامات سرور کا کات اور آپ ﷺ کوئی پر رکھ رہے تھے وہاں

ایک اس الزام کا بھی اضافہ کر دیتے کہ تو ریت و انجیل میں کہاں ایسے رسول کے ظہور کا پتہ

ملتا تھا؟

تو ریت میں جتنے تصرفات و تقریحات اب تک ہو چکے ہیں ان کے بعد یہ دعوتی خود اہل

مخبر ہو گیا کہ اس کے خواہے آپ نہیں تھیں چکاتے تھے سو چونکہ ملا خط ہوں ،
"میں وہاں سے درخواست کروں گا تو وہ دو مہینوں دوسرا دہکار (یا کیل یا شفیق)
پیشے گا کہ آپ تک تیار نہ ساتھ ہے" (ایمان ۱۹۵۲)

"جواب تک تیار نہ ساتھ ہے" جس صاف اشارہ موجود ہے اس کی شریعت
دائی ہوئی ۔ دوسری جگہ ہے

"بہ دہکار (یا کیل یا شفیق) آئے گا جس کو میں تیار نہ پاس وہاں سے پاس کی طرف سے
تکبیر کا پانی پانی کا وہ پاس کی طرف سے لگتا ہے دوسری کو ای دے گا (ایمان ۱۹۵۲)
اور تیسری مرتبہ

"نہ میں نہ پاس تو وہ دہکار (یا کیل یا شفیق) نہ آئے گا۔ لیکن اگر چاہوں گا تو اسے
تیار نہ پاس لگتی ہوں گا اور وہ آکر دنیا کو نہ اور راست بازی اور عدالت کے بارہ میں
تصور اور تیار نہ گا" (ایمان ۱۹۵۲)

یہ باتیں جو چارہ کرنا تھیں راہوں کی جس اور کل کے دوسرے زمین کے زمین میں
لفظ دہکار اور حاشیہ پر اس کے لئے "میں" اور "شفیق" ہیں جسے اور انگریزی ہیکل میں جو
بہ نسبت فرق کی ترجمان ہے اس کے لیے لفظ Comfaten آدے ہے یعنی عقلی و دہکار جو
انگریزی ہیکل عقیدہ کی صلوک کے دہاتی ہے اس میں ان مقصود کے لفظ Panacle اور ان
ہے ہمارے یہاں کے فاضلوں کا بیان ہے کہ جسے میں نے لفظ کے لئے "دہکار" لکھا ہے جسے
"کیا" کہی "شفیق" کہی "تسلی" دہکار "اور بھی PRACLETE اور اصل میں
PERICLYTS ہے لیکن ترجمان لفظ (پہلی) کہی "تسلی" دہکار (کا ہے۔

غرض یہ کہ جو حدیدی قوش آزاد اسلام کے وقت دنیا میں موجود تھیں اور جو سلسلہ دہ
انہوت کی کال جس ان کے مقدس قوشوں میں قوش خیر یا شرابی سے ایک اسمعیلی نبی
کی چلی آ رہی تھیں ۔ جس کی شریعت دہاتی ہوئی تھیں وہ سلسلہ انبیاء کا خاتم بھی ہوگا۔

نام نہاد

نام:

اس مبارک محمد (ص) اور قرآن مجید میں اس کی صراحت چار جگہ آئی ہے ایک جگہ
صرف نام اور منصب کا ذکر ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ (الفتح، ع ۱)

محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

دوسری جگہ یہ بتا ہے کہ قرآن جبر سر تبار حق ہے نازل نہیں محمد پر ہوا ہے،

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَيْنَا مِنْ مُحَمَّدٍ
وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ۔ (محمد، ع ۱)

تیسری جگہ اس حقیقت سے رو بہ ہوتا ہے کہ محمد اللہ کے قاصد یا رسول ہی ہیں جیسا
کہ آپ کے کل اور بھی رسول آئے ہیں کہ لیکن یہاں انبیاء و انوار یا انوار بشری نہیں۔

وَمُحَمَّدٌ الْآخِرُ نَزَّلَ قَدْ خَلَّتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ۔ (آل عمران ع ۱۰۵)

اور محمد تو جس رسول ہیں، ان سے قبل اور بھی رسول نازل ہو چکے ہیں۔

اور ای آیت میں یہ الفاظ بھی شامل ہیں۔

أَنْزَلْنَاهُ مَتَاتٍ أَنْزَلْنَاهُ عَلَى أَعْيُنِكُمْ

تو اگر ان کی وفات ہو جائے یا انہیں ہلاک کر دیا جائے تو کیا تم لوگ اگلے

پاؤں دیکھیں چلے جاؤ گے۔

اور ہم نے آپ کو تمام تر ایک خوشخبری سنائے والے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور یہی الفاظ سورۃ النور میں آیت ۳ کی ایک آیت میں وارد ہوئے ہیں۔

اسی طرح ایک جگہ اور ہے:

إِنَّمَا أَنْتَ نَذِيرٌ (ہود، ع ۲)

آپ تو بس ایک ڈرانے والے ہیں۔

پھر ایک جگہ اور صفحہ ۲۸۱ میں۔

إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ (الاعراف، ع ۱۳)

یہ تو تمام تر ایک کلمے ہوئے ڈرانے والے ہیں۔

ایک جگہ ابلی کتاب سے خطاب خصوصی میں ارشاد ہوا ہے۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلَى فَتْرَةٍ مِنَ الرُّسُلِ أَنْ تَقُولُوا مَلَجَأْنَا مِنَ الْهَيْبَةِ وَلَا نَذِيرٌ فَقَدْ جَاءَكُمْ نَذِيرٌ وَنَذِيرٌ (المائدہ، ع ۲)

اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارے رسول ﷺ پہنچے ہیں جو تم سے کھول کر بیان کرتے ہیں ایسے وقت میں جب رسولوں کا سلسلہ منقطع تھا کہ تم کہیں یہ نہ کہنے لگو کہ ہمارے پاس کوئی شہر وند نہیں آئے تمہارے پاس تو شہر وند ہی آیا۔

کہیں کہیں یہ جملہ صریحاً حکم میں خود رسول ﷺ کی زبان سے ادا کر دیے گئے ہیں۔

إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ وَنَذِيرٌ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ (الاعراف، ع ۲۳)

میں تو کھل کر ایک شہر وند ہی ہوں ان لوگوں کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں۔

قُلْ إِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ الْمُسْلِمِينَ (الحجر، ع ۶)

آپ کہہ دیجیے: کس تو ایک حکم کھلا ڈرانے والا ہوں۔

إِنَّمَا لَكُمْ فِيهِ نَذِيرٌ وَنَذِيرٌ (ہود، ع ۱)

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا

ہے شک ہم نے آپ کو بھیجا ہے شاہد اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر۔

کہیں کہیں اس سے بھی زیادہ واسطہ پائی اکٹھے بیان ہوئے ہیں مثلاً

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَنَايِبًا إِلَى اللَّهِ بِأَمْرِهِ وَسَيَرًا جَلِيلًا (الحزاب، ۶)

اے نبی! شک ہم نے آپ کو بھیجا ہے شاہد، بشارت دہندہ اور نذیر بنا کر اور اللہ کی طرف واپس اس کے اذن سے اور ایک روشن چہرہ۔

اور منظر اور نذیر کی تکرار تو کثرت سے آئی ہے، کبھی الگ الگ اور کبھی دوسرے اسامہ صفات کے ساتھ بل کر ہم منظر کو کہیے۔

إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (ہود، ع ۱)

آپ تو بس ایک ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کے لیے ایک ہدایت دہندہ (رکھا گیا) ہے۔

وَلَعَجِبُوا أَنْ جَاءَهُمْ مُنْذِرٌ مِنْهُمْ (ق، ع ۱)

ان لوگوں کو اس پر اچھا نہ پڑا کہ ان کے پاس ایک ڈرانے والا انہیں تم سے آیا۔

إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرٌ مَنِ يَخْشَاهَا (النازعات، ع ۲)

آپ تو بس ڈرانے والے ہیں اسے جو دوزخ سے خوف رکھتا ہے۔

اب نذیر والی آیتیں سنیے علاوہ ان دو آیتوں کے جو ابھی آپ سن چکے ہیں۔

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا (البقرہ، ع ۱۴)

ہے شک ہم نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے خوشخبری دہندہ اور ڈرانے والا بنا کر۔

اور اس کے علاوہ سورۃ الناطر میں ۳ کی ایک آیت میں بھی یہ آیا ہے کہیں کہیں یہی

مضمون صریحاً حاضر کے ساتھ وارد ہوا۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا (بنی اسرائیل، ع ۱۲)

اور شام اور شہر

اس دوسری آیت میں اشارہ ذات نبوی کی طرف ایک قول کے مطابق ہے، اور دوسرے قول کے مطابق منسوب ہے۔

یہ سارے نام ایسے ہوتے، جو صرف لفظ یا اولاد رسول کی مستقل صفات سے متعلق وارد ہوتے ہیں ان کے علاوہ وہ جگہ ایسی ہو جائے کہ رسول ﷺ پر کوئی وقتی کیفیت طاری ہوئی اور قرآن نے اس اسی وقت صفت سے آپ کو مخاطب کر دیا، چنانچہ نزول وحی کے ابتدائی زمانے میں جب برادری والوں نے شرارت سے انکار واستہزاء آپ کے وحی کی بات پر شروع کیا تو ایک روز آپ ﷺ ان حالات سے متحرک و ملو خاطر، چادر میں لپیٹے ہوئے لیٹے تھے تو قرآن نے تمکید اسی صفت کے ساتھ آپ کو مخاطب کیا اور کہا۔

يَا أَيُّهَا الْمَوْذُولُ (الغزل، ع ۱)

اے چادر میں لپیٹے والے

اور بھاری طرح جب کچھ روز بعد وحی کے تسلسل میں وقفہ پڑ گیا اور آپ فکر مند اور مے پیسے ہوئے لیٹے تھے تو قرآن مجید نے آپ کو ان الفاظ سے مخاطب کیا۔

يَا أَيُّهَا الْمُدْفِرُ (المدثر، ع ۱)

اے چادر میں لپیٹے والے

یہ سارے اسامی صفاتی تو وہ جو جن میں سے ہر ایک تکلم قرآن مجید میں آچکا ہے بالکل کچھ نیا نام بھی ہیں جو ہر گوارہ راست تو وارد نہیں ہوئے ہیں لیکن قرآن مجید کی عبارتوں سے باخبر وہ صاحب کلمہ جانتے ہیں۔ مثلاً

معلم علی بختی، مداح صادق، مبین، مبلغ، معلم، محرک، مہرل وغیرہ

اور ان سب کے علاوہ وہ اسامی اور ایک ایسی اور ایک الرسول کا اطلاق تو اس کثرت سے حضرت کی ذات پر ہوا ہے کہ اس کا احاطہ کر بھی آسان نہیں۔

بے شک میں تمہارے لیے اللہ کی طرف سے نذر و بشر ہوں۔

اور سورہ الذاریات ۳ میں پاس ہی پاس دو جگان الفاظ کو رسول کریم کی زبان سے جاری کیا ہے۔ اور ان میں ان صفات کے ساتھ ظالمین کے دائرہ میں رہائی دینا کو لے لیا گیا ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا (معبا، ع ۳)

اور ہم نے تو بس آپ کو کافر و مشرک و منافق کے سامنے ہی انسانوں کی طرف بھیجا ہے۔

نذر کا لفظ اسے موعظوں کے علاوہ بھی دو ایک جگہ آنحضور ﷺ کے لیے آیا ہے

لیکن وہاں رالاست اتنی صریح و واضح نہیں۔

ابھی ابھی آپ نے سنا کہ حضور ﷺ کی بعثت کا کافہ الناس یعنی سب نسل انسانی کے لیے اور ملک عرب کے ساتھ مخصوص و محدود نہیں اس علم بعثت کی تائید و توثیق سورہ الفرقان کی بھی ایک آیت سے ہوتی ہے جہاں فرمایا گیا ہے کہ فرقان اس بعدہ خاص پر اس لیے نازل کیا گیا کہ

لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا (الفرقان، ع ۱)

تاکہ وہ اس کے ذریعہ سے سارے عالم کا ڈرانے والا ہو۔

اہم شاہد کے کئی اطلاق ذات نبوی کے لیے چند منٹ قبل آپ کی سماعت میں آچکے ہیں اور شاہد کے معنی عام طور پر گواہ کچھ جسے لیکن اس لفظ کا استعمال ہوگا اگر شاہد کو حاضر کے مرادف سمجھا جائے اور کم سے کم وہ امتیاز قرآن مجید میں اور ایسی ہیں، جہاں شام سے اشارہ رسول اللہ ﷺ کی طرف ہے بعض اکابر تحریر نے خیال کیا ہے ان میں سے ایک آیت سورہ ہود کے رکوع ۲ میں ہے۔

وَيَقُولُوا شَهِدْنَاهُ

اور قرآن کے ساتھ اس میں ایک گواہ بھی ہے۔

اور دوسری سورہ البورج کے شروع میں ہے۔

وَشَهِدُوا مَشْهُودًا

أَزَافَتِ الْوَيْدِي يَنْهَى عَبْدًا إِذَا صَلَّى (علق)

تو نے اس شخص کے حل پر غصہ جو کہتا ہے جب بندہ نماز پڑھتا ہے۔

اور ایک جگہ ایسی ہی موقع پر جو نے شخص عبد کے لفظ عبد اللہ آیا ہے یہ ساق یہ ہے کہ رسول اللہ جب عبادت کے لیے نکلے ہوتے ہیں تو مشرکین معاندین آپ پر ہجو کر کے چڑھاتے ہیں تو وہاں کا امیر ابو سلمہ عبد اللہ سے یہ گیا ہے۔

وَلَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَلِمًا يُكُونُ عَلَيْهِ لَبَنًا (الجن ع ۱)

اور جب اللہ کا بندہ (خمس) اُٹھتا ہے کہ اس کی عبادت کرے تو یہ لوگ

اس پر ہجو کرتے ہوئے ہیں۔

نزدول قرآن کی تعلیم ترقی میں ذکر و بارہ معنی اسی عبد کمال کا آتا ہے تھوڑی دانی آیت ابھی آپ سن چکے، اب حین آیتیں پورا اس سلسلہ کی سماعت میں لانی جائیں، سبیل آیت۔

الْحَدَّثَ لَهُ الْوَيْدِي أَنْزَلَ عَلَى عَبْدِهِ الْكِتَابَ (الکہف ع ۱)

ساری طرف سے اس اللہ کے لیے جس نے کتاب اپنے بندہ پر اتاری۔

دوسری آیت۔

تَمَارَكَ الْوَيْدِي أَنْزَلَ عَلَى عَبْدِهِ الْكِتَابَ (الکہف ع ۱)

بارہ گت ہے وہ اس جس نے لکھا کہ اپنے بندہ پر نازل فرمادے۔

هُوَ الْوَيْدِي يُنْزِلُ عَلَى عَبْدِهِ آيَاتٍ يُبَيِّنَاتٍ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ

إِلَى النُّورِ (الحجید، ع ۱)

وہ اللہ ہی ہے جو صاف صاف آیتیں اتارتا ہے اپنے بندہ پر تاکہ وہ ظلمتیں

تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لے سکے۔

اسی مسئلے میں ایک اور لفظ کا ذکر ضروری ہے جو اپنے معنی مفہوم کے لحاظ سے تو عام ہے لیکن رسول اللہ کی تحریر و کتب خاصہ کے موقع پر اس نگرار سے یہ ہے کہ اگر اسے آپ کا لقب خصوصی قرار دیا جائے تو کچھ بھٹا نہیں وہ لفظ ہے عبد، خصوصیت و اچھا گت کے موقع پر آپ کی جانب اشارہ ہی کر کے کیا گیا اور نہ ہی آپ اللہ کے وصف عبدیت کو کیا گیا ہے، چنانچہ قرآن مجید کے شریعی میں، جہاں منکر اور معاندوں سے تھوڑی کے ساتھ کہا ہے کہ اگر سر قرآن نہیں بنا سکتے ہو تو ایک سورت ہی اس کی سی پیش کر دکھاؤ وہاں بجائے رسول یا نبی کے کام اسی لفظ عبد، سے لیا گیا ہے۔

وَأَنْ كُنْتُمْ فِى رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ، (المقرہ، ع ۳)

اور اگر تم میں اس کلام کے وہ جس میں کچھ شک ہے جو ہم نے اپنے بندہ پر نازل کیا ہے تو اس کی کسی ایک سورت تم خود بناؤ۔

اسی طرح جہاں مہر حق کے طرسمران کا ذکر ہے وہاں بھی ایک لفظ آیا ہے۔
مُبْطَحَانِ الْوَيْدِي أَمْسَى بِعَبْدِهِ لَيْلَاتِنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى، (بنی اسرائیل، ع ۱)

پاک ہے وہ ذات جو رات کے لگے اپنے بندہ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔
اسی طرح جہاں میرا سانی سے سرفرازی و قرب خصوصی کا ذکر ہے وہاں بھی تعریف اسی لفظ کا ہوا ہے۔

فَلَوْحٍ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَلْفُوحٍ (الذھبی ع ۱)

پھر اللہ نے وہی کہ اپنے بندہ پر جو کچھ کر دئی کی۔

ایک جگہ یہ مذکور ہے، کہ اگر خداوند کمال کی نواز و مہارت کی راہ میں حائل ہوتے ہیں وہاں اشارہ ہوا ہے۔

کس نے "تزوّل" کا طلاق ہی کے حکم سے فتح نہیں دھرت خصوص پر ہوا
 سے درود بھی لڑ کر دھرم بھی کا ہے۔ مثلاً
 وَإِنْ كُنْتُمْ أَسْتُمْ بِاللهِ وَمَا فَزَلْنَا عَلَىٰ عِدَّتِنَا يَوْمَ الْقُرْآنِ (الانفال، ع ۵)
 ترجمہ: تم ایمان رکھتے ہو تو اللہ پر ہمارے سچ پر جو تم نے فیصلہ کیا ہے بندہ پکارتا ہے۔
 اور کس پر ایمان نہ لادے۔ یہ عذر نہ راست اللہ تعالیٰ کے حفظ احسان میں ہے۔
 أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ عَبْدُكَ (زمر، ع ۱)
 یا اللہ کافی نہیں اپنے بندہ کی حفاظت کے لئے؟

ماہ مصفا میں سے دو ایسے بھی ہیں، جو ایک طرف تو کلمہ ہائے رس اللہ ﷺ کے
 لیے متبادل ہوئے اور دوسری طرف دو سوادیسی دوسری قول میں بھی داخل ہیں وہ فقہ ہیں
 ربک اور رحمہ صیغہ معروض میں سے کہ حذف کے ساتھ تو یہ لڑنے والے رحمہ والی میں
 ہیں لیکن غمہ میں بغیر اب کے رسول اللہ کے ماہ مصفا میں آئے گئے ہیں، سورۃ البراق کے
 فقرہ رسول اللہ کے ذکر مرتبہ کے بعد آتا ہے۔

خَرَجْتُ عَلَىٰكُمْ يَوْمَ بَيْنِ بَيْنِ زَوْجِي (التوبة، ع)
 تمہارے لئے تو میں تین برسوں کے حق میں بڑے شفقت ور تھا اے میرے۔
 یکہ اور رحمہ صیغہ لڑ کر ہے اور شاد ہوا ہے۔
 فَلَنْزِلْنَا أَمَّا أَنْتَ مَذْكُورٌ (الاعلیٰ)
 آپ انکس یاد دلانے والے رہے اور آپ تو اہل ہیں ہی یاد دلانے والے۔
 یہ اسم مضمر کے متعلق ہے کہ آیا ہے اور مضمر کے معنی ہیں حسیل و تذکرہ احمدی
 زبان میں دارودہ کے۔

دو صفت قرآن مجید سے اور آپ کے ایسے ہی بات کئے ہیں۔ جن سے دو سوادیسی
 تو صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک کا تعلق وصف رحمت نام سے ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (الانبیاء، ع ۷۰)
 اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت ہمارے کرموں کے حق میں۔
 اور دوسرا صفت فتح نبوت کا ہے۔

مَلَكُنَّ مُحَنَّنَاتٍ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَحْيَكُنَّ لَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَلَقْنَا
 النَّبِينَ (الاحزاب، ع ۵)

اور اللہ قرآن مجید میں اور بھی آئے ہیں ایک نور دوسرے برہان، محبوب و مطہرین
 کے نزدیک ان کا تعلق لوصاف قرآن ہی سے ہے چنانچہ ایک یہ ہے۔
 قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ (المائدہ، ع ۱۶)
 بے شک اللہ کے پاس سے تمہارے پاس آچکا ہے نور اور کتاب واضح۔

نور دوسری آیت ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكُمْ (النساء، ع ۲۱)

اے لوگو تمہارا ہے پاس برہان بھی مل گیا ہے تمہارے پروردگار کے پاس سے۔
 لیکن مفسرین کا ایک گروہ اور بھی کیا ہے کہ دونوں لفظوں سے مراد واحد نبوی
 ہے گو یا دردت ہے تو کسی گمراہی کی قسم پر۔

اور اس لفظ، برہان سے لگا ہوا ایک اور لفظ بینگی، آپ کی شان میں بھائی
 ہے مثلاً اس آیت میں۔

حَتَّىٰ تَلْبِسَهُمُ الْبَيِّنَاتُ (البینۃ)

جب تک کہ ایک واضح دلیل ان کے پاس نہ آجی۔

نہ:

نام نامی اور اسما و صلی پر محکم ہو چکی ہر برکت میں نام کے بعد ہی نسب کا

محبی حضرت ابراہیم کے شریک تھے۔

اس لیے ظاہر ہو گیا کہ آپ ﷺ افضل ابراہیمی کی شاخ اسمعیلی سے تھے کسی اور شاخ سے نہیں۔

یہ بتاتے نسب کے باب میں سرتا ہیں اور ان سے جو تعلق ہو سکتا ہے وہ بھی لازمی طور پر صحیح ہی ہے۔ دینی کاغذی میاض نامی (متوفی ۱۲۵۵ھ) نے اپنی معروف کتاب الشفاء فی حقوق اسمعیلی میں دو اور تاجداران سے اس سلسلہ میں اشتراک کا بھی ذکر کیا ہے ان میں سے ایک سورۃ التوبہ کے قسم کی آیت تقدیمہ کم رسوں میں تفسیر ہے اس کی ایک قرأت بجائے تفسیر (مضار کے) (تفسیر) (مضار) ہے ہے تو اس سے استدلال ہوا کہ آپ کا علو درجہ تفسیر ترین شریف ترین انسانوں میں ہوا ہے دوسری آیت سورۃ الشعراء کے آخری رکوع کی ہے

الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ وَتَقْلِبُ فِي السَّاجِدِينَ

اس کی تفسیر یوں کی گئی ہے کہ اللہ ہے آپ کو عبادت گزاروں یا پاروں کی طرف سے صلیب پشتوں سے لگایا ہے اور اسی طرح یہ دین میں بھی تھوڑے سے تعلق کے بعد بعض اہل علم کے مطابق آپ ﷺ کی شرافت پر گواہی ملتی ہے۔

وطن:

جس سرزمین پر حضرت ابراہیم نے اپنے بزرگوار حضرت اسمعیل کو آباد کیا تھا۔ وہ اس وقت تک خشک رہے آپ دیکھا ہی بیت اللہ کے پاؤں میں اور حضرت کی دعا یہ تھی کہ دینداری اور خدا پرستی کے چمچے کے علاوہ اس سبھی دالوں کو مہوے یا چل بھی بہرہ پہنچے۔

دینا۔

وَبَنَّا إِبْرَاهِيمَ إِسْمَاعِيلَ مِنْ نُسْرَتَيْ بَنِي إِدْرِيسَ وَنَحْنُ عِنْدَ بَيْتِكَ

مذہب انجلی ہوتا ہے۔

ہوئی روشنی نسب ہر ایک کے سلسلہ میں قرآن مجید سے یہ پائی ہے کہ آپ ﷺ بنیتے۔

أَلَمْ يَجْعَلْ يَدَيْنَا مَقَافِي (الصحر)

یہ اللہ نے آپ کو تشریف دیا جو اس نے (آپ) (و) لکھا دیا۔

تیسرا اس کو کہتے ہیں جس کے آپ کا تعلق اس کے بطور سے نقل ہی ہو جائے اور نقل بطور قابل ہے نقل و ادب اور تاریخ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ کے والد ماجد کی وفات آپ ﷺ کی پیدائش سے قبل ہو گئی تھی۔

پھر قرآن ہی کے لفظ مَقَافِي سے یہ بھی نکلتا ہے کہ تیسری کے باعث آپ بے گھر ہو گئے تھے (اور عرب چاہت میں یوں بھی تیسری زندگی ہمہ وقتی کوئی ہی زندگی ہوتی تھی) لیکن حکمت الہی نے دوسرے لفظ نام آپ ﷺ کی واپس دینا اور بیت کے گرد رہے تھے، جیسے کہ روا تھیں میں آتا ہے پیچھے دعا عبدالمصعب اور دیگر کچھ بطور کب کے درمیان سے۔

”کامل ہر بھی سے ہوا قرآن مجید سے ظاہر ہے بلکہ آپ تو فرہوش تھے

میں دعا کے ہر ایک کا۔

وَمِنْ دُرِّيْنَا أُمَّةٌ شَمِلَتْ لَكَ رَبَّنَا وَأَنْعَمَ فِيهِمْ رَسُولًا نَبِيَّهُمْ يَنْتَوُوا غُلَامِهِمْ أَيْتُكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ (البقرہ ع ۱۱۰)

سے ہمارے پروردگار ہماری امداد میں سے ایک کی امت پیدا کر دے جو تیری فرخندہ نسل ہو، اور اسے ہمارے پروردگار ہماری نسل کے اندر انجلی میں سے ایک تفسیر بھی پیدا کر دے جو ان لوگوں کو تیری آیتیں پڑھ کر دے کہ سناے

اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے تاکہ ان کو پاک کر دے۔

اور جس موقع کی یہ دعا ہے وہ قرآن ہی کے حسب صراحت حضرت اسمعیل

الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْتَةً مِنَ النَّاسِ تَهَيَّوْا
لَهُمْ وَارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ (ابراہیم ۱۷)

اے ہمارے پروردگار میں نے یہ دعا کی ہے اپنی مجلس اولاد کو ایک بے محنت
اور نام نہاد میں تیرے محنت منگر کے قریب ہی اے ہمارے پروردگار تاکہ
وہ عاجز نہ رہیں لہذا جو کس تو چاہو ان کے دل ان کی طرف لگا دے اور ان کو
پھوس کا روزی دے تاکہ وہ لوگ شکر گزار ہوں۔

اسی شعر سے متعلق حضرت ابراہیم کی دعا ایک دوسری جگہ ان الفاظ میں نقل
ہوئی ہے۔

رَبِّ اجْعَلْ هَذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ (البقرہ، ۱۲۵)
اے میرے پروردگار اس کو بنادے ایک شہر امن والا اور اس کے رہنے والوں
کو کھانوں میں سے بھی عطا کر۔

رسول اللہ ﷺ کی پچاس اسی ہستی میں ہوئی جو ملک دے گیا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے
زمانے میں نہیں، صد ہوں بعد تک رہی۔ لیکن اس کے بعد جو یقیناً اسی دعائے ابراہیمی کی
برکت سے میوز اور چلوں سے محرم پہلے بھی نہ رہی، اور اب تو ایک حد تک فروغی شاداب
و بھگوان بن گئی ہے۔ دہلی اس شہر کی ماسوائے اس کا پر امن ہونا تو اس کی حرمت تو اس جہالت
کو بھی بخیر رہی ہے اور شریعت اسلامی نے اس شہر کو مقرر کر دے کہ اس کے اندر جانوروں کا
شکار تک ممنوع کر دیا ہے قرآن مجید نے اس کے اس پہلو کو نمایاں کر کے اسے ابد الائن
اور ہر اہم جیسے القاب سے ہار دیا دیکھا ہے۔

شیر کا قہر نام کہ ہے اور خدا نے پاک کی پہلی عبادت گاہ ہونے کا شرف
و امتیاز اسی کو حاصل ہے۔

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ

(آل عمران ۱۰)

بے شک جو سب سے پہلے گھروں کی عبادت کے لیے مقرر کیا گیا ہے وہ
ہے جو کہ جس ملک ہے یا ہر ملک اور سارے عالم کے لیے ہدایت۔

اس شعر کا جو بعد کو نہ پڑا اور اب عربی تعارف سے یہ ناس کا شہر
دنیا کے معروف ترین شہروں میں ہے، ام القری، بلد اللہ، اور اہم الحرم
اس کے قریبی متعارف ہیں۔

مجاز کے یہ دوسرے شعر کا بھی ذکر قرآن مجید میں شریاب اور بدینہ و ناموس سے آج
ہے یہاں رسول اللہ سے ہجرت کرنے سے تھے اور ہجرت کا ذکر اور اس کے احکام قرآن
مجید میں کثرت سے وارد ہوئے ہیں، معذرت سے غرضت و حکایات یہاں کے زمانہ قیام
میں برابر جاری رہے اور ان کا ذکر قرآن مجید میں بسط و تفصیل سے موجود ہے یہ ذکر
تو بھی حسب موقع کے گئے گئے گاہیں شہر کے مسند میں صرف تھی بات کن لینے کی ہے کہ
یہاں کی ہادی کا ایک خاصہ یہ خاصہ غیر مسلم رہا یا پشمال تھا جو بظہر سلائی اسٹیٹ کے
ہوا خواہ وہ تاجر اور تھے لیکن درحقیقت غیر وقار و بلکہ باقی تھے اور دشمن حکومت اسلامی
سے میل کئے ہوئے تھے یہ لوگ شخص و وفادار رہا نے اسلام سے خلاف مزاج طرح کی
افواہوں سے ایک سرمد جنگ، کئے ہوئے تھے کہ پھر قرآن مجید سے صاف صاف کہہ دے۔

لَقَدْ لِمُ يَنْفَعِ الْعَالَمِينَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرْهُنٌ وَالْمُجْرِفُونَ فِي
الْعِدَّةِ لِنَعْرِضَكَ يَوْمَ نَمُ لَاجِلُورِيك فِيهَا أَلَا تَتْلُوا (الاحزاب ۸)
اگر منافق اور جین لوگوں کے دلوں میں پاری ہے اور بدینہ میں بری خبریں
اڑانے والے ہاؤز نہ تو تم قرآن و ان پر مسلط کر دینے کے پھر وہ نہ رہیں
گئے مدینہ میں آپ کے پڑوس میں مگر یہ تھوڑے سے دان۔

یہ گویا صاف اعلان خداوندی تھا کہ کچھ ہی روز بعد رسول اللہ ﷺ کو ان پر پوری طرح

اس کے بعد یہ تعریف بھی قرآن مجید ہی میں ملتی ہے کہ آپ محمد بنی سے شمس
میں ایک ایک لمحے وقفہ سے عود کیا میں خلیل نہ۔

يَا أَفْضَلُ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلَى فَتْرَةٍ مِنْ
الرُّسُلِ (المائدہ، ع ۳)

اے! سب کتاب تمہارے پاس آتا ہے یہ سب سے میں دور و فراق کے بعد جو تم
کو صاف صاف بتاتے ہیں۔

فراق سے مراد سلطان میں وحدت ہوتی ہے، جب کسی کی کارنامہ نہیں ہوتا تو
حضرت مسیح کے دور و فراق کو ختم ہوئے ایک عمر گذر چکا تھا جب امارت سے اس کا علیحدہ
ہو۔

اس سے آگے بڑھنے تو سورہ قمر میں سے یہ بھی واضح ہو چکا کہ یہ وہ زمانہ تھا جب قریش
کی رہبری معاصر عرب قبیلوں کو مسلم ہو چکی تھی بلکہ قریش کی بین الاقوامی اہمیت سے یہ فکروں
میں مانی ہو چکی تھی اور تجارتی کا قافلہ شمال مغرب و جنوب مشرق کی سبب قریش ہی کے
بروزانہ سبب داری کے ساتھ تھوڑا دور رفت رکنے لگے تھے تاریخی اعتبار سے یہ وہ زمانہ ہے جب نہ
مسیحی دور ان کے لیے ایک مدت ہو چکی تھی۔

تحقیق کا ایک قدم آگے بڑھائیے تو انحراف آئے گا کہ اب زمانہ نبوت محمدی کی تحقیق کے
سمجھتے قریب آتے ہیں سورہ قمر میں سے لے لی اور اس سے متصل قرآن مجید میں سورہ اہل
ہے جس میں خدا نے جب پر ہم پر سرور حکومت جوشی نظر کشی کا بیان ہے اور یہ مشہور واقعہ تاریخ
کے راوی کا بیان ہے کہ میں نے جب آیت میں سورہ غر کا بیان ہے اور خود سیاق قرآنی بھی
کہی جا چکا ہے کہ لاوت محمدی اس کے چند ہی روز بعد واقع ہوئی ہو۔

غرض آپ کے زمانہ ولادت کا پتہ تو قرآن مجید ہی میں ملتا ہے اور خود سیاق قرآنی بھی
اب رہا اس زمانہ بخت ولادت کا تو قرآن مجید ہی سے ایک عام کاغذ دانہ ان کے لیے ہے

دوسری اصل ہو چائے کی اور آپ ﷺ کا قیام مکہ رہے گا اس بیان سے ایک حاصل معاصر
نے یہ نتیجہ بھی پیرا کیا ہے کہ جب آپ کا قیام مکہ میں آ کر تک رہے گا تو وقت بھی نہیں
ہو کی اور فراق شریف بھی نہیں ہو گا۔

زمانہ:

زمانہ تاریخ کی بحث میں پڑنا قرآنی اسلوب بیان کے معانی ہے لیکن آئے ہم اور آپ ﷺ
یکساں شاید کہ کچھ روشنی حضور ﷺ کے زمانہ بخت پر ملے گی یہ قرآنی سے پڑ جائے۔

بہل بات خوب روشن یہ ہے کہ آپ کا قیام مکہ نزول تو یہی ہے جس کی نزول
انجیل سے بھی بعد کا ہے۔

الْقَبْسُ الْأَمْسِيُّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَةِ
وَ الْإِنْجِيلِ. (الاعراف ع ۱۹)

وہی اسی جس کو (یہاں کتاب) اپنے ہاں تو یہ انجیل میں لکھا ہوا پڑتا ہے۔

آپ ﷺ تو آپ ﷺ آپ ﷺ کے رفیقوں، صحابہ میں تک کے اوصاف
تو یہی دور انجیل دونوں میں موجود ہیں۔

ذَلِكَ مَقْلُوبٌ فِي التَّوْرَةِ وَ مَقْلُوبٌ فِي الْإِنْجِيلِ. (العنق ع ۱۶)

یہ ہے بیان ان کا تو یہی میں اور یہ ہے ان کا بیان انجیل میں۔

پھر قرآن مجید سے نقل کے پیروں میں ذکر سب سے آخری پیروں حضرت مسیح کا کہ
ہے اس کے یہ معنی تو کھلے ہوئے ہیں کہ آپ ﷺ کا زمانہ حضرت مسیح کے بعد کا ہے بلکہ
تقریباً یہاں تک ہے کہ مسیح اپنے بعد آپ ﷺ کی آمد کی خوشخبری سن گئے ہیں۔

وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِيهِ مِنْ بَعْدِي إِنَّهُهُ أَتَى (الصافات ع ۱۶)

میرے بعد ایک رسول آئے گی جس کا نام میرا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ اس کے قوی (اور پیرا توئے عقلی، خلاقیتی مادی) کی تکمیل میں بارہ سال تک رہی تھی۔

فَمَا يُلَاحِظُ اللَّهُ ذُنُوبَهُ وَذُنُوبَهُنَّ سَنَةً (الاحقاف ع ۶)

اور ان میں سے اپنی چار سو تہا پہلے بارہ سال کا ہوا۔

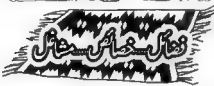
اور جب یہ مقدمہ مستطیع کے فوت اللہ کی طرف سے بھرتے سے سب سے بڑی حالت اور سب سے بڑی تیار کی منصب سے توحید ہی سب کے ان میں آپ کو اس مرتبہ سے راز کیا گیا تاکہ اسکی جنتی سے سب سے بڑی تہا پہلے بارہ سال کا ہوا جسے عوامی قیاسی یعنی تین صدیق ائمہ کی روایت حدیث و سیرت سے ہوتی ہے۔

سورۃ کے سلسلے میں سخی خون زندہ وفات کا تہا ہے۔ خاص ہے کہ جو کتاب آپ کی زندگی میں آپ کی پر نازل ہوتی رہی اس میں آپ کی وفات کے زمانہ وفات کا ذکر نہیں کر سکتے تہا کہ تہا قرآن زندہ وفات پر تہا تہا قرآن مجید سے پڑی جاتی ہے۔ سورۃ الفہم جس میں اسلام کے پھیلنے اور لوگوں سے جوق در جوق بیان اس کے صاف بشارت موجود ہے وہ ان میں سے ہے کہ قرآن مجید سخی میں سورۃ اور اس کا زمانہ نزول اخیر سورۃ بھری ہے یہی سورۃ لہذا دعویٰ ہے۔

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا. (المائدہ ع ۱)

میں نے آج تمہارا دین تمہارے لئے تکمیل کر دیا اور تمہارے لئے اپنا نعم میرا کر دیا۔ اور تمہارے لئے اسلام کو پسند کر لیا۔

یہ باتوں میں سے ہے کہ وہی عہد میں تہا ہوئی تھی جن تحریکات سے قریب زندہ وفات برسوں کے صاف نکل تہا ہے اور یہ جو تاریخ سے ثابت ہے کہ وفات نبوی رکھی ہوئی ہے بھری میں واقعہ ہونی یہ قرآنی اشاروں سے بھی ایک بالکل قطعی بات ہے۔



قرآن مجید سے جہاں تک عرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کوئی فوق بشر یا فرشتہ وغیرہ نہ تھے، بلکہ بشر تھے، جیسے دنیا میں بشر ہو کر تھے، اور خود آپ کی زبان سے یہ واضح ہو گیا ہے۔

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

آپ کہہ دیجئے کہ میں تو محض ایک بشر ہوں تم ہی جیسا

ایک بار سورۃ انفک کے روئے ۱۲ میں اور دوسری بار سورۃ محمدہ کے روئے ۱۱ میں، اور یہ بھی کہ آپ ﷺ کوئی انوکھے بیخبر ہو کر دنیا میں نہیں آئے تھے بلکہ آپ سے خواہش بہت سے انبیاء و مرسلین آچکے تھے اور آپ اس انیس میں سے ایک فرما تھے۔

إِنَّا لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ

بے شک میں بھیجے ہوئے میں سے ایک آپ ہیں۔

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَأَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا. (الاحقاف ع ۶)

آپ کہہ دیجئے۔ میں تو کس زبانتوں میں سے ہوں۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ. (الاحقاف ع ۱۰)

محمد جو اس کے جو شخص کہ ایک رسول ہیں اور ان کے قبل بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔

أَكَا لِنَاسٍ مِّثْلًا أَنْ أَوْحِيََ إِلَيَّ رُجُلٍ مِّنْهُمْ أَنْ أَنْبِئَ النَّاسَ

وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا (یونس ع ۱)
 کیا لوگوں کو اس بات پر حمت ہے کہ ہم نے انہیں میں سے ایک آدمی پر وحی بھیج دی کہ وہ لوگوں کو ڈرے بھی (ہمارے مذاپ سے) اور مومنوں کو خوشخبری بھی پہنچائے۔

اور خود آپ کی زبان سے یہ کہا گیا:
 قُلْ مَا كُنْتُ بِدَعَايِ الرَّسُولِ (الاحقاف ع ۱)
 آپ کہہ دیجئے کہ رسول میں وہی ان کو خدا رسول تو ہونے لگیں۔
 اور میری آپ کی سچا عبادت ہی بھی ان کے فطاعت میں کہا دی گئی۔
 وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِهِ وَلَا يَكُمُ (الاحقاف ع ۱)
 میں تو یہ بھی نہیں چاہتا کہ کیا معاملہ میرے ساتھ پیش آئے گا اور کیا تمہارے ساتھ بلکہ یہاں تک بھی کہ
 قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَلَا تُدْعُوا إِلَّا مِنِّي أَلَهُ (یونس ع ۵)
 آپ کہہ دیجئے کہ میں ہی ذات کے ہے تو کسی ضرر اور کسی نفع کا اختیار ہی نہیں رکھتا مگر جتنا اللہ کے منظور ہو۔

اور آیت کا یہی نکل ایک برائے نام نقلی اختلاف کے ساتھ سورہ الاعراف میں ۲۳ آیت میں بھی ملتا ہے۔

اور وقت قیامت کے علم کی بھی نفی آپ کی ذات سے کرائی گئی ہے وہ جو اس کے کہ وقوع قیامت کا ذکر بڑی شدت کے ساتھ آپ کی زبان سے سنا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہوا ہے۔

يَسْتَلْزِمُونَكَ مِنَ السَّعَةِ أَيَّامٍ مَرَّسَلًا قُلْ إِنَّمَا عَلِمْتُ عِندَ رَبِّي لَا يُجْلِيهَا إِلَّا هُوَ (الاعراف ع ۶۳)

یہ تو آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ کب واقع ہوگی؟
 کہہ دیجئے کہ اس کا علم صرف میرے پروردگار ہی کے پاس ہے اس کے وقت پر ہوا اللہ سے کوئی اس کو ظہر نہ کرے گا۔

بلکہ آپ کی عیب دہی اور آپ کی الکیٹ خرابی نبی اور آپ کی ملکیت اس سے نبی پر تھرتا ہے آپ کی زبان سے کراہی گئی۔

قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِندِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبُ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ إِن أَتَّبِعْ إِلَّا تَابِعُوا وَحْيَ إِلَيَّ (الانعام ع ۵)

آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کی سرکار کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب چاہتا ہوں، اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو بس ہی تم پر چلتا ہوں میری طرف سے کیا چاہا تا ہے۔

یہاں تک کہ نبوی علوم و معارف سے بھی شمر آپ کی ناشای ظاہر کر دی گئی حالانکہ جس عہد میں آپ کا ظہور ہوا تھا اس وقت تک باطل و معرکہ میں، امین، ہندوستان، یونان، روم، سب کیسں علوم و فنون خوب اپنا زور دکھا چکے تھے اور بڑے بڑے شاعر اور ادیب، مورخ اور مہندس، حکیم اور فلسفی، کہہ داریں کہ محلوں و عرش میں اپنا نام پھیرا کر چکے تھے اور علوم و فنون کا وہ دہرے قرن مجید نے تو آپ کی اہمیت یا عرف ناشای کی بھی صاف صریح گوئی دی ہے۔

وَمَا كُنْتُ تَتْلُو مِن قَبْلِهِ مِن كِتَابٍ وَلَا تَحِطُ بِمَبِينِكَ (مکہوت ع ۵)
 اور اس قرآن کے نزول سے پہلے آپ نہ تو کوئی کتاب پڑھ سکتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے اس کو لکھ سکتے تھے۔

اور پھر کہہ ہے

هُوَ الَّذِي يُعَذِّبُ الْمُؤْمِنِينَ رُسُولاَ إِلَيْهِمْ (الجمعه ع ۱)

وارد ہوئے ہیں اور آپ کے پیروں کے خاصہ خاصہ اور انہیں کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ ان پر جبرستی ہو کر رہتی ہے اور قرآن کا ہر حصہ اور نصف ہر طرف لٹریے گئے ہر آپ کو مجبور پاتا ہے کہ یہی کہیں وہ ہر شخص اور ہر معاشق زندگی بے شک اس کا مل جی کر اس کی کوئی نہ ملے کے سامنے ہر مومن و کفر کے پیش کیا ہے۔

اس سلسلہ بیان کو شروع اس وقت سے کیجئے جس میں خطاب ہوتا ہے ہر طرف سے اور یہ کہ ہر طرف سے۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا مَنَّكُمْ بِهِ خَرِيفٌ عَلَيْكُمْ بِأَلْوَابٍ مِّنْ ذُنُوبِهِمْ (التوبة ع ۱۶)

سے شک آئے ہیں تمہارے پاس ایک پیغمبر جس میں سے گراں گزرتی ان پر مزید جس سے تم تکلیف پاؤ اور جس میں تمہارے اوپر ایمان والوں پر تو بڑے ہی عشق و مہربان ہیں۔

آیت میں اگر جمہوری قدرت سے سمجھ لیں تو سمجھ لیں یہ اللہ کا وہ کوئی نبی نہیں کسی میر جس کی حقوق میں تمہارے آپس کے ہیں اور تم ہی کیسے ہیں۔ ان سے مظاہر سے اور نا تو یہیت کا کوئی ٹکڑا نہیں۔

اور اگر انہیں (پلٹو) پڑھا دے کہ وہ بھی ایک قدرت سے متاثر ہے تو معنی یہ نہیں ملے کہ وہ تمہارے بھائی اور انہیں ترین میں سے ہیں ان کی خصوصیت یہ ہے کہ ہر انسانی تکلیف ان پر گراں گزرتی ہے وہ اس سے انہیں کو روک دے گی کی فکر نہیں رہتے ہیں۔ ان لوگوں کے حق میں اپنی فرائض و شفقت سے حریف ہیں اپنی صفات کے حق میں وہ تو ان روغنات کے ساتھ ہیں جو اللہ نے بندوں سے متعلق رکھا ہے یعنی راحت و رحمت اور صفات کے حق میں ان کی شفقت و دوسری ہے یا ہاں ہے۔

آپ جانتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ایک خاص حکم ہے کہ آپ کے فرائض و مشاغل خود اس

پہنچل کا کہہ رہے ہیں۔

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ مَنَّ عَلَيْهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَفْلَهُوا عَلَيْهِمْ عِيَالَهُ وَيَرْحَمُهُمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلُ لَيْسَ بِمُعَلِّمِينَ (آل عمران ع ۱۷)

اللہ نے ایمان والوں پر حساب کیا ہے جو ان کے ایمان ایک دوسرے بھی نہیں میں سے، ہر ایک اللہ کی آیتیں پڑھ کر سنا رہا ہے اور انہیں تعلیم دیتا ہے کتاب اور حکمت کی اور اگر وہ اس سے قبل صرف گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔

آیت سے جہاں کہ طرف دوسرے کا وہ دوسرے فائدہ معلوم ہو۔ اللہ آپ کی بہت کچھ اپنے احسان سے تعبیر کیا ہے اور آپ کے روزانہ مشاغل پر بھی اس سے روشنی پڑتی اور یہ معلوم ہو گیا کہ آپ اللہ تک قرآن مجید نہ صرف پڑھتے تھے بلکہ اس کی تعلیم دیتے اور شرع کرتے رہتے اور تشریح لکھتے کے کام میں لگے رہتے یعنی اصلاح ظاہری و اصلاح باطنی دونوں میں۔

اس سے ملتا آخروں ایک دوسری آیت کا بھی ہے

هُوَ الَّذِي يُعَلِّمُ الْاٰتِیْنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمُ يَفْلَهُوا عَلَيْهِمْ عِيَالَهُ وَيَرْحَمُهُمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلُ لَيْسَ بِمُعَلِّمِينَ (الجمعة ع ۱)

وہ اللہ ہی ہے جس نے مومنوں کے ایمان ایک دوسرے بھیجا انہیں میں سے جو ان پر اللہ کی آیتیں پڑھ کر سنا رہا ہے اور انہیں سنو رہا ہے اور انہیں تعلیم دیتا ہے کتاب اور حکمت کی۔ اگر چہ وہ (وگ) اس سے قبل صرف گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔

مشاغل روزانہ اور فرائض نبوی کا عکس اس آیت میں بھی نظر آتا ہے۔

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ
الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا تَكُونُوا تَعْلَمُونَ (البقرہ، ع ۱۵)

جیسا کہ ہم نے بھیجا تھا ہمارے ایک رسول تمہیں میں سے جو تمہیں پڑھ
کرتا ہے ہماری آیتیں اور تمہیں سونپتا ہے اور تمہیں تعلیم دیتا ہے کتاب
اور حکمت کی۔ اور وہ تمہارا ہے جو تم میں جانتے ہے۔

قرآن مجید کی تفسیر و تعلیم کا یہ سب سے پہلا آیت قرآنی ہے جس نے تشریح کر دی کہ اس نے
اور تفسیر و تعلیم کے سوا ہر ایک اور شے کی قرآن ہی تعلیم دیتے تھے جو اس وقت تک
امت کے دائرہ میں ہی رہیں اور اس سے یہ صاف معلوم ہو گیا کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے
قطع غرور بھی تعلیم و تربیت فرمایا کرتے تھے اور ظہری و عملی حیثیت سے وہ رہنما اپنی امت
کرتے جو آپ کی کتاب کی رہنمائی کرتے تھے۔

اور آپ کی بعثت کی غرض دعوتِ توحید صاف ارشاد ہو گئی ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (الانبیاء، ع ۷)

ہم نے آپ کو بھیجا ہی ہے رحمت بنا کر جہانوں کے لیے۔

یعنی آپ تو سب رحمت ہی ہیں ہر جہان والوں کے لیے۔

آپ کی احاطہ قلوب پر وہ جب نہیں بد مہر ارف ہے احاطہ امت الہی کے۔

وَمَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ (النساء، ع ۱۱)

جس نے احاطہ کی رسول اللہ سے اس نے میں احاطہ کی اللہ کی۔

اور جب یہ ممکن ہے جب آپ کا ہر خطا و غرض سے معصوم ہونا چاہیے تسلیم کرنا
ہے۔ اور غیر معصوم سے تو ہمیشہ احتمال رہے گا کہ غلط محال میں اس سے غرض مرصیات
حق کی ترجمانی میں ہو گئی ہو اور احاطہ رسول کی تاکید کرنے والی آیتیں ایک جس مسئلہ
میں۔ بطور خاص اور احاطہ اور امت چنانچہ ارشاد ہے۔

وَمَا تَكُنْ لِّلرَّسُولِ فَدُودًا وَلَا مُلْكًا عَلَيْهِ مَلَأْتَهُوَ (الحشر، ع ۱)

اور میں خود بھی نہیں ہوں اور نہ اس کو جس چیز سے وہ تمہیں روکے میں اس
سے رک جائے۔

اور اس آیت سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہی کسی اور بھی
طور پر بھی بنایا گیا نہ کہ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب، ع ۲۱)

بے شک تمہارا ہے رسول اللہ ﷺ کی مثال جس کا ایک چھانٹو موجود ہے۔

اس لیے قدرۃ کا یہ قرآن میں امت کے لیے واجب التعمی ہے اور فقہاء اس کے
خلاف کوئی تشریح نہ ہو۔

اب وہ آیتیں بھی مل جھکیوں جن میں احاطہ رسول اللہ ﷺ کا حکم برادر است موجود ہے،
احاطہ امت الہی پر عطف ہو کر سورہ آل عمران ۳ میں ہے۔

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ

آپ کہہ دیجیے کہ احاطہ رسول اللہ ﷺ اور اللہ کی۔

اور اسی سورہ کے دوسرے آیت میں اللہ تعالیٰ حذف کر کے ہے

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ

اور احاطہ رسول اللہ ﷺ اور اللہ کی۔

سورۃ النساء ۸ میں ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

اے ایمان والو، احاطہ کرو اللہ کی۔ اور احاطہ کرو رسول کی۔

اسی سے متصل احاطہ اولی الامر بھی حکم ہے لیکن مفاد یہ بھی ارشاد ہو گیا ہے کہ

فَإِن تَنَادَوْا حَتَّىٰ شَأْنٌ فَرَدَّوْهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ

”پہنچاؤ کیلئے کہ طاعت کرو، نقد و ادائیغہ طاعت کرو، رسول کی۔“

اور پھر اسی رکوع میں اور آگے بڑھ کر ہے کہ

وَاطِيعُوا الرُّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر مہربانی کی جائے۔

اپنی جہد میں یہ قسم کہ امت رسول اللہ کا، میٹھا اسم میں اور دوجی سکڑ چٹا امت الہی پر
عطف کر کے قطع کسی اور مخلوق سے حق میں اور نہیں ہوا ہے اور یہ نظر کو عام امت ہے
میٹھا اسم کے ہونے باقی دوسرے طریقوں سے اسی مفہوم کی جو تفسیر و تفسیق صورت کیا ہوئی ہے
دوجی کے ہم پھر اور نہ دیکھیں۔

سورة المصاء رکوع ۹ کی آیت ۱۰ میں اَنْ يَطْعَمَ الرُّسُولَ فَقَدْ اطَاعَ اللّٰهَ يَوْمَ تَقُومُ السُّرُورُ جو کہ ہے اس سورۃ کے رکوع ۹ میں اَنْ يَطْعَمَ الرُّسُولَ کی معیت کے معنی میں یہ آچکا ہے۔

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ.

(یہ دو ہیں) جو طاعت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی۔

اور اس سے بھی تعجب کی سورت ہے کہ کوہ میں جہاں اہل صفحہ کا ذکر ہے وہاں بھی ٹھیک
 اور سہل سے کئی مقامات پر دریا ہیں اور سہل کا یہی نکتہ لوٹ لوٹ کر سورتہ اندر کوہ کے اور سورتہ
 اندر الہ روم کا اور سورتہ الفج کوہ میں بھی آیا ہے۔

حکیم کی یہ سب تاکیدیں لفظ اطاعت کی صراحت کے ساتھ تھیں ایک جگہ متعدد اجتماع آیا ہے وہی اس شان کے ساتھ اجتماع رسول اللہ کو بخیرین زندہ اللہ کے ہاں محبوبیت کا قرد ہے۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ. (آل عمران ع ٤)

آپ کہہ دیجیے کہ اُرِّقَ اللہ سے غبت رکھتے ہو تو میرا اطلاع کرو۔ اللہ تم سے

اُترتھارے آپس میں کسی معاملہ میں اختلاف ہو جائے تو حوالہ کر دیے اس امر کو

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف۔

خوب نہیں کر رہا ہے۔ انہیں کی حالت صرف ہار کا وعدہ دہندہ نہیں وہ ہار رہا ہے۔
 بھی ہے۔ اس سے بڑھ کر کسی حقوق کا غرض خالق کے یہاں کہ حریق کا خبرنا ہی جانتا
 ہے۔ ۱۰۔ عت رسوں والے وہی اتحاد جو ایک منٹ قبل سورۃ القہ سے نقل کئے گئے تھے
 میں آئندہ ہر سورہ کا ذکر کوئی ۴۰ میں ہمارے ہوئے ملتے ہیں۔

۱۰۔ رؤا الماعذہ کے وقوع ۱۲ میں پہلے تو چار ہی تاکیداتی ہے۔

أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

احاطت کرتے رہو اللہ کی لڑائی جیت کرتے رہو سوس لاکھ کی۔

اور انہیں الفاظ کا ٹکڑا کر سورۃ التغاب کے رکوع ۲۷ میں واقع ہوا ہے۔

سورة الفاتحہ کھولنے تو اس کے شروع جتنی پہلے ہی رکوع میں یہ الفاظ ظہر آتے ہیں۔

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

اعت کرتے رہو نہ اس کے رسول کی اگر تم ایمان والے ہو۔

اور سورۃ کے قیصر کے کوٹھ کا آغاز ہی اس آیت سے ہوتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ.

اسے ایمان و سواطعت کرتے رہو لہذا اور اس کے رسول کی۔

سورۃ میں تیسری بار پھر یہی حکم ہے اور ۶؎ میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں
 ﴿طَبِّعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ أَوْ عَتِیْتُمْ عَلَیْهِمْ فَاُولَٰئِكَ مَتَّعْنَاهُمْ فَاثْمًا وَهُمْ مُّسْرِفُونَ﴾
 (اعادہ دہراؤ اللہ اور اس کے رسول کی فطرت پر اگر تم نے ان پر فطرت نہیں
 بنائی تو ان کو تم نے اپنے لیے بنا دیا اور وہ برباد ہو گئے۔)

پھر سورۃ انور کے رکوع میں پہلے تو یہ ہے کہ

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ.

کو کئی مشقت و تپ سنبھالے ہوئے تھی اور اس کے معاذ بعد یہ سزا دہی ہے کہ
 ذَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

مہم نے آپ کے لیے آپ کا آواز پہنچ کر دیا۔

”ہی“ میں کون بشر ہے جو جبرہ اسامہ علیہ السلام کے آواز کی بلندی میں گلاب کر سکتا ہے؟
 کوئی شخص ہی بھی عقیدہ اور مذہب کا سوا قرآن اس سے کیسے انکار کر سکتا ہے کہ دنیا کی بشری
 ”ہی“ میں صرف ایک ہی ذات ایسی ہے جس کا کام مذہب کے واحد کے م کے ساتھ ساتھ
 دنیا کے ایک ایک گوشہ سے ہر روز پانچ پانچ مرتبہ پکارا جاتا ہے۔

اور اس رسوئی اور پشت توڑ دینے والی ہمدردی نور انسانی کا بیان اسی آیت تک محدود
 نہیں۔ دوسری آیتوں میں اس جذبہ انسانی کی تعریف و تہنیت موجود ہے۔ چنانچہ ایک جگہ
 ہے کہ مکرر کے ملاں ملاں قول سے

وَصَلِّ عَلَىٰ هَذِهِ صَلَاةَ الْهُدَى (ہود ع ۶)

آپ کا سب سے بڑا ہوا ہے۔

یہ جگہ اس سے بھی زیادہ واضح و بے غلط ہے، مکیوں کی شدید گمراہی اور گمراہی پرستی کے
 شرک کے بیان میں۔

فَلَمَّا عَلَاكَ نَفْسُكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِنَّمَا يَقُولُوا يَا بَلَاءَ الْحَمِيْدِ
 أَسْفَا (الکھف ع ۶)

تو شاید آپ ان کے پیچھے ”یہ“ جو اس مضمون پر ایمان نہ رکھتے قرآن اپنی جان
 دے دیں گے۔

یہ ٹھیک اور رسوئی جب غیروں کے وسط تھی تو اپنی نسبت کے حق میں اس کا جو درجہ
 ہو گا، ظاہر ہی ہے۔ دوسری جگہ بھی مکرر ہی کے سلسلہ بیان میں ہے۔

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ (الشعراء ع ۶)

شاید ان کے ایمان نہ لانے پر آپ اپنی جان ہی اے دیں گے۔

جو عام انسان کے لیے ایسے ہی غم پہن کر نہ میں پہنچتا رہتا ہو۔ ”ہی“ کی کوئی بھی
 سارے عالم کی رومی کی اور نیلہ و سرسبز کی سرور کی کا ہے۔

اور جب مقتدرانی میں آپ کا یہ مرتبہ تھا۔ ”ہی“ تو یہ قرار دینا کہ اللہ کے یہاں مقبول محمود
 محبوب ہوئے کا خط یہ ہے کہ اس کا حق سنی کے کٹھن قدم پہنچ جائے۔

خود آپ کی زبان سے عدل کر دیا گیا۔

قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ (آل عمران ع ۴)

آپ کہہ دیجیے کہ اگر تمہیں اللہ سے محبت ہے تو تم میری راہ پر چلو تو تم سے
 محبت رکھنے لگے گا

رسول اللہ کے فرماؤں میں یہ صلوہ پر یہ بات داخل تھی کہ آسانی کتابوں کو ماننے والی
 پرانی قومیں اپنے باقیوں تقلید نہ لے کر وہاں پرستی کے جن مذہبوں میں چلا گئیں انہیں ان
 قیدیوں اور تفتیش سے نجات دل میں اور نہیں دین کا سیدھا، ہموار، راستہ دکھ میں چنانچہ
 ارشاد ہو ہے کہ یہ پیغمبر جن کا کہ قرآنیت انہیں میں آچکا ہے۔

يَسْأَلُهُمْ فِي مَعْرُوفٍ وَيَتْلَاهُمْ عَنِ الْفَنَكْرِ وَيَجَلُّ لَهُمُ الْكَلْبَاتُ
 وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخُلَاطِ وَيُصْنَعُ عَنْهُمْ أَسْرُهُمْ وَالْأَغْلَالُ الَّتِي
 كَانَتْ عَلَيْهِمْ (الاعراف ع ۱۶)

انہیں تپ باتوں کا گم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع فرماتے ہیں اور
 پائیزہ چیزوں وان کے لیے بدل دیتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام
 فرماتے ہیں اور ”سنگوں پر جو بھلا و طوطی تھان کھان کھان سے دور کرتے ہیں۔

اور ان کتابیں جس میں آپ کے مقتدرانوں سے تعزیرات و سلب و تصرفات کا انہر جو
 اپنی آسانی کتابوں میں لکھا تھا سے بھی یہ صاف کرتے ہیں اور ان مجرموں کی بہت سی

بہم خوب چاہتے ہیں کہ میں یہ نہ جس "پ" کو روک دلائی ہیں لیکن یہ لوگ بخدا ہے آپ کی نہیں کرتے۔ بلکہ ایسا انہی کے سحر بہت دھری سے ہو رہے ہیں۔

ورد ذاتی حیثیت سے تو آپ کی سیرت اقی مبارک اور آپ کا پاپہ اخلاق اتنا بلند تھا کہ بڑے بڑے معکروں معاندوں کو بھی رقت کی گھاٹش نہ تھی "پ" کی زندگی اقی یہ لوٹ ہے داروغہ کی قسمی کہ خود اسی کو جنت بنا کر معکروں کے سامنے پیش کیا گیا اور ان سے سوا اس کر یا گیا کہ میں تو تہہ رہے ہی اندر رہا ہوں ہر تہہ رہے ہی اندر اقی عمر زاری ہے تم ہی بتاؤ کہ اس سے قبل جسیں کوئی گردن گناہ کا موقع ملے گا؟

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ (یونس ۲۷)

میں تمہارے ہی درمیان اس (دوئی نبوت) سے قبل ایک عمر گزار چکا ہوں سو تم لوگ کیوں عقل سے کام نہیں لیتے؟

اور یہ بھی کیا یاد کیا ہے کہ اگر میں رادفہ غلط بیانی سے کام نہیں لے رہا ہوں تو تمہاری تحقیق کے مطابق لازمی ہے کہ مجھے کوئی دغا پی رہی ہو، کہ اس میں پڑ کر میں اس دہم میں مبتلا ہو گیا ہوں تو اس مفروضہ کو بھی تم اپنی عمر دو کیفیت کی کوئی پرکس کے کچھ دو۔

قُلْ إِنَّمَا أَعْطِيكُمْ بِوَاحِدَةٍ أَنْ تَقُولُوا لِلَّهِ مُنْغْنٍ وَفَرَادَى ثُمَّ تَتَفَكَّرُونَ أَمْ لَكُمْ صَاحِبُكُمْ مِنْ جَنَّةٍ (السماء ۶)

آپ کہہ دیجیے کہ اللہ کے دے سے مڑے ہو جاؤ دو دو، ایک ایک، پھر سوچو کہ تمہارے (اس) حاجی کو کہیں جنوں تو نہیں ہے۔

اور پھر اسی کا شعر ادا ہوا کیا گیا۔

أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا أَمْ لَكُمْ صَاحِبُكُمْ مِنْ جَنَّةٍ

یہ لوگ کیوں نہیں سوچتے ان سے حاجی کو کوئی شاہ جنوں کا ہے نہیں۔

پھر لے دے کے ایک احتمال یہ ہو سکتا تھا کہ شاید کوئی شخص دنیوی آپ کو اس منزل پر لائی

تو اس سے دگر بھی رہا ہے ہیں، رش و مال کتاب کو بھلا کر کے ہوتا ہے۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ خَاءَ كُمْ وَنُؤَلِّفُ بَيْنَكُمْ كَثِيرًا مِمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيُغْفَرُوا عَنْ كَثِيرٍ (المائدہ ۳)

اے کتاب نگار تمہارے پاس تمہارے یہ رسول "سے" میں کتاب میں سے جن امور کو تم چھپاتے رہے ہوں میں سے بہت سی باتوں کو تمہارے سامنے کھول دیتے ہیں اور (تمہاری) بہت سی باتوں سے غم پوشی بھی کر جاتے ہیں۔

آپ کی دوا میں مشکلات اقی حال ہو گئی تھیں اور تبلیغ رسالت کے لیے سوانح اقی سخت پیش "سے" تھے لیکن حالات میں بات قدم رہا مضمون بہت دالہ انسان کا کام نہ تھا "پ" کو استقامت و شہادت قلب و ثبات قدم کی حالت بھی اسی ہے غیر معمولی صبر کی گئی۔

وَلَوْلَا أَنْ تَبْتَئْتَنَّاكَ لَفَدَّ كَذَبَتْ تَرْكُزُ الْيَهُودِ شَيْئًا قَلِيلًا (بصی سرفیل ۸۶)

وہاں ہم "پ" کو بہت قدم نہ رکھتے تو قرعہ تھا کہ "پ" کچھ تو ان لوگوں کی عرف جھک جاتے۔

یہ بیان فطرت بشری کا ہو۔ بشریت کا عین متفقہ یہ تھا کہ آپ ان سکرین سے کسی قدر کوئی صورت معارضت و منہ بہت کی نکالتے لیکن ادا اندیشی "سے" تھی اور اس نے وجہ ادنیٰ میں "پ" کو اپنی جگہ سے جھٹک نہ دے دی۔

سکرین معاندین کے شدید خلاف ردیہ سے آپ کو انصاف قلب محسوس ہوا ایک قدرتی بات تھی۔ اس پر آپ کو کتنا یہ تسکین دی گئی کہ یہ کوئی آپ کی ذاتی حیثیت سے بخدا ہے تو دوزی ہی ہوئی یہ بخدا ہے تو عین آیات و دلائل لئی اور آپ کے پیروں کی ہے تو آپ اس سے اپنی لائے پر اتنا اثر کیوں نہیں۔

لَقَدْ تَعْلَمُ أَنَّهُ لَيُحَرِّمُكَ الَّذِي يَقُولُونَ فَلَهُمْ لَا يُكَلِّمُونَكَ وَلَكِنَّ الْعَالَمِينَ بَأْيَانَ اللَّهُ يَجْعَلُونَ (الانعام ۴)

ہو۔ قرآن مجید سے اس اعتبار کی بھی حلاکت دی۔

قُلْ مَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ لَكُمْ إِنَّ الْغَيْرَ لِلَّهِ (المائدہ، ۶)

”آپ کر دینے کے لئے نہیں نے (اس تبلیغ رسالت) کا کوئی معاوضہ مانگا ہو تو میں

وہ تمہارا ہی رہا ہوں معاوضہ تو میں اللہ ہی کے لئے ہے۔

اگر اسی کے ہم مضمون فقر سے حضرت نوح، حضرت شعیب، حضرت ہود، کی زبان سے

نہ کر کے رسول اللہ ﷺ کے اس جو کلمہ زیادہ قوی ہو سکتا کہ وہ ہے۔

قرآن مجید آپ کو ”راہِ حق“ کے جس مرتبہ پر رکھتا ہے وہ اسی سے ظاہر ہے

کہ اس کی تمام جہتیں میں قرآن کی عمر کی دہائی گئی ہے قوم کلوہ کی بدکرداریوں اور بد معیوں کے

لسد میں ہے کہ

لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ (الحجر، ۷۵)

”قسم ہے آپ کی جان کی وہ لوگ اپنی عقلی مدد ہوش تھے۔

اگر خدا کا دستور اگر عمری میں شہادت کے مفہوم میں ہوتا ہے تو ظاہر ہے کہ حضور کی

ساری زندگی وسعت ذات کی تعمیر کے طور پر پیش کیا گیا ہے اور آپ کی مرتبت عالی پر روشنی اس

حقیقت سے بھی جگہ نہ چھوڑ جاتی ہے کہ جہاں اور ہم منصب حضرات کا ذکر حیف نہ ادا میں

نام کے ساتھ آیا ہے یا آدم، ہر لکھ بے موی یا داؤد وغیرہم، وہاں آپ کا ذکر قرآن مجید بحر

میں خاصیت کے وقت نام کے ساتھ نہیں بلکہ صفات کے ساتھ درج ہوا ہے جس سے کسی نے کسی صفت

ہی کے ساتھ پایا ہے۔ مثلاً

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ، يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ، يَا أَيُّهَا الْمُرْسَلُ، يَا أَيُّهَا الْمَدْعُوُّ

وغیرہ۔ حیف نہ غائب میں مطلق لفظ ”مہر“ سے اشارہ۔ آپ ہی کی طرف کیا گیا ہے جس کے

لکھے ہوئے معنی یہ ہوتے کہ مہر اپنی کائنات میں یا اس صورت میں جو وہ آپ ﷺ کی

دست میں ہوتی ہے۔

اسی قسم کے سلسلہ میں یہ بات بھی من، کہنے کے کہ قرآن مجید میں قرآن مجید کی شہرت بھی

ذکر ہے۔

لَا تَقْسِمُ بِهِذِ الْقَبْلِ (المائدہ)

”نہیں میں معاوضہ تو رسول اللہ کو قلاب کر کے ہے۔

وَأَنْتَ جَلْ بِهِذِ الْقَبْلِ (المائدہ)

اور آپ اس شہر میں اترے ہوئے ہیں۔

یا آپ کے لیے اس شہر میں کوئی حال ہونے والی ہے۔

نہ وہاں کسی دن میں سے جو بھی اعتبار کی جائے۔ بہرحال ”راہِ حق“ کا صاف ہے کہ اس

مکان و جغرافیہ و ملت حاصل ہے، اس لیکن کی نسبت سے ہے آپ اس شہر میں مقیم فرما

کئے جا میں آپ کے لیے اس روحِ خیر میں جنگ چاہا ہو رہی ہو۔ ہر صورت میں آپ کی

نسبت ہی باعث احترام ہوگی۔

مشہور واقعہ معمر بن النضلی کی کیفیت جو کچھ بھی اول۔ بہرحال قرآن مجید اس کی گواہی تو

دے ہی رہا ہے کہ وہ ایک واقعہ چھوڑا ہو گا۔ جس سے آپ ﷺ کی بیکری ظاہر ہو رہی ہے۔

مَنْحُلَانِ الَّذِي أَنْشَرَى بَعْدَهُ لَيْلًا مِنْ النَّسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى النَّسْجِدِ

الْأَفْصَى الَّذِي بَلَّغْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا (نہیں اسو القیل ع ۱)

”وہ ایک رات سے چھاپے بند ہو گیا۔ رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ

تک جس کے گرد اگر دہم سے برکتیں رکھ دی ہیں تاکہ ہم انہیں اپنے کچھ

نشان دے رہا ہے۔

اور اسی طرح دوسری جگہ رسول اللہ ﷺ جس میر آسمانی کا ذکر کیا گیا ہے اور جس طرح

آپ ﷺ روحِ نبوت کے مرتبے دھارے گئے ہیں وہ آپ کو نہ صرف عاملِ شریعت میں بلکہ

مصلحِ انبیاء و مرسلین میں بھی کائنات میں ہے۔

مُصَلِّيًا صَاحِبُكُمْ وَمُحَوِّلِي (الانعام ع ۱)

اس پر معاذین و خوب شادید نے جسے کافر قتل کیا ان کے طبایات ختم کے روا ابطال
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر کے اڑھایا ہے۔

مَلُودٌ عَنكَ وَمَا فَلَی۔ (الضحیٰ)

آپ کو آپ کے پروردگار نے نہ چھوڑا اور نہ ہیزار ہوا۔

اور دست برداری و بیزارگی کا کیا ذکر ہے آپ کا مستقل آپ کے ماضی سے آپ کا انجام
آپ کے آغاز سے بھی کب نہ بدو حال شہنشاہ کا چارہ رکھ دیا گیا ہے۔

وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَى۔ (الضحیٰ)

آخرت آپ کے لیے دنیا سے کہیں بہتر ہے۔

اتنا ہی نہیں آپ کی رضا کو آپ سے خالق کو کس درجہ نظر ہے۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ وَكَفَتْ وَضَى۔ (الضحیٰ)

عزیز ہے اللہ آپ کو اتنا کچھ دے گا کہ آپ اس سے خوش ہو جائیں گے۔

اور اس عطا و کرم و بخشش کی سی سلسلہ میں وہ غلط چھوٹی اور معنا بڑی آیت بھی

پڑھ بیٹے کے قبل ہے اِنَّا أَنْطَلَقْنَاكَ الْكُفُورَ (الکوثر)

اور اب کوثر کو خواہ خدا کی عوض و نذر سے متعلق میں لیا جائے خواہ غیر کثیر کام اور سمجھ

جانے یہ ہے وہ بشارت عظیم، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا مخلوق میں سور کسی کو بھی نہیں ملی۔ اور اسی معنی

کی تائید تائید و تحویث میں یہ آیت بھی ہے۔

وَأَنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرُ مَمْنُونٍ (القلم ع ۱)

اور آپ کے لیے ہے ایک عظیم ہے جبر فرستے۔

قرآن کی زبان میں بزرگوں کی تعظیم تائید اس کی حد و مہمانیت کا کون سا حساب لگا سکتا ہے؟

ایک جگہ قرآن نے آپ کے ایک ایسے وصف کا ذکر کر دیا ہے جس کے اندر سارے

ہی اوصاف آئیں اور آتے ہیں۔ اور اس کی شہرت و تعظیم جتنی بھی کی جائے، وہ وصف اتنا

یہ کہہ رہے تھے (اس عالم میں بھی) اندر سے نکلے نکلے اندر سے پڑے۔

بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر چڑھ کر ہے ہیں وہ کوئی بھی چڑھ

خویش نہیں ہو سکتی الہی کی قدرت ہیں۔

وَمَا يَنْطَلِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ۔

اور آپ اپنی خواہش نہیں سے باتیں نہیں کرتے بلکہ ان کا ارشاد وحی ہی ہوتا

ہے جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔

اور اس خاص موقع پر۔

مَا وَحَّيَ إِلَيَّ عَبْدُهُ مَا وَحَّيَ مَا كَذَّبَ الْفُؤَادُ مَا وَحَّيَ۔

لہذا اپنے بندہ پر وحی نازل فرمائی جو کچھ نازل فرما کر تھی اور (آپ کے)

قلب سے کوئی تلخی بھی ہوئی چیز میں نہیں کی۔

اور وہ نذر ورائی کی دیر اور دوسرے تجویز و رہائی کے مشاہد کی جن منزلوں سے اور جس

طرح سے اس کی روداد بھی ایمان کی ہیں بڑی چنگی کے ساتھ قرآن کے صفحات میں

مضمون ہے۔

وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَىٰ إِذْ يَخْتَصِمُ الْمُنْتَهَىٰ

مَا يَخْتَصِمُ مَا رَأَىٰ الْفَصْرَ وَمَا طَفَسَ لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ

الْكُبْرَى۔ (النجم ع ۱)

اور ان پیغمبر نے اسے فرشتہ کو یہ بار بار دیکھا (مدرہ امتحانی) کے قریب،

جبکہ (مدرہ امتحانی) کو پتہ رہی تھیں جو چیزیں کہ لپیٹ رہی تھیں۔ (ان

کو بہر) نگاہ تائی نہ تھی نہ بھی ماہوں نے چنے پروردگار کے بڑے بڑے

عجائبات دیکھ لے۔

مضمون ایسا ہوتا ہے کہ وہی کا آج کسی حکمت و مصلحت سے کچھ روز کے لیے بند ہو گیا اور

ہاں ہے کہ اس پر کسی اضافہ کا امکان نہیں ارشاد ہوا ہے کہ:

إِنَّكَ تَلْعَلِي خَلْقِي عَذَابِي (القلع ع ۱)

اے خدائے برّ آپ خلاق کے عذاب میں نہ ہیں۔

حق سیدہ صبیحہ میں ہے اور اس کے علاوہ افضاق حد کے بارے میں اصناف و افراد آئے ہیں جب قرآن نے جو مباحذ کی زبان سے آئے آئیں اہل عقل سے اس کے ساتھ صفت عظیم کی لگائی وہ آپ صفت اس وسعت و بستی و بختی کی جو بندوں کے اور اس کی رسائی کی محتاج ہے۔

نہیں کہیں قرآن افضاق حد کی اس صفت کی کچھ تفصیل و تصریح کرنا چاہتا ہے۔ ایک جگہ موقوف ماحول کے سیاق میں ہے۔

فِيمَا رَحِمَهُ مِنَ الْوَالِدِ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَمَا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَا تُنْقَضُوا مِنْ حَوْلِكَ مُلَاعَفَ عَنْهُمْ وَلَسْتَ تَعْرِفُهُمْ. (الح عمران ع ۱۷)

نہ کی رحمت ہی ہے کہ آپ ان لوگوں کے حق میں نرم رہے اور اگر آپ کیسے نہ نہ خوشت صیبت دے دے تو یہ آپ کے پاس سے سخت ہو جاتے ہو۔ آپ ان کو صاف کر دیجیے اور ان سے لے لے استفادہ کر دیجیے۔

اس سے ہر قسم کی سخت جزائی کی نفی اور نرم خوئی کا اثبات پوری طرح ہو گیا اور کہیں یہ ارشاد ہو ہے کہ اللہ کے پاس سے جو باتیں آپ نہ معلوم ہوتی رہتی ہیں ان کو چھپانے بنا۔ نہ میں آپ کو راہی ہلک کر کام میں نہیں لاتے۔

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِشَرِيحٍ (التکویر)

اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتانے میں ذرا بھی نہیں۔

تحریک شفقت کی نہیں۔ افراد شفقت و وسوسہ سے آپ اللہ تعالیٰ کرنے کی ضرورت تھی۔

فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً. (القلع طر ع ۳)

نہ لوگوں کے حال پر غم کر کہیں آپ جان نہ دے سکیں۔

عبادت خصوصاً عبادات شیعہ کے آپ اللہ بہت عادی تھے

إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَمْسًا مِنْ ثَلَاثِي اللَّيْلِ وَبُضْعَةً وَثَلَاثَةً.

(الترمذ ع ۲)

آپ نے پورا روزہ کو اس کا علم ہے کہ آپ رات کی دو تہائی رات کے قریب اور آدھی رات اور تہائی رات کے آخر سے جا رہے ہیں۔

ان عبادات شاد سے قرآن مجید کو آپ کو روکنے کی ضرورت پڑی اور غایت شفقت و نرمی سے ارشاد ہو۔

وَمَا أَرْسَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَى (طہ ع ۱)

نہر نہ یہ قرآن آپ پر اس لیے نہیں آیا کہ آپ شفقت میں پڑ جائیں۔

معاذین کی مسلسل شراعتوں پر تسکون آپ کو پار پار دی گئی ہے اور ایک جگہ یہ ارشاد ہوا ہے کہ آپ قائل حامت قائل ہر آدمی کی طرف سے ہیں۔

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَا أَنتَ بِمَلُومٍ (النار یات ع ۳)

آپ لوگوں کی طرف التفات نہ کیجیے اور آپ پر کوئی مذمت نہیں۔

اور ایک جگہ تسلی کے لیے شفقت نہ دے۔ رعایت خصوصی کے اقد کا پس و وارد ہونے ہیں کہ آپ تو ہماری غفروں کے سامنے ہیں۔

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا. (الطور ع ۲)

آپ اپنے پروردگار کی جو ہر ہم کے بارے میں آپ کو خاص ہماری حفاظت میں ہیں۔

مگر زمین و معاندین کے پاس سے ہر طرح و استہزاء کا حق قرآن مجید نے تسکین میں پہنچا دیا۔

إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ (الحجر ع ۶)

(ان) استہزاء کرنے والوں سے ہم آپ کے لئے کافی ہیں۔

اس سے شکر ستبر کا جو جزو ثابت ہی ہوگی۔

مؤمنین دعوہ دین کو ملت سے تھے، جیسا کہ قرآن مجید کے متعدد اشاروں سے معلوم ہوتا ہے۔ حضرت کے ساتھ ذکر الہیہ کا اور کسی بیوی کا تھا ہے، الیہ الہیہ کا نام مرتب میں مہر اعلیٰ ہے اور میرت کی باتوں میں آیا ہے کہ وہ عداوت آپ کا عزیز قریب یعنی چچا ہونے کے پڑی بھی تھا یہ قرار اس کی بیوی جو موی خانہ نہ نہ تھی، دونوں اذیت رسائی میں بہت بڑھے ہوئے تھے اور پڑوس کی بنا پر انہیں اس کے موفتے بھی زیادہ تھے قرآن مجید نے اس اندھم کے ذکر میں کہا ہے۔

تَلَقَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَتْ يَدَا أُمِّ الْوَيْلِ عَنْهُ مَلْفَةٌ وَمَا كَسَبَ (الہب)

ہاتھ ملے دونوں ہاتھ (الیہ) کے (یعنی اس کی ساری کوششیں اور تدبیریں ضائع گئیں) اور وہ ہلاک ہو گیا کیونکہ اس کے کسب یا ناس کا بل ہوا اس کی کئی۔

بڑا غرہ معلوم ہوتا ہے اسے اپنے مال و دولت پر تھا اور جو انجام اس کو ہوا ایسا ہی کہتا چاہیے کہ دشمن رسول اللہ کے جتنے مرتب تھے سب کا ہو پیش خیر و واضح گفتگوں میں کر بھی دی کی تھی

إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ (الکوثر)

جو آپ کا دشمن ہے سب کتب ہی سے بے نام و نشان (رہ جائے والا) ہے۔

اور یہ وہ مامور اور واقعہ الفاظ یہ تھے ہیں۔

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (التوبة ع ۸)

جو لوگ رسول اللہ کو اذیت پہنچاتے رہتے ہیں ان کے لیے عذاب دردناک ہے۔

آپ صرف رسول اللہ ہی نہ تھے، یعنی مسلمانوں میں سے ایک جس کے سلسلہ نہ نہ تھے اور آخری نبی بھی تھے آپ کے نام کی تشریح کے ساتھ آیا ہے کہ

وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَلَاءُ النَّبِيِّينَ (الاحزاب ع ۵)

محمد اللہ کے رسول ہیں اور انہما کے خاتم (نبی)

آپ کی اور جو کچھ تمہیں، اگرچہ جس سب صوف ہو چکی تھیں۔

لِيُعَذِّبَكَ اللَّهُ مَالِقَتَيْنِ مِنْ نَبِيِّكَ وَمَا نَخَفُ (الفتح ع ۱)

تو کہ اللہ آپ کے دو گناہ جو چاہے ہوئے اور جو چاہے ہوئے وہ سب بخش دے۔

اور ہات اپنی جگہ دیکھیں کہ ثابت ہو چکی ہے کہ پیغمبروں کے سلسلہ میں جب عذاب و عیسای کا استعمال ہوگا تو وہ انہیں کی شان و مرتبہ کے مطابق ہوگا۔ عام بشری معیار سے الگ۔ آپ کا استغفار، مؤمنین صادقین و انک و انک رہے۔ ان لوگوں کا ستور تک کے حق میں مقبول و موثر تھا۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذَا ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ لَسْتَغْفَرَ لَهُمْ

الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا (السجاد ع ۱۹)

اور اے پیغمبر جب ان لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، اگر آپ کے پاس آپ تے پھر اللہ سے استغفار کرتے اور رسول بھی ان کے حق میں استغفار کرتے جو ضرور پاتے اللہ کو قبول کرنے والا مہربان۔

دنیا میں رسول اللہ کی موجودگی نزول عذاب الہی سے روک ہی ہوئی تھی، صاف رشد ہوا ہے۔

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ (الانفال ع ۱۶)

اور اللہ ایسا نہ کرے گا کہ آپ ان کے درمیان موجود ہوں اور وہ (اس حال میں) انہیں عذاب دے۔

رسول اللہ سے بیعت امت سے بیعت کے حوالہ تھی۔

إِنَّ الَّذِينَ يُبْغِعُونَكَ إِنَّمَا يُبْغِعُونَ اللَّهَ (الفتح ع ۱)

سب کتب جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں، وہ (درحقیقت) اللہ ہی سے

بیعت کر سکتے ہیں۔

یہاں کا معیار یہی ہو گا کہ کیا ہے کہ معاملات میں حکم و سیر کو بنایا جائے اور ان سے م فیصلہ نہ کرنا بہت قبول کر دیا جائے۔

وَمَا وَدَّكَ الْيَاسُورُ حَتَّى يُجِزَّكَ فِي مَلْجَأٍ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجْنُوا فِي أَنْفُسِهِمْ خَرَأً يُدْ فَصِيتَ وَيُعَمِّمُوا أَتَمْلِكُهُمُ (النساء ٩٤)

تو قسم ہے آپ کے پروردگار کی کہ انھیں ایمان نصیب نہ ہو گا جب تک کہ نہ ہو کہ ان سے آپ کو اس میں جو ٹھکانا واقع ہو اس میں سے نوک فیصد آپ سے کرائیں اور آپ سے فیصد سے اپنے دلوں میں کھائی جائیں اور آپ کے فیصد سے اپنے دلوں میں کھائی (جھی) نہ جائے اور اسے جاری طرح حسیہ کریں۔

وَعَلَيْكَ نَقْمٌ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا (النساء، ع ۱۷)
 میں نے آپ پر وہ نکتہ چراپ نہیں جانتے تھا اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔

ج. ای. ج. ل. ط.

وَمَا كُنْتُمْ تَرْجَوْنَ أَنْ يُبْقِيَ إِلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ (الفصل ۷۹)
 ۱. آپ کو تو یہ امید نہ تھی کہ آپ پر یہ کتاب بچاؤں ہوگی لیکن آپ کے
 پروردگار کی رحمت سے اس کا نزول ہوا۔

یہ سہرا دوسرا دل کی خاکی اور اجتماعی رنجوں کے لیے کچھ خصوصی دوا سے تھے۔ چنانچہ یہ ہے، مثلاً ایک دہائی کا کہ آپ کو گر پکارا جائے تو اس جیسے آگ ایک دوسرے کو پکارا کرتے ہیں۔

وَلَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (الدور: ۶)

$$= \mathcal{F}^{\text{m}}_{\text{L}^{\infty}}(\mathbb{R}^d, \mathbb{R}^d)$$

آپ کی محفص سے بلا اجازت انھو چاہمٹو ہو۔

وَأَنَا كُنُوزٌ مَعَهُ عَلَىٰ أُنْصُرٍ حَامِعٍ لَمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوا.

(مؤمنین) رسول کے پاس کسی بے کام پر ہوتے ہیں، جس کے لئے مجمع کیا گیا ہے تو جب تک آپ سے اجازت نہ لے لیں نہیں جاتے۔

پ کا حق: مومنین پر ان کی چانور سے بھی بلا کر ہے۔

الْقَبِي أُولَى بِالْعَوْمِيِّينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، (الاحزاب ع ١٠)

نی مومنین کے ساتھ خود ان کے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں۔

نہی نہیں بلکہ آپ کی ازواج مطہرات ہنس کی، اُٹھیں ہیں۔

وَأَزْوَاجَهُ أَتَتْهُمْ (الاحزاب ع ١)

اور تہی کی بیجاں موٹھین کی ، میں ہیں ۔

۔ جب یہ جوتا اس اصل کی ایپ فرم قدرۃً یہ نکل کر ان جاؤں کے ساتھ مت کے کسی دکان کا جھپیہ کے لیے منوع قرار دیا گیا۔

وَلَا أَنْ تَنْكَحُوا أَنْوَاعَهُ مِنْ بَيْنِهِ أَبَدًا. (الاحزاب ع)

مسلمہ دستبرائے لئے جائز نہیں کہ تم آپ کے بعد آپ کی چیزیں سے کبھی بھی
نکال نہ کرو۔

وہاں پر معذرتوں سے ایک متارہ بندہ چست رکھتی تھیں۔

نَفْسًا، الْعِدُّ، لِمَنْزُورٍ كَالْحَرْفِ، النَّفْسَاءُ، أَوْ أَتَقَبَّلُ (الاحزاب 48)

اسے فی الحقیقہ ہر عام صورتوں کی طرح نہیں بلکہ اگر تم تقویٰ اختیار کئے ہو۔

نہی نہی صاحبوں سے کوئی چیز مانگنا ہو تو انت کو دعا دیت تھی کہ پردہ کے باہر سے مانگا

وَأَمَّا أَتَمُّوْنَ فَلْيُؤْمِنُوا مِمَّا سَلُّوْهُنَّ مِنْ زُرَّاءِ فَجَبَابٍ (الاحزاب ۷۷)
اور جب تم کو ان بیویوں سے کوئی چیز مانگتا ہو تو پرہیز کی آڑ سے مانگو۔

خبر کے گھر میں پہنچا ۱۲۰۰ جازت چے تا، چا نزد تھا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُدْعَوْا لَكُمْ.

(الاحزاب ۷۷)

ہے مومنو! پیغمبر کے گھر میں نہ داخل ہو جاؤ کہ وہ اس سے کہ تمہیں اس کی اجازت دے دے دی جائے۔

یہ بھی سنت کو حد بتا رہی کہ پیغمبر کے پاس گر کر نہ کھانے کا اخلاق ہو تو کھانے سے نفرت کے بعد اس اٹھ کھڑے ہو کر نہ ہو کہ پیغمبر کے اوقات کا لحاظ رکھے پیغمبر پہ نظر کرے ہے تو اس میں لگ جائے۔

فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مَسْتَلَبِينَ إِلَيْهِمْ. (الاحزاب ۷۷)

پھر جب کھا کر پکڑا اٹھ کر چلے جاؤ اور باتوں میں جی لگا کر مت بیٹھے رہ کر۔

رسول اللہ ﷺ پر عروت چاہا اس وجہ غائب تھی کہ خود اپنے کلش پر دہرہ میں سے اتنی بات بھی پر دست نہیں فرما سکتے تھے اور قرآن مجید کو یہ ہدایت دینا پڑی۔

إِنَّ لَكُمْ كَذَنَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي وَنُكْمٌ وَاللَّهُ لَا يَمْتَحِنُ. (الاحزاب ۷۷)

اس بات سے پیغمبر کو گوری ہوتی ہے لیکن وہ تمہارا حال ظاہر کرتے ہیں اور اللہ صاف بات کہنے سے علی غائب کرے۔

اور آپ ﷺ کے ذمہ قرآن مجید کی مجلس تبلیغ و تعلیم ہی تھی، بلکہ اس کی نمائندگی بھی تھی جس سے اس کے سختی کو بھل کر اس کے مشکلات کو کھولنا اور واضح کرنا ارشاد ہوا ہے۔

وَأَمَّا لَدُنَّا إِلَيْكَ الْحِكْمُ لِنَقِصَ لِلْمَسَاسِ مَسْئِلَ إِلَى إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ. (الاحزاب ۷۷)

اور ہم نے آپ پر یہ قرآن توڑا ہے کہ جو مفسرین و مفسر کے پاس بھیجے گئے ہیں آپ ان کی شرمنہ ان پر کر دینا تاکہ وہ سوچتے رہیں۔

اور پھر ہی ۷۸ میں دارائے جمل کر ہے۔

وَمَا أَسْرَفْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا يُفْتِنُ لَكُمْ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ وَهَدَى وَرَحْمَةً لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ. (الاحزاب ۷۸)

اور ہم نے تو یہ کتاب آپ پر اس سے نازل کی ہے کہ آپ ان لوگوں پر وہ کھول کر ظاہر کر دیں جس بارہ میں وہ اختلاف کر رہے ہیں اور ایمان والوں کی ہدایت و رحمت کی فرض ہے۔

غرض یہ کہ سارا قرآن و حکم قرآن ہی کی طرح آپ کا شارح قرآن ہونا بھی قرآن مجید ہی سے ثابت و ظاہر ہے اور جس طرح باب کا آغاز آپ ﷺ کے وصف بشریت سے ہوا تھا۔ اسی طرح باب کا خاتمہ بھی آپ کی رسالت کے اس خاص و خاص وصف کے اثبات پر ہونا چاہیے اور جب کسی نبی کے لیے قرآن سے مکمل کر کہہ دیا کہ یہ لوگوں کی پیروی کے لیے ایک اسوۂ حسنہ یا ایک بہترین نمونہ ہے تو اس کے معنی ہی یہ ہوتے ہیں کہ وہ بہترین صفات و کمالات کا مجموعہ ہے کہ پیغمبر اس میں معیت نکالتے ہیں کہ وہ نمونہ کا کام دے کیوں کر سکتا ہے انہیں اوصاف و کمالات کی تجویز بہت تشریح و تفصیل جو آپ کے سامنے آجاتی قرآنی سے آج بھی، یقین ہے کہ اس کے بعد آپ کا دل خود بول اٹھے گا کہ یہ شک و ہی ذات مستحق تعجب اس کی کہ عقل کے سامنے خالق کی طرف سے اس کی کاریگری کے شایکار کی حیثیت سے پیش ہو۔

رسالت و شریعت

فضائل و مناقب کا مرقع آپ ﷺ کو لکھ کر پچھلے دور اور بھی رسول ﷺ کی جلالت قدر کے جلوے نظر سے گزرتے رہیں گے۔ لیکن قرآن مجید بھی جامع، نفع اور کل ملتی کتاب کو دوسرے سرے کی طرف سے بھی پوری حقیقت کو کھلی لازمی تھی۔ پیروں اور ہادیوں کی شفہیتوں پر دنیا کی تاریخ میں برابر یہ ظلم عظیم ہوتا رہا ہے کہ جہاں ایک طرف منکروں اور معاندوں نے ان کے کمالات کی طرف سے بکھر چکی آنکھیں بند کر لیں اور کذب و افکار کو اپنا شعار بنالیا ہیں دوسری طرف مانعین والوں نے بھی عقیدت میں داخلہ کیا کہ پہنچی کو ہادشاہی اور بندہ کو خدائی کی حق پر غما کر دیا۔ بندہ کو بندہ رہنے ہی نہ دیا اور حصول اتحاد تہنیت الہیت عینیت وغیرہ طرح طرح کے عقیدے گڑھ کے رسالت کے واسطے الہیت سے جاملانے۔ حضرت عیسیٰ کی مثال تو کھلی ہوئی موجود ہے، ہندوستان کے جن بزرگوں کو اوتار کہہ کر مانا جاتا ہے جب نہیں کہ ان کی بھی اصلی اور ابتدائی حیثیت جیسری ہی تھی۔

قرآن مجید نے اس شیعہ گمراہی بلکہ کہنا چاہیے کہ گمراہیوں کی جڑ سے مسلمانوں کو بچانے کے واسطے اور براہ راست دلوں کو طریقے پر زور و صورت میں اختیار کیے۔ پہلے طرحی واسطے پر کیجئے۔ قرآن مجید سے پہلے اس سلسلہ میں یہ اصل قائم کی کہ آپ ﷺ ہی ہی طرح ایک رسول ہیں۔ جیسے آپ کے نقل ہو چکے ہیں۔

اسلامی صحافت کے علمبردار
آپ جیت کے کھدیہ اہل
جناب مولانا محمود الرشیدی
اور ان کی پوری ادارتی ٹیم کو
ولادت رسول ﷺ کے مبارک دن کی
مناسبت سے خوب صورت اور شاندار

سیرت النبی ﷺ نمبر

شائع کرنے پر دل کی اتھا گہرائیوں سے

مبارکباد

کتاب

ابورویف محمد اطہر

امیر مجلس تحفظ اسلام پاکستان لاہور
پرنسپل اقرائشرف الاطفال ٹاؤن شپ لاہور
Mob: 0300-4510000

میں بجز اس کے بشر ہوں جبکہ ہوں اور کیا ہوں۔

شرک اور شرکانہ کا کس ڈبے ہوئے منکرین ہمارے جبراس سے انکار و استہجاب کے لیے میں کہتے تھے۔

أَبَعَثَ اللَّهُ بَشَرًا زَنْدَقًا. (یعنی اسرافیل ع ۱۱)

کیا خدا نے ایک بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟

أَبَعَثَ يَهُدَىٰ وَنَمًا (التفہین ع ۱)

کیا انہوں نے ہدایت ایک بشر کے لیے۔

یا مکی اپنے جبریل کو براہ راست کاغذ کر کے کہتے۔

مَلَكُوتِ الْإِلَهِ بَشَرًا يَنْفَلِدُ (الشعرا ع ۸)

تم اور کیا ہو جبراس کے ہم ہی جیسے ایک بشر ہو۔

اس طرح کے فقرے قرآن مجید نے ان کذب قوموں کی زبان سے بار بار نقل کئے ہیں اور اس کے جواب میں ان کے جبریل کی زبان سے اس واقعیت کو بڑی خند و تمسخر سے تسلیم کر لیا ہے۔

إِنْ تَخُضُّ إِلَّا بَشَرًا نَفَلَكُمْ (الزمر ع ۲۶)

بے شک تم تو بس بشر ہی ہیں تم جیسے۔

اور اچھے ہی پر نہیں کیا، بلکہ اس کی بھی تصریح بار بار کرادی کہ جبریل کا جسم بھی عام

انسانوں کی طرح ادنیٰ جسم ہوتا ہے اور انہیں احتیاج بھی کھانے پینے کی رہتی ہے۔

وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا إِلَّا يَكْفُلُونَ الطَّعْلَةَ. (الانبیاء ع ۱)

اور ہم نے انہیں جسم بھی ایسا نہیں دیا کہ وہ کھانا نہ کھاتے ہوں۔

اور خود ہمارے رسول سے صلیق تو شرکین کا کھانا مستقل طور پر تھا کہ یہ کیسے رسول ہیں جو

کھانا بھی کھاتے ہیں اور ہمارا مال میں چلنے پھرتے بھی ہیں۔

إِنَّمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ وَالْعِيسَىٰ بْنِ مَرْيَمَ. (الحج ع ۲۳)

ہم نے (تجلی) آپ کی طرف بھی بے شک (اسی طرح) وحی بھیجی ہے

جیسی نوح اور ابراہیم کے بعد (دوسرے) نہیں پہنچی تھی۔

اور خود آپ کی زبان سے یہ کہا دیا گیا۔

قُلْ مَا كُنْتُ بِدُعَايَةِ الرَّسُولِ. (الاحقاف ع ۱)

آپ کہہ دیجئے کہ میں وہیہ و ان میں کوئی الوکالت ہوں نہیں۔

اور یہ بھی تصریح کے ساتھ ارشاد ہو گیا۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ. (ال عمران ع ۱۴۰)

محمد ﷺ تو بس ایک جبریل ہی ہیں، بے شک ان سے پہلے بھی جبریل ہو چکے ہیں۔

اور اس اصل کے مقرر اور متعین ہوجانے کے بعد یہ حقیقت بھی ارشاد ہوگئی کہ سارے

رسول ﷺ ان ہی ہوئے ہیں۔ بشر ہوئے ہیں فوق البشر نہیں۔ نہ دیوتا، نہ لاجرم، نہ انجن

القدر، نہ کواہر و نقاد وحی الہی سے سرفراز بشر!

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رَجُلًا نُوْحِي إِلَيْهِمْ مِنْ لَدُنِ الْغَيْبِ. (ص ۱۱۶)

(اے جبریل) ہم نے آپ سے پہلے جو جبریل بھیجے وہ میتوں کے کہنے والے

بس آدمی ہی تھے جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے۔

اسی حقیقت کا اعادہ سورہ النحل ۶ میں ہے اور یہی مضمون سورہ انفجاء ۱۸ میں ایک بار

پھر برائے نام لفظی فرق کے ساتھ ارشاد ہوا ہے گو یہ خوب وضاحت اور تکرار کے ساتھ یہ

ارشاد ہو گیا کہ نبوت شریعت کے ہمارا اور اس سے باوق کوئی چیز نہیں۔

یہ طریقہ تو واسطہ آپ کو بشر رد دینے کا تھا۔ لیکن قرآن نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ براہ

رست آپ کی بشریت کا اثبات اور وہ بھی بے تکرار کیا ہے، ایک جگہ آپ ہی کی زبان سے

کہا ہے۔

قُلْ كُنْتُ مِنَ الْإِنسَانِ. (یعنی اسرافیل ع ۱۰)

فَلَمَّا مَلَإَتْ هَذِهِ الرُّسُولُ يُكَلِّمُ الطَّعَامَ وَيَنْشِئُ فِي الْأَسْوَاقِ. (عروہ ۱۰)

پولے کر ان رسول کو کیا ہوا ہے کہ وہ کہا کرتے ہیں اور بازاروں میں چلا پھرتا ہے۔

جواب میں آپ کی بشریت کی وقعت کو تحریر کر کے ارشاد ہوا کہ اس میں نئی بات کیا ہے۔ جتنے پیر و شرف آج بھی ہیں سب کی جسم اور جی میں جاس سے کر گئے۔

وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا أَنَّهُمْ لَيَكْفُلُنَّ الطَّعَامَ وَيَنْشِئُونَ فِي الْأَسْوَاقِ. (العرفان ۶)

اور ہم نے آپ سے پیشتر جتنے پیر بھیجے سب کا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے تھے۔

اور یہی نہیں کہ تحریر ان روح کھانے چنے پلنے پھرنے کی بشری ضرورتوں سے بے نیاز نہ تھے بلکہ یہی بچے شادی بیاہ اور دفن و تدفین کے معاملے میں بھی ترکہ و تحمل اور رہبانیت کے ناک اور عامل تھے۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَاهُمْ نَزْوًا جَا وَنُزْوَةً. (عروہ ۶)

(اے پیغمبر) بے شک ہم نے آپ سے پیشتر بھیجے بھیجے ہیں اور انہیں بھیجوں اور اولاد دیتی بھیجی دیں ہیں۔

اور پیغمبروں میں تو اتنی قوت بھی نہیں ہوتی کہ خود اپنی طرف سے کوئی مجرہ دکھائیں یا کوئی امر یا مقررہ عبادت پیش کر سکیں۔

وَمَا كَانُوا لِنَا أَن نَّأْتِيَنَّهُمْ بِمُسْلِمِينَ إِلَّا يَهْدُونَ لَهَا. (ابراہیم ۶)

اور ہمارے بس میں تو ہے کہ ہم تمہارے پاس کوئی دلیل لائیں مگر اس کے کہ اللہ کے حکم سے۔

معصومیت کی بڑی پیمان اور حق و حقیقت کی بالکل حدود و اہمیت یا اہمیت ہے اس وصف کی کمال نئی تحریروں سے قرآن نے کی ہے۔

وَمَا كُنُوا خَالِفِينَ (الانبیاء ۱)

وہ ہمیشہ بے دلائل تھے۔

اس قسم کی آیتوں میں تو ہمارے رسول ﷺ کا ذکر صرف صحت و صفا والا ہے باقی دوسری

آیتوں میں آپ کی وفات یا غزوات پر کسی کا ذکر صراحتاً نہیں ہے۔ مثلاً
وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَلَا يَأْتُونَ
أَوْتَقَاتٍ لِّفَتْنٍ عَلَىٰ آخِلِيكَ. (آل عمران ۱۰۵)

محمد ﷺ تو بس ایک پیغمبر ہیں، ان کے پیچھے بھی (بہت سے) گزر چکے ہیں، تو اگر یہ وفات یا غزوات آپ میں دھوکا کرنا ہے تو میں تو کیا تم بھیجے بیروں واپس چھ جائگے۔

اور انہیں اس قسم کے الفاظ ہیں۔

وَإِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَقَّعَنَّكَ فَلَمَّا عَلَيْنَا
الْبَلَاغَ وَعَلَيْنَا حِسَابُهُ. (الرعد ۶)

اور جس عذاب کا وعدہ ہم (کافروں) سے کر رہے ہیں، اگر اس کا کچھ حصہ ہم آپ کو دکھلا دیں یا آپ کو وفات دے دیں تو آپ کے فتنہ کو صرف تلخ ہے اور حساب لینا ہمارا کام ہے۔

اور انہیں اس سے ملنے چھ الفاظ ہیں "تے ہیں۔"

وَإِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَقَّعَنَّكَ فَلَمَّا مَرَجُّهُمْ.
(یونس ۵)

اور جس عذاب کا وعدہ ہم ان (کافروں) سے کر رہے ہیں، اگر اس کا کچھ حصہ ہم آپ کو دکھلا دیں یا آپ کو وفات دے دیں تو ہمارے پاس تو انہیں واپس آنا ہی ہے۔

اور یہ مضمون انہیں آیتوں میں نہیں اور بھی صحت و آیتوں میں آیا ہے اور اس بھروسے

اور خبر یہاں تو معاملہ شکر کے ہم کی ہی رسول اللہ کی زبان سے کرائی گئی۔

دوسری جگہ غم غیب کی فقی کہا جا ہے کہ مطلق صورت میں ہے۔

وَلَوْ كُنْتَ أَتَقَلَّمَ لَقَبَيْتَ لَأَسْخَرْتُ مِنَ الْخَبِيرِ وَمَا نَسْنِي السُّوءَ
إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ وَمُبَشِّرٌ لِّقَوْمٍ يُتَّقُونَ.

اگر میں غیب کا علم رکھتا ہوں تو اپنے لئے بہت سے نفع حاصل کر لیتا اور کوئی
معصرت میرے اوپر واقع نہ ہوتی، میں تو محض ڈرانے والا اور بشارت دینے
والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں۔

رسول اللہ کی بشریت ایک لطیف و نادر طریقہ ہے بھی قرآن مجید نے ظاہر کر دی ہے
یعنی انبیاء کے ساتھ حضور کے ہاں اجزائے جسم، عضاء اور شکل و شمائل کے اہم
جزئیات کا بھی ذکر اپنے صفحات میں کر دیا ہے اور اس طرح کہتا جا ہے کہ سراپائے
مبارک کا ایک خاکہ قرآن مجید کی مدد سے تیار ہو جاتا ہے۔

فَلَمَّا سَوَّيْتُمَا لِبَاسَكَ لَعَلَّيْهِ يَنْتَقِرُونَ. (الدخان ۳)

ہم نے اس قرآن کو آپ کی زبان سے آسان ہی کر دیا ہے تاکہ یہ لوگ نصیحت
قبول کریں۔

رہا مبارک کا تذکرہ ایک دوسرے مطلق پر بھی موجود ہے۔

لَا تَحْزَنْ بِهِ لِبَاسَكَ لِنَفْعَلْ بِهِ. (القصص ۱)

اے پیغمبر! آپ قرآن پر زبان نہ دیا کیجئے کہ آپ اسے جلدی جلدی میں۔

زبان کے وجود کا اثبات اور وہ بھی دو دو جگہ، خواہ مخواہ اور بلا مقصد نہیں اس سے جہاں
ایک طرف حضور کے سدا ظہری کا اگر ہم ظاہر کرتا ہے، وہاں دوسری طرف یہ تعبیر بھی ملتی ہے کہ
اس عہد مختص کا جد و نائب گوشت و پوست کے انہیں لوازم کے ساتھ تھا، جو نور بشری کے
سے عین رویت کے ساتھ دل کا، رہی آج سے قبل اور دو دونوں مخلوق کے ساتھ دو

مقصود تھا ممکن کہ رسول اللہ کی بشریت اور ذات چہرے سے خوب مانوس کر دیتا ہے اور
ایک جگہ تو انتہا یہ ہے کہ اس خاص وصف کے لحاظ سے رسول مقبول اور کفار معاندین کو پا لکل
ایک ہی وصف میں رکھ دیا گیا ہے۔

إِنَّكَ مَيِّتٌ وَمِثْلُ نَفْسِهِ مَيِّتُونَ. (الزمر ۲)

”آپ بھی موت پائے والے ہیں اور یہ لوگ بھی موت پائے والے ہیں۔

عہدیت، قرآن نے تائید کہ حضرات انبیاء کے لیے کوئی تک و ناز کی چیز نہیں، غرور
مہابت کی بات ہے حضرت کا کام لے کر ہے۔

لَنْ يَسْتَفْزِكَ الْمَسِيحُ أَنْ يَكُونَ عَبْدَ اللَّهِ. (النساء ۶۱)

مسیح ہرگز اس سے عادت کریں گے کہ وہ اللہ کے بندے ہیں۔

رسول برحق مسلم کی زبان سے یہاں کہا کہلا دیا گیا کہ اور تو اور میں اور اپنی ذات کو بھی
نفع نقصان پہنچانے کی قدرت نہیں رکھتا۔

قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَعْمِدُوا صِرَاطِيَ الرَّسُولِ الْأَمْلَأَ مَشَافَا. (يونس ۵)

آپ کہہ دیجئے کہ میں اپنی ذات تک کے لئے تو نقصان و نفع کا اختیار رکھتا
نہیں ہوں مگر یہاں جتنا اللہ کو منحصر ہو۔

اور جب مضمون ایک برائے نام فعلی فرق کے ساتھ سورۃ الاعراف میں ۳۳ میں دہرایا ہے۔

شرک کا نہ مذہبوں کا ذکر نہیں، سمیت تو اصنام ایک تو حیدری دین سے اس تک میں شفعی
مطلق حضرت کا کو ظہر الیہا ہے، بلکہ روز جزا کے گویا کہ وہ ایک ہی دہی ہوں
گئے۔ اور جس کو چاہا گئے اپنے اختیار سے جنت و دوزخ میں قرآن مجید نے اس کے
برعکس رسول اسلام ﷺ کی زبان سے یہاں تک کہا، یہ ہے۔

وَمَا لِيُؤْيِي مَا يَفْعَلُ مِنْ وَلَا يَكُنْ. (الاحقاف ۱)

اور میں بھی نہیں جانتا کہ میرے ساتھ یہ معاملہ کیا ہے گا۔ اور تمہارے ساتھ کیا۔

تم آپ کے چہرہ کا تھان کی طرف دہرا مٹا دو کچھ ہے۔

اور چہرہ کی میت کے اندر انیس الفاظ سے متصل۔

قَوْلُ وَجْهِكَ شَطْرُ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ.

اِس آپ بھی لایا جیسے اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف۔

اور پھر چند سطروں بعد انہی الفاظ کی تکرار دوسری تیسری دہرا روئے مبارک کو دین کی

طرف نمود کیے کا حکم سورۃ البورہ میں دو بار قریب ہی قریب ہے۔

فَلَقَدْ وَجَّهَكَ لِلدِّينِ الْقَنِيمِ. (الروم ع ۵)

سو آپ اپنا رخ اس دینِ راست کی طرف رکھیے۔

اور ایک جگہ حدیث کی صورت میں آپ سے خطاب ہو ہے کہ۔

فَإِنْ حَاجَّكَ مَقْلُ أَنْسَلْتَ وَجْهَكَ لِلَّهِ. (آل عمران ع ۲)

اگر یہ (شرکین) پھر بھی آپ سے جھگڑنے لگے تو اپنے رخ کو اللہ کی طرف کر لی چکا۔

تو ہمارے (خاص) اللہ کی طرف کر لی چکا۔

ایک اور جگہ بارہا بیان مبارک سے یہ کہلایا گیا ہے کہ مجھے یہ حکم مل ہے کہ۔

وَأَنْ أَقِمَّ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا.

اپنا رخ دین کی طرف مستقیم کر رکھنا۔

چشم مبارک کے ملاوٹ گوش مبارک کا بھی ذکر قرآن مجید میں موجود ہے، اگر ملاحظہ فرمائیں

تو دلالتِ ظہرِ حایل، متافین مدینہ کا قول نقل ہوا ہے۔

يَقُولُونَ هُوَ أَوَّلُ مَنْ أَدْنَى خَيْرَ لَكُمْ. (التوبہ ع ۸)

یہ کہتے ہیں کہ آپ بہت سے کان دے کر سنتے ہیں کہہ دیجئے کہ آپ کان دے

کر دی بات سنتے ہیں پھر خدا کے حق میں بہتر ہے۔

اب جو مبارک کی طرف آئے عروس کا کس اس آئینہ آسمانی میں مدخل فرمائیے۔

أَلَمْ نُخْرِجْ لَكَ صَدْرَكَ (الانشراح)

جگہ، چنانچہ یہی جگہ۔

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلْجَنَّةِ فَقَدْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ. (البقرہ ع ۱۶)

”پہلے کہنے کے بعد جو کوئی جبرئیل سے دشمنی رکھتا ہے تو اُنہیں نے تو یہ قرآن آپ

کے قلب پر اللہ کے حکم سے اتارا ہے۔

دوسری بار ایک اور سورۃ کا۔

مَنْ لِيَ الْفُرْقَانِ الْأَمِينِ عَلَى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنْذِرِينَ (الشعراء ع ۱۱)

اِس قرآن کو اللہ نے دارِ فرشتہ سے کر آیا ہے، آپ کے قلب پر پڑا کہ آپ ڈرانے

والوں میں سے ہوں۔

خطبہ کو کے ساتھ یہ سلسلہ صراحت آیا ہے۔

مَلَأَكُنْزَ الْفُؤَادِ مَلَأَ الْفُؤَادَ. (النجم ع ۱)

قلب (خیمبر) نے دیکھنے والی چیز میں کوئی غلطی نہیں کی۔

چراغِ مبارک کے مرکز میں سے بھی یہ مجید تائی جاتی نہیں۔

حضور ﷺ کی کلامِ مبارک کے ارشاد ہوتا ہے۔

وَلَا تَمْلِكُنَّ عَيْنُكَ إِلَّا مَا مَنَعَتْ بِهِ أَرْوَاحُهَا مِنْهُنَّ. (الحجر ع ۶)

اور آپ ہرگز آنکھیں نہ کر سکتے ہیں ان چیزوں کو نہ دیکھیں جن سے ہم نے ان

(بائراؤں) کے لاف گریہوں کو مٹا کر رکھا ہے۔

چشم مبارک کی بصارت کا ذکر کر کے ارشاد ہوتا ہے

مَلَأَ الْغَايِبُ وَمَا لَفَى. (النجم ع ۱)

گاہِ غیب بھی نہ بڑھی۔

روئے مبارک کا تذکرہ شاید لازماً ضروری تھا، اس سے یہ کتاب آسمانی کیسے جالی

رہتی حکمِ جبرئیل کہ یہ سلسلہ میں ارشاد ہوا ہے۔

قَدْ تَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ.

کیا آپ کا بیڑم نے آپ کے لئے کھل نہیں دیا ہے۔

اور پشت مبارک کے کڑے لگے ہوئے دروازے کی ضرورت جس کی اس کے حصول موجود ہے۔

وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِي أَنقَضَ ظَهْرَكَ

اور آپ سے آپ کا دھبہ ہوا اور آپ کو بوجھ کی پشت کو توڑ دیا تھا۔

اور ان صفائے جسد کے بعد وقرآن معروض بیان میں حضور ﷺ کے بعض اعمال

وحرکات جسمانی کو بھی لایا ہے، مثلاً حضور ﷺ، اٹھنا، بیٹھنا، چلنا، بچھڑنا، کھانا، پینا اور نماز

اور ہم عبادتیں مثلاً۔

الَّذِي يَذَّكُّ جَنِينَ تَقُومُ وَتَقْلِبُ فِي السُّلْحَبِينَ (الشعراء ۱۱)

وودھ جو آپ کو دیکھتا ہے جب آپ کھڑے ہوتے ہیں اور آپ کی نشست

پر خاص نمازوں کے ساتھ۔

دیکھ کر ان مشرکین کی زبان سے۔

مَلِهُذَا الرَّسُولُ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَنْشَرُ فِي الْأَسْوَاقِ (الفرقان ع ۱)

ان رسول کو پسند کیا کیونکہ کھاتا ہے اور بازاروں میں پھرتے پھرتے لگتی ہیں۔

وچھان چھان کرتی آتھیں۔

قَالَ إِنَّ صَلَاتِي وَنَسْكَي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (الاعراف ع ۲۹)

آپ کہہ دیجئے کہ میری نماز اور میری ساری عبادتیں اور میری زندگی اور میری

موت سب اللہ پر اور اللہ کے لئے ہیں۔

حیات و مرگ دونوں کا ذرا اس آیت میں تمہاری ایک جگہ مشرکین کو قاطع کر کے

شریف لگا بھی جو وہ آپ کی زبان مبارک سے نہ لے سکیا۔

مَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ (يونس ع ۲۶)

میں اس (دوئی نبوت) سے بھی تو ایک عرصہ تک تمہارے درمیان رہ چکا ہوں۔

اسی طرح ایک جگہ اور قوم و مدینہ فریسی کو آپ ﷺ کی عمریاں بیان کی قسم کے ساتھ بیان

فرمایا گیا ہے۔

لَعَنَّاكَ إِنَّمَا لَعْنُ سَكْرَتِهِمْ يَجْعَلُونَ

آپ کی جان کی مسودہ دوسرا نیا نیا جس میں بدوش تھے۔



حضور کا مولد جیسا کہ آپ پہلے سن آئے ہیں، امیرا بھی شہر کہ یا ایک تھا، جس کے صفاتی

نام مثلاً

أَمُّ الْقُرْنَى، الْبِلَدُ الْأَمِينُ، الْبِلَدُ الْحَرَامُ

بھی قرآن مجید میں آچکے ہیں جب یہاں آپ کے ہی دوں پر غنی حد سے تیز رہی اور

انقت نام قابل برداشت حد کو پہنچ گئی تو آپ کا حکم اس شہر سے ہجرت کر جانے کا مل، ہجرت

محل ایک مقام سے دوسرے مقام کو منتقلی کا نام نہیں اسلحا شریعت میں س ترک

سکنت اس نقل مکانی کو کہتے ہیں، جو دین کے تحفظ کی خاطر یا حکام الہی کی تعمیل میں اختیار

کیا جائے۔

مظلوم جبر جس میں کیا ہو دیکھا ہو جس اور کیا ہے سب ہی شامل تھے اس کی زبان پر فریاد

حدت سے جاری تھی۔

وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ

رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمُ أَهْلُهَا (النساء ع ۱۰)

اور کمزوروں کی خاطر سے جن میں مرد و عورتیں ہیں، اور جو تم بھی اور میں بھی جو

دعا کر رہے ہیں، اے ہمارے پروردگار ہمیں اس قریہ سے نکل دے جس کے

رہنے والے ظلم کا علم ہیں۔

جس نے ان کو رسول اللہ کی دعوت و مہم کے ساتھ مسخر قرآن کی عام عبادت میں لگائی۔ دعوت کو قبول کرنا ایک دوسرے پر بھیجی کے ساتھ غور کے بھی مددگار ہے۔
وَأَنذِرْ أَنِ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ يُجْزَوْنَكَ الْآخِرُونَ (الانبیاء ۱۷)
جس آپ کو کافر (یعنی مشرکین) کو دیکھتے ہیں تو آپ سے مسخرہ ہیں کرنے لگتے ہیں۔

اور اپنے خیاب میں فی اڑاتے ہوئے ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ
هَذَا الَّذِي نُسْخَرُ لَهُ نَكْرَهُ بَدِئًا لِّتُخْطَبَ لَهُمْ كَلِمَاتٌ (الانبیاء ۱۷)
کیا یہی وہ حضرت ہیں جنہاں سے مجھوں کی بدگوئی کرتے ہیں اور (خود) ان کا یہ حال ہے کہ اگر میں ان کے ذکر پر یہ لوگ نکال دیتے ہیں۔
اور یہی مضمون یا نحو سے فرق کے ساتھ ایک دوسری جگہ بھی قرآن میں نقل ہے۔
وَأَنذِرْ لَؤْلُكُا إِنَّ يُجْزَوْنَكَ الْآخِرُونَ اللَّهُ يَبْعَثُ اللَّهُ رَسُولًا (ہود ۱۷)
اور جب یہ لوگ (یعنی مشرکین) آپ کو دیکھتے ہیں تو بس مسخری کرنے لگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہی وہ حضرت ہیں جنہیں اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے۔

گویا دعوت امت ان لوگوں کے لئے ایک سرے سے ناقابل قبول بلکہ ناقابل لغات تھا اور بڑے حربہ ان لوگوں کے ہاتھ میں مسخر و استیلا کا تھا، ہر طرح آپ کی فی اڑاتے اور آپ کی تعظیم کو کفر و تہیہ سمجھتے تھے۔ چنانچہ رسول اللہ کو خطاب کر کے ارشاد ہوا ہے۔

بَلَىٰ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُونَ وَإِنَّا نُفَكِّرُوا لَا يَتَذَكَّرُونَ وَإِنَّا نُلَوِّدُ
يَسْتَسْخَرُونَ وَقُلُوا إِن هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ (والصلوات ۱۷)
آپ تو عجب کرتے ہیں اور وہی اڑاتے ہیں اور جب انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو نصیحت نہیں سننے اور جب کوئی سی پٹانی دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ تو کلا

ہوا چاند ہے اور بس۔

آخر جو یہ ہیں آپ کو قید میں ڈال دینے کی ہوس لگیں مشورہ سے آپ کی پیروی کے شروع ہو گئے اور منصوبہ آپ کے نکل کے سونے لگے۔ یہ قرآن کتابوں میں یہ دعوت تفصیل سے ہے جس پر قرآن مجید نے لکھا جو جامعیت کے ساتھ یہ بتا دیا کہ
وَالْيَمِينُونَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَيْهِمْ نُوْك أَوْ يَفْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ (الانفال ۱۷)
(الانفال ۱۷)

اور جب یہ لوگ (یعنی مشرکین) آپ کی نسبت یہ سوچ رہے تھے کہ آپ کو قید کر دیں، آپ کو نکل کر دیں، آپ کو قتل کر دیں، آپ کو قتل کر دیں۔
یہ چالیس بڑی گہری اور یہ تیسری بڑی زہریلی تھیں۔ کسی کہ ان کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کو خود اپنی حکمت و تدبیر کا ذکر کرتا ہے۔

وَيَمَكُرُونَ وَيَمَكُرُ اللَّهُ (الانفال ۱۷)
وہ اپنی تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ اپنی تدبیر کر رہا تھا۔
آپ کے گنتی کے کچھ اور ارشاد بھی اپنے کو کھدی اقلیت اور ہر طرح کے معاشی ضعف اور مادی کمزوری کے بارے میں ہے۔ اور یہاں تلاش میں رہتے تھے قرآن مجید اس دور کے ختم ہو جانے پر اس کا جواز کر رہا ہے اس سے اس پر پوری روشنی پڑتی ہے۔

وَأَنذِرُوا إِذْ أَنْتُمْ قَائِلِينَ تَسْتَخَفُّونَ عَلَى الْأَرْضِ تَخْلُفُونَ
يَسْتَخْلِكُكُمْ النَّاسُ فَأَوْلَكُمْ (الانفال ۱۷)
اور اس حالت کو یہ دیکھ کر جب کہ تم قہل تھے اور ملک میں کمزور شمار کئے جاتے تھے اور اس اندیشہ میں کمزور شمار کئے جاتے تھے اور اس اندیشہ میں رہا کرتے تھے کہ تم کو یہ لوگ (یعنی مشرکین) کو قہل سمجھتے تھے، مگر اللہ نے تمہیں جگہ دی۔

قرآن مجید ذکر کرتا ہے کہ جب مظلوموں کو حکم اجرت کالا اور ان میں سے بعض مظلوم

غزوات و محاربات

آپؐ میں مجید من حقیقت پر شہداء باقی ہے کہ رسولؐ نے جو ان عمر مبارک کا ایک حصہ
 قابلِ اعزاز میں بھی گزارا ہے، اس پر نہ تو یہ حدیث کے دوران میں نہ اس کے لئے لازمی طور پر یہ
 عمر مبارک کا آخری حصہ تھا، جبکہ جو اس وقت اور ہر طرف جو فتنہ تھے ان سے اس صورت
 حال کو نہ آنے دیا گیا تھا۔ قتل و غارت، ظلم و فساد، نصب حقوق و رٹائی، عوام کوئی بات جرم
 و صیانت کی نظر میں نہ تھی اور یہ عرب ملک یا معنی کل دنیا میں اخلاقی و دینی پائاری بھی
 ہونی تھی۔ آپؐ نے مجید سے پہلے لکھیں

ظہور الفسطوی فی القز والمحر بما کتبہت لیدی العلیس۔ (الزوم ع ۵)

پکار نکلیں یہ ہے جنگی اور تری میں (سب کس لوگوں کے لیے کہ تو توں سے۔

مومنین کا جھنڈ جو ہر مفید و نفع صلاح کا گنجینہ تھی تھ کر جوڑیں یہ تھا اور جس کے
 پروردگار میں اللہ کی زمین پر بھیج کر اہل و پائی یا ست کا قیام داخل تھا، خود ہی خدایوں و
 کافروں نے ہاتھ سے ظلم و ظم کا قصہ بھی لکھ دیا تھا، اپنے سورد و سرزمینی شہرندہ میں
 اللہ کے رسولؐ اور اس کے پیروؤں پر جوڑائی دی، اس سے آپؐ ہجرت کے ذیل میں
 واقعات سن، باوجود اذیت ہی ہو چکے ہیں یہ وقت دو ہے کہ کہہ کے یہ مظلوم و مہجر ملک کے
 ایک دور اور زخمِ شرب میں آکر ہارنے ہیں اور اس کا مہم دیکھ انہی پر چکا ہے۔ لیکن
 مظلومیت میں اب بھی جانے قیامت میں ہے بلکہ مصائب کا ہاروں سے چکر گراں تری ہوتا
 چاہے۔

جب حالات اس درجہ کا قلم برداشت ہو چکے اور مہر و ضبط اپنی حد کو چکا تو اب دن

الشفاء کلینک

ڈاکٹر محمد عباس ایم بی بی ایس۔ آرا ایم پی

حمل ٹیسٹ

بلڈ شوگر

الٹراساؤنڈ

ای سی جی

سائنس کی بیماری کا علاج بذریعہ مشین
 ختنے۔ خون اور پیشاب ٹیسٹ
 ہر قسم کے آپریشن کئے جاتے ہیں

کلینک نام: صبح 9:00 سے 1:30 تک

چوک نواں پنڈ کھوکھے Mob:0300-9615291

حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ میں ایک کھنڈی (موتی) رکھ رہے تھے اور فرمایا کہ یہ کھنڈی میری ہے۔

ابن الدین یقولون بملہم ظلموا وان الله على تصرفهم بقدير لقيين اخرجوا من بيوتهم بغير حق الا ان يقولوا زنا الله (الحج ۶)
جن لوگوں کے خلاف قرآن کیا جا رہا ہے، اب نہیں بھی ان (قال) ہے، اس لئے کہ ان پر ظلم ہو ہے اور اللہ ہے جس نے اس کی ہر بات پر قادر ہے، یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ان کے گھر سے نکال دیا گیا ہے بغیر کسی قصور کے سو اس کے کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ کرنا نہیں ہے۔

تو قرآن کی اجازت تو مومن کو بھی ملی۔ جب تک کہ مومنیت کمال کو پہنچ چکی ہو، اہل حق سے کہتے ہیں کہ میں سب سے پہلی جنت ہے جو اجازت قرآن کے بارے میں نازل ہوئی ایک اور قرآن ہوا ہے کہ علی آیت قرآن کی یہ نہیں ملے گی۔

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يَقُولُونَ نَحْنُ زَاهِدُونَ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ

قاتل کرو اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جو تم سے قرآن کرتے ہیں اور اپنی حق کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

بہر حال مسئلہ قرآن کی جہی آیت وہ ہوا یہ ظاہر ہے کہ ہم قرآن مومن کو جب ہی ملے، جب پانی سر سے اٹھا ہو چکا ہو، زمانہ قیام تک میں مشرکین کہنے آپ کے ساتھ جو گستاخیاں کیں اس سے تو آپ لوگ واقف ہو ہی چکے ہیں، وہ یہ ہے کہ ترک وطن کے بعد بھی عبادتوں سے نہ گیا، اور اتنے دور بلکہ اس وقت کے معیار سے دور از شہر میں بخیر ہو جانے کے بعد بھی معافانہ کارروائیاں برابر جاری رہیں، غرض یہ کہ ہم قرآن کی قیام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرآن شریعت کی اور اس کا نام اصطلاح فقہ میں جہاں گئے وہ جہاں جگہ

سے ہے اب تک فقہاء عرب امامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں ان کے لئے جہاد میں وفتاء کے میں اصطلاح غزوات کی رہی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوات خود فرمائے، مگر میں واکل یہ سے میں ان کی تعداد ۱۹ یا ۲۱ اور یہ ہے کہ میں سے بہترین پر قرآن مجید کی روشنی میں نکھرتے ہیں۔

غزوہ بدر:

پہلا چار ۱۰۰۰ غزوہ بدر کہا جاتا ہے، اس مقامیت سے کہ یہ مقام بدر پر واقع ہوا تھا بدر ایک سرسبز منڈی اور منزل کا نام تھا، جو مدینہ کے جنوب مغرب میں وہاں سے تین یا چار منزل سے فاصلہ پر تھی، قرآن مجید میں اس غزوہ کا بیان آیا ہے، اشارہ کنایہ نہیں بلکہ تصریح سے وہاں تفصیل کے ساتھ جس کا یہ جہی ہیبت کے لحاظ سے متعلق بھی تھا غزوہ سے ایک ماہ بعد ایک دوسرے موقع پر اس کا تذکرہ نہ صرف نامی صحت کے ساتھ، بلکہ امتحان پر بھی لایا گیا ہے۔

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَهْلُ الْإِيمَانِ وَقَالُوا اللَّهُ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (الحج ۱۷)
اور اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد بدر میں کی، اور تمہاری تم بہت شکر کرتے تھے، ابھی حد سے تقویٰ اختیار کروا رہے کہ شکر کرنے سن چاہو۔

فقہ اسلامی میں "بدر" کی تفصیل فقہان حدیث ویرہ کی کتابوں میں مذکور ہے مختصر یہ کہ مسلمان تعداد میں بھی بہت تھے اور وہاں جنگ کے لحاظ سے بھی بہت پست تھے۔ اس لیے بہت سے مسلمان تھے، اس موقع پر جنگ سے بچنا چاہتے تھے لیکن اللہ اپنے فضل سے لشکر جو اسے تہذیب سے باوجود راہ لشکر کو میدان جنگ میں لے گئے۔

كُنَّا آخِرَ حَرْبِكَ وَنَبْتَكَ مَلْحَقًا وَابْنُ فِرْعَانَ مِنَ الْعُلَمَاءِ لَكُلِّهِمْ (الاعمال ۱)

میں میں آپ کا دور، اگر آپ کو (اے پیغمبر) حق سے ساتھ آپ کے گھر

الْمَجْرُومُونَ. (الانفال ع ۱)

اور انہیں حسب قسم سے دھوکہ دیا تھا کہ وہ رسول میں سے ہیں تمہارے لئے ہے اور تم تیار رہو کیونکہ تمہیں کچھ دینی اور دنیوی فائدہ ملے گا۔ (تہا سے) (پس) انہیں دھوکہ دیا کہ یہ جانتا ہے کہ تم نے اپنے لئے سے ثابت کر دے اور کہ رسول کی جرأت اسے تاکہ حق کو ثابت کر دے اور باطل کو مٹا دے، پہلے یہ مجرموں کو گوری کر دے۔

ظفر مبارک اس وقت فرمایا: حضور امیر پر کرہ تھا قرآن اور انبیاء علیہ السلام کی نفی اور رسول میں ایمان نہ کرنا۔ یہاں تک کہ انہیں غرض سے ارشاد بھی صاف ہو گیا کہ تمہاری تعداد کو فرشتے بھی ایک ہزار بھیجے جارہے ہیں، قرآن مجید نے اس اہم ترین غزوہ مجیدی کی یہ تفصیل بھی مکمل کر رکھی ہے اور ارشاد فرمایا ہے۔

إِن تَسْتَعِثُّوْنَ وَنَعِمَ فَمَا نَسْجَابَ لَكُمْ أَنِّي مَنَّكُمْ بِالْعَبِثِ مِنَ الْقَلَائِكِ مَزِيدٍ وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَلِتَضْمِنَ لَهُ قُلُوبُكُمْ وَمَا اللَّهُ غَفُورٌ إِلَّا بِمَنْ عِندَهُ الْإِن شَاءَ اللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (الانفال ع ۱)

یہ کہ وہ وقت بہت چمپنے پر دربار گزارے فرمایا کہ کہہ دیجئے، اس نے تمہاری سہولتوں اور (فرہنگ) میں تمہاری مدد ایک ہزار مسلمانوں کے لئے فرشتوں سے کر دے اور اللہ نے یہ نہ تمہارے خوش کرنے اور تمہارے دلوں کو اطمینان دینے کو کیا۔ اور نہ تو صرف اللہ ہی کے پاس ہے بے شک اللہ غالب ہے حکمت والا ہے۔

اسی جنگ کے دوران میں یہ بہت کہ حکمت خداوندی ہے پادشایان وقت پر اور ایسے واقعے سے کہ جو کہ تمہارے مسلمانوں ہی کے فرائض کو پہنچا، اور اس سے نہ تو غرض و غیہ و نہ جس سب پوری ہو گئی اور یہ دوسرے شیطان کے دے دار ہو گئے، کہ

سے (مدد تک) لئے آپ حالانکہ مسلمانوں کا ایک گروہ (اس سے) بے خوف تھا۔ اپنے ضعف، طاقت، سادہ غرض، ہمدردی، معیار سے ان دونوں کا اصل ایک امر طبع تھا اور یہ سب نام سازی معرکہ کو خوشگامی کا مراد سمجھ رہے تھے اور اسی سے وہ رسول اللہ سے عطف کا مستحق بن گئے ہوئے تھے۔

يُحَادِلُونَكَ فِي أَخْفَىٰ مَقَالَتَيْنِ كَلِمَاتٍ يُسَارِعُونَ إِلَى الْقَتْلِ وَهُمْ يَنْتَظِرُونَ. (الانفال ع ۱)

یہ لوگ آپ سے حق نہ سوائے پیچھے بھڑکتے ہیں تو یہ کہ وہ موت کی طرف بھاگتے ہوئے ہیں اور وہ موت کو دیکھ رہے ہیں۔

”مگے یہ پختہ سے لڑنے پر طور جلد متعرفہ ہے یہ بھی نہ لیجئے کہ یہی وہ اسلامی فوج ہے جس کے یہ معرلے اہل قلم کا یہ مستحق طر ہے کہ یہ مانتے اور روٹ مار کے حرمیں شرمک پر خود بخود اٹھ پڑا کرتے تھے۔ آج کی مجیدی شہادت اس کے برعکس تھی واضح صحت یہ ہے کہ انہیں بعض اوقات غمیں کر رکھیں کہ میدان میں لانا ہی تھا۔

باب ۳۔ جہاں اصل قصہ ہے، اس وقت مسلمانوں کو جہاں ضرور ہے ایک یہ کہ ممکن ہے مذہبیہ قریش کی فوج سے ہوجائے۔ دوسرے یہ کہ ممکن ہے کہ مقابلہ ہی نہ ہو صرف جہاد کی قاعدہ قریش سے ہر جوشہار سے واپس ہو رہا تھا اور وہ نہ نصرت الہی کے باوجود مسلمان طبعی طور پر پند اس آسان فتنہ کو کر رہے تھے اور آرزو یہ دیکھتے تھے کہ سرتاج نبوی ظہور کا نہ کرنا پڑے بلکہ محض کاروان تہمت سے نہت نہ رہاں چھے آج قرآن مجید کا کامرانا ناسیجہ۔

وَأَن يُعَذِّبَكُمْ اللَّهُ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الْبَنِي إِسْرَءِيلَ أَنَا أَنَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ أَن عِزِّ دَابِ الشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيدُ اللَّهُ أَن يُبَيِّنَ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَ يَقْطَعُ دَابِرَ الْكَافِرِينَ لِيُحَقِّقَ الْحَقَّ وَيَنْتَظِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ

خداوند تمہیں تمہاری قومیں۔ نیز انہیں نیکو بھیک بھی آگئی، جس سے وہ تازہ دم ہو گئے۔
 اچھے قرآن مجید ان سارے جزئیات کو کس طرح اپنے احاطہ میں لے کر لے رہا ہے۔

إِن يُعَذِّبْكُمْ الْبَاسُ أَسَافَةً وَيُنْزِلْ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ
 لَيْطَلْهَكُمْ بِهِ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ وَجَرَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَى
 قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ. (الانفال ع ۲)

یا کرہ! وقت جب اللہ اپنی طرف سے تم پر مینڈھاری کر رہا تھا، تمہارے سکون
 کے لئے آسمان سے پانی پر سارہا تھا کہ تم کو پاب صاف کر دے اور تم سے
 وہ سب شیطانیں دور کر لے اور تمہارے سبب مضبوط کرے اور تم کو ثابت قدم رکھے۔

قرآن مجید کی کئی آیتوں سے وضاحت اس کا اندازہ ہوگا کہ قرآن مجید کا اسلوب بیان
 مورخوں اور اہل سیر کے اندازِ تقریر سے کتنا مختلف ہوتا ہے جس قسم کے جزئیات و تفصیلات
 میں روایت کے ہاں چنان غنی کا تصور رکھتے ہیں کتاب اللہ انہیں عموماً نظر انداز کر جاتی ہے اور
 جو گہری حقیقتیں یہ پے پے بیان کرتی جاتی ہیں ان کی طرف مودہ راویوں کا ذہن بھی نہیں
 جاتا، یہ وہاں اللہ کو اس مجلس چاندنوں اور امن کے سرور و سرداری کی خاطر ولدی اس حد تک
 منظور ہے کہ جو کچھ ظاہری طور پر سرداران سے ہوئے انہیں منسوب اپنی جانب فرمایا ہے
 رشتہ ہوتا ہے۔

فَلَمَّ تَقْتُلُوهُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتُمْ أَنْزَمْتُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ
 زَمَى. (الانفال ع ۳)

ان دشمنوں کو تم لوگوں نے نہیں مارا۔ بلکہ اللہ نے مارا اور آپ نے پتھر نہیں
 پھینکا جب پھینکا بلکہ اللہ نے پھینکا۔

یہ شعر سلام کو فتح چونکہ اس معرکہ میں نمایاں اور فاعلی ہوئی۔ اس لیے مشرکوں کو خطاب
 کر کے صاف صاف ارشاد ہوا اور وہ صحیحہ بھی انہیں چاروی کر دی گئی۔

وَأَنْ تَسْعَتُوا مَقْدَحًا كَمِ الْفَتَحِ وَأَنْ تَنْهَوُا عَنْ حَبِيرٍ لَكُمْ
 وَأَنْ تَعُوذُوا بِعَدُوِّكُمْ وَأَنْ تَعْمَلَ عَمَلَكُمْ شَيْئًا وَلَوْ كَثُرَتْ وَأَنْ
 اللَّهُ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ. (الانفال ع ۴)

اور اگر تم فیصلہ پا چاہتے تھے فیصلہ تمہارے حق میں ہجر ہے اور اگر تم پھر وہی
 کرنا گئے، پھر بھی پھر وہی کریں گے، اور تمہارا مجمع تمہارے ذرا کام نہ آئے
 گا۔ خواہ (کیا ہی) بد امور، اور اللہ تو مومنوں کے ساتھ ہے۔

اس معرکہ پر رسول کریم ﷺ کو ایسی کئی کہلی ہوئی اور اسبابِ غامضی کے متعلق کے
 اتنے پر نفس ہوئی کہ قرآن مجید نے اس کو طمانیہ و اطمینان (فیصلہ کا دن) قرار دے دیا اور
 یہ یورین بھی اقرا ہے کہ اگر اس وقت کو اس روز فتح تک نہیں حاصل ہوگی، تو عرب ہی
 کی کس دینے کی تاریخ کا رشتہ ہی آج تھا اور نہ ایک غرضی موقع پر یہ الفاظ روانہ ہوئے ہیں۔

أَنْ كُنْتُمْ أَسْتَمِعُ بِاللَّهِ وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَى عَبْدِنَا يَوْمَ
 الْفَتْحِ الْحَمْعَانَ. (الانفال ع ۵)

اگر تم یقین رکھتے ہو اللہ پر اور اس چیز پر جو ہم نے اپنے بندہ پر فیصلہ کے دن
 نازل کی یعنی اس دن جب کہ دونوں فریق باہم مقابل ہوئے تھے۔

وہ روز اس خاص معرکہ کے میدان جنگ کا فکرتشکِ قرآن مجید نے ایک خاص زاویہ
 نکھر سے پیش کر دیا۔ مسلمانوں کو خطاب کر کے ارشاد ہوتا ہے۔

وَأَنْتُمْ بِالْعُدُوِّ الْفَنِيَاءِ وَهُمْ بِالْعُدُوِّ الْقُصْوَى وَالرُّكْبِ أَسْعَلَ
 مِنْكُمْ. (الانفال ع ۶)

یہ وقت تھا جب تم (میدان جنگ کے) قریبی کنارے پر تھے اور وہ دشمن
 لشکر مشرکین، دور سے تمہارا ہے، پھر ان کا روانہ تمہارے قدم سے ٹھیک میں تھا۔

دور اور قریب، آیت میں شمر ہے۔ نہ بہت واضعیت سے ہے اور یہ اشارہ ہے ان

جنہ کی حیثیتوں کی جانب سے یہ سب سے بڑی طرف سے آئے تھے اور سب سے بڑی
شکر و شوق و شوق سے یہ تھے۔ یہ سب سے بڑی طرف سے آئے تھے اور سب سے بڑی
تجارت۔ جس سے سب سے بڑی طرف سے آئے تھے اور سب سے بڑی

۳۰ اللہ نے ہر ایک شخص کو اپنی طرف سے لیا اور ہر ایک شخص کو اپنی طرف سے لیا
تو اس سے سب سے بڑی طرف سے آئے تھے اور سب سے بڑی

وَادِرِيبِكُمْ اِلَهِي مِمَّا كَثُرَ قَلِيلًا وَلَوَارِكُهُمْ كَثِيرًا اَفْعَلْتُمْ
وَلِتَقَارِعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَلَكِنَّ اِلَهَ سَلَبَ (الانفال ۵)

(یہ آیت اور آیت) جب نہ سب سے بڑی طرف سے آئے تھے اور سب سے بڑی
اور نہ سب سے بڑی طرف سے آئے تھے اور سب سے بڑی

چاہت اور اس میں ہر ایک شخص کو اپنی طرف سے لیا اور ہر ایک شخص کو اپنی طرف سے لیا
خواب کی بات تو سب سے بڑی طرف سے آئے تھے اور سب سے بڑی
دوسرے سے متعلق خدا کی طرف سے ہر ایک شخص کو اپنی طرف سے لیا اور ہر ایک شخص کو اپنی طرف سے لیا
سب سے بڑی طرف سے آئے تھے اور سب سے بڑی

نہ تھے اور اس طرح ہر ایک شخص کو اپنی طرف سے لیا اور ہر ایک شخص کو اپنی طرف سے لیا
روشنی دلا ہے۔

وَاِذَا يَرِيكُمْوَهُمْ اَدَا لِقَائِهِمْ قَلِيلًا وَيَقْلَقُمْ فِي اَعْيُنِهِمْ
لِيَقْضِيَ اِلَهَ اَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا (الانفال ۵)

(اور وہ وقت بھی یہ کہ) جب نہ سب سے بڑی طرف سے آئے تھے اور سب سے بڑی
کر کے لکھا اور ان کی طرف سے لیا اور ہر ایک شخص کو اپنی طرف سے لیا
کہ اسے جو سب سے بڑی طرف سے آئے تھے اور سب سے بڑی

یہ آیت اور اس میں ہر ایک شخص کو اپنی طرف سے لیا اور ہر ایک شخص کو اپنی طرف سے لیا

پہلے میں سے سب سے بڑی طرف سے آئے تھے اور سب سے بڑی
طرف سے سب سے بڑی طرف سے آئے تھے اور سب سے بڑی

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ هَرَّجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطْرًا وَزَيَّاءَ النَّاسِ
وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ (الانفال ۶)

(اے مسلمانو!) ان لوگوں کی طرح نہ ہو جو (جو) جنگ سے بڑے
سے لگے تو آتے سب سے بڑی طرف سے آئے تھے اور سب سے بڑی

راہ سے رہتے ہوئے۔

تاریخ کا بیان ہے کہ یہ ۱۰ رمضان ۳۲ھ مطابق ۱۵ دسمبر ۶۴۳ء کو پیش آیا تھا
غزوہ بدر کا۔ تاریخ میں تصدیق اور تاریخ میں تصدیق کے ساتھ جو قرآن مجید میں آیا ہے اس کی
توجیہ بھی اور غزوہ بدر کے متعلق قرآن مجید میں آیا ہے اس کی توجیہ بھی
جس میں ہمیں خاصی رہنمائی آتی ہے۔

آیت اور اس میں ہر ایک شخص کو اپنی طرف سے لیا اور ہر ایک شخص کو اپنی طرف سے لیا
وَادِعِدُوا مِنْ اَهْلِكَ تَمْوِي الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللّٰه
صَمِيعٌ عَلِيمٌ (آل عمران ۱۳)

(اور وہ وقت بھی یہ کہ) جب نہ سب سے بڑی طرف سے آئے تھے اور سب سے بڑی
(سے پاس) لگے مسلمانوں کو قتل کے لئے سب سے بڑی طرف سے آئے تھے اور سب سے بڑی

ہوئے اور اللہ بڑا بخشنے والا بڑا بخشنے والا ہے۔

آج تک صد کا ہے، اعداد یہ سب سے بڑی طرف سے آئے تھے اور سب سے بڑی
میں سے سب سے بڑی طرف سے آئے تھے اور سب سے بڑی
تھی، جسے مسلمانوں نے سب سے بڑی طرف سے آئے تھے اور سب سے بڑی
تھی جو ہمارے سب سے بڑی طرف سے آئے تھے اور سب سے بڑی

ان النبی کفرُوا یحسبُونَ اموالہم لیسئلوا عن سبیل اللہ
 فیسعیقونہا ثُمَّ تکلون علیہم حسرة ثُمَّ یعلیون۔ (الانفال ع ۱)
 سے شک ہے کہ فرنگ اپنے مالوں کو اس سے خرچ کرے کہ جس کا اللہ کی راہ سے
 دے، اس کو یہ مال خرچ نہ کرتے ہی، میں گئے۔ لیکن وہ ان کے حق میں
 ہمارے مشرتاب بن جائے گا۔ اور جو وہ مغلوب ہو کر رہیں گے۔

میں یہ کہہ چکا ہوں اسی آیت کی تشریح میں ہے کہ قریش کا لیزر یونانیان مگر بن حرب
 تجارت شام سے خوب دامان ہو کر لوٹا تھا اس سے سرداران قریش نے مطالبہ کیا تھا کہ یہ
 سب مسلمانوں کو شکست دینے اور ان سے انتقام لینے میں لگایا جائے اور اس پر عمل ہوا تھا یہ
 دور بیت الحجاز میں مجید نے بتا دی تھی کہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقتی توفیق کے باوجود دشمن اپنے
 نذر ہمت نہ پائیں گے اور شکست اسلام و مسلمانوں سے مرعوب ہی رہیں گے۔

یسئلونی فی قلوب النبی کفرُوا الزعم بما اشركُوا باللہ ما لم
 یُنزل بہ سلطاناً۔ (آل عمران ع ۱۶)

ہمارے بھی کافروں کے دلوں میں یہیت بھڑائی گئی کہ انہوں نے اللہ کا
 شریک کسی چیز کو ٹھہرایا کہ جس کے لئے کوئی دلیل اللہ سے نہیں تباری ہے۔

میں عربیت کا غیور ہوں ہوں کہ حسب تصریح مورخین، مشرکین اپنی عارضی فتح کے
 باوجود مسلمانوں کے حق قبہ کی جرات نہ کر سکے۔ لئے پوچھیں کہ وہاں ہونے اور یہ خود
 مسلمان ہی تھے، جنہوں نے اپنے آپ کو مثال دے کر ہر سال ہاتھ لگنے کے وقت مدینہ سے
 ہٹ کر مکہ میں آئے یہ نہ کر کر اہل اسلام کی شکایت کیا اور یہاں تین دن تک اپنا پڑاؤ چوری آن
 جان کے ساتھ قائم رکھا۔

مفسر نے حدیث شریف سے مسلمانوں کو اپنی قلت جمیعت وقت سلمان کے باوجود یہ
 نصیب رہا لیکن ان کا مات جنگ کا کل فتح ائمہ و قہار رسول اللہ ﷺ نے جس کا ہر حق

انہوں کا ایک دستہ شروع ہی میں ایک منہ لڑائی پر ایک صفائی میں متعین نہ رہا تو اس کو
 تادیب کرنی تھی کہ اس مورچہ سے کسی حد میں لگ نہ پائیں جب مشرکوں کو شکست ہوئی
 اور ان کا سامان لٹے گا تو یہ دستہ اس صف میں چلیں گے کہ قہر نہ دلا جائے کہ اس سے ہاتھ
 کر کے اپنی فتح ہوگی اس نصیحت کی موٹ میں شریک ہوئے کہ ان کو اس مورچہ میں پڑ
 خالد بن ولید جو اس وقت مشرکوں میں شامل تھے اپنے ساتروں کو لے کر عقب سے
 مسلمانوں پر ہونے والے اور مسلمانوں کی فتح کچھ دیر کے بعد شکست میں تھوڑی
 ہوئی۔ تاریخ میں ان ساری تحریکات کو دیکھئے قرآن مجید میں ایسی ہی جگہ کے ساتھ اپنے
 رنگ میں بیان کرتا ہے۔

ولقد صدقکم اللہ وعدۃ ان تحسبواہم بالغۃ حتی اذا مثلتم
 وتکلمتم فی الامر وعصیت من بعد ما لکم مالتحذرون منکم من
 یرید الفعیما ومنکم من یرید الاخرة ثُمَّ صرکم عنہم لیبستلکم
 ولقد عفا عنکم وقالہ دو فصل علی المؤمنین۔ (آل عمران ع)

اور یقیناً اللہ نے تم سے اپنا وعدہ (الغیرت) کیج کر دکھا دیا جب کہ تم مشرکوں کو اس
 کے حکم سے قتل کر رہے تھے یہاں تک کہ تم خود ہی کڑوا پڑ گئے اور حکم
 (رسول) سے ہاپ میں باہم جھگڑنے لگے اور باہمی کی اس کے کہ اللہ نے
 تمہیں دیکھا جو کچھ تم چاہتے تھے کچھ تم سے دوتے جو نہ چاہتے تھے اور
 کچھ تم سے دوتے جو آخرت سے چاہتے تھے پھر اللہ نے تم کو ان مشرکوں سے
 بڑا کیا تاکہ تمہاری پوری آزمائش کر سکے اور یقیناً اللہ نے تم سے درگزر کی اور اللہ
 ایمان والوں کے حق میں اس صاحب فضل ہے۔

فوج کے جب قدم اکھڑتے ہیں اور جھگڑنا چاہتی ہے تو قرآن ہی ہر قسم کی واقع ہونے
 گئی ہے اور اس وقت جاہل تمدنی عامران کو اس کا دشمن اس موقع پر فکڑ اسلام کا سپردوار

وليعلم الدين نافعوا (آل عمران ع ١٧)

اور جو سمیت قرآن کی روایت کی ہے۔ ان میں مروجہ دسم نقلی ہوئے اور جو
 کی حکایت سے ہوئی ہے۔ ان میں سے بعض کو بھی اور چنانچہ ان کے ان کو
 دہی جنہوں نے سرفقت کتاب کی ہے۔

روایت دوم میں ہے کہ میں معرکہ کربلا سے قبل قبیضہ غزوہ کربلا کا ایک سردار چلی تھیں
میں نے محبت کے ساتھ حضور اکرم سے ایک سو تین قرآن مجید مانگے جو اب تک در
مستین ہیں جو دے تھے ان کا پورا دوش ہو کر رہا۔ ان قرآن کی تاریخ اب میرے گھصے ہے کہ
۲۲ شوال ۳ ص ۳ مطابق ۲۳ مئی ۱۹۵۹ء بمبئی۔

غزوہ بدر ثانیہ۔

خود ہندوستان کے تفصیلی خاکروے متصل اور گدیائی کی لپیٹ میں ایک اور دو کا ذکر بھی قرآن مجید میں آیا ہے جس میں شکر، حمد، پوری ہمت و عزم کے ساتھ میدان جنگ میں حاضر ہو کر لیکن فریق مخالف پر جو بہت دشمنان کو ذرا دھکا دیا اور ان کو ہنس خود ہی خائف و مرعوب ہو گیا، ہمت چھوٹ گئی آدھے راستے تک آکر وہیں چلا گیا اور فوجت قتال کی نہ کی۔ قرآن مجید کا بیان ہے۔

[illegible]

موجودہ چنے نہ ریں حد تک نہیں رہے ہیں اور اپنے جزلی دونوں کی سطح کا سبب بن رہے ہیں اور اپنی خودی سے ہری صحت و تاب پیدا کر چکی ہیں۔ لیکن ان کی انگریزوں و سرداروں کے دروں پر غلط حضور اپنے ان کے ساتھ مومنہ شفقت و مصلحتی کا رعبہ تو مومن مجاہدین طرز معاش کی گواہی ان کے لایاں دیتا ہے۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لَنْتَ إِنْهُم. (آل عمران ١٧)

پھر یہ اندک رحمت ہی کے سب سے ہے کہ آپ ان لوگوں کے ساتھ نرم رہے۔
 میرا کہنا ہے کہ میں نے مسلمان شہید ہوئے اور اس کے قتل پر دوسری
 شہادتیں جمع کیں، وہ دوسری شہادتیں مرقار ہو چکے تھے قرآن مجید نے مرحوم کا یہ
 فیصلہ ہی حقیقت بنی ہوئی۔

اولاً: اصحابکم قصیبہ قد اصبتُم مثلہا قلتم اَنّی ہذا قل ہو من عدی انفسکم ان اللہ عی کلّ شئی قصیر۔ (اگل عمران ع ۱۷)

اور ہم آپ کو ایسا راز افشا کر دی، جس نے دُعا کی طرف پُر زورال کیجے تھے تو تم سب کے لیے یہ کھوسے ہوئے۔ آپ کہہ دیجئے کہ، وہ تہمیدی طرف سے ہوئے، لیکن اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

وہابی میں مصنفوں کی یہ طبعی حیرت کا جواب بھی آگیا کہ ہم اللہ کے صاحب ایمان
ہے، اللہ ہی کا واسطہ ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی گشتِ بیس کو
کس بنا پر کیا؟ کہ ہمارا وعدہ ہے کہ اگر تم میری امت ہو گے تو تمہارے ساتھ میری
امت کے ساتھ ہو گے۔ یہاں پر ہمارا وعدہ ہوتا ہے کہ ہمارا وعدہ ہوتا ہے کہ ہمارا
وعدہ ہے کہ اگر تم میری امت ہو گے تو تمہارے ساتھ میری امت کے ساتھ ہو گے۔
یہی ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث میں فرمایا ہے کہ ہمارا وعدہ ہے کہ اگر تم
میری امت ہو گے تو تمہارے ساتھ میری امت کے ساتھ ہو گے۔

وما أصابكم يوم التقى الجمعان فبإذن الله وليعلم المؤمنين

اور نے اور نہ ہفت لیکن اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہے مسئلہ فرماتا ہے اور اللہ ہی سے ہر کار ہے۔

ہریت سے برتوت ۱۱ من مٹھن فکس نے چارے بڑے دھڑے دھڑا دھڑا رفاقت کے انا
 بیوہ سے رکنے کے تھوکل سوچا ہوا مٹھن ہر قہار ہا تھو ہر سہر سہر دس گے قرآن مجید نے
 زو تا چارے سہر تھو خوش خوش سہر تھی قہی کہ ایسا نہیں ہوتے گا۔ یہ دھڑا کرنے والے مٹھن
 وقت چارے سہر مٹھن۔

الم ترائي الذين ياتونوا يقولون لاهواهم الذين كفروا من
اهل الكتاب لمن اخرجهم من ديارهم وديارهم ولا يطعم فيكم احدًا
منهم ولا ياتونكم بالبصائر ولا هم ياتونكم بالبصائر ولا هم
يخرجونكم من ديارهم ولا هم ياتونكم بالبصائر ولا هم ياتونكم
البصائر ولا هم ياتونكم بالبصائر ولا هم ياتونكم بالبصائر
(الحشر ٢٤)

یہ تم نے غصہ نہیں کی، کہ منافقین اپنے بھائیوں سے کہ کفار اہل کتاب ہیں
 جتنے ہیں کہ تم کاٹنے کو ضرور ہم بھی تمہارے ساتھ نکلیں گے میں نے سب
 تمہارے ساتھ میں بھی کسی کا کہا نہیں انہیں کے انور اگر کسی کی تم سے طلاق
 ہوئی تو ہم تمہاری مدد کریں گے۔ لیکن اللہ کا اعلیٰ دیتا ہے کہ یہ بہت جھوٹے ہیں
 اہل کتاب۔ مگر اس کے لئے تو یہ انکے ان کے ساتھ نہیں نکلیں گے انور اگر ان
 سے فتنی ہوئی تو یہ فتنی بن گئے۔ نہ کہ یہ سب کے اور نہ ان کی بھی تو (بھلا پانیہ
 پھر یہ نہیں ہے پھر ان کی کوئی مدد ہوگی۔

ادارہ اقدامی میں جو کہ جب نئی نشانی پر وقت پر ادارہ کا مشاعرہ ہوا تو منافیہ
میں سے نئے لکھی ہوئی دو کوئی پہلو۔ قرآن مجید نے منافیہ کی اہمیت پر بھی تھوڑی سی توجہ
دیا۔ وہ بھی قابل ملاحظہ ہے۔

الاحقره عذاب النار (آل عمران ع ۱۸)
اور ترجمہ ہے۔ ان سے سختی میں داخل فرماؤں گا سو تو اپنی ہی میں جس مذہب
پر تہا (یعنی جس مذہب کا) اور عاقبت سے انہیں اور رخ کا مذہب ہو جائی ہے۔

نہ وہ ہے کا حد و حد سے تو بہت تھی صرف ایک صدی شہت و قوتی موثر
نے کے لیے اور تیر ہزار کی دینے کی تھی ضرورتوں سے نظر اسکا کو یہ کارروائی کرنا ہی
کی تھی۔ کجروا کے ہاں جو تیسری تیسری دور دورے ہوئے تھے۔ ناسک سے بعض وکات
نہ اپنا نہ گھوڑے نہ پڑی نہ مری۔ قریب مجید کس جز بات بھی نہ جواب نہ ہو۔
— میں ذی کف جہاں نے رشہ ہوا ہے۔

مَسْقُطَعْتُمْ مِنْ لَيْمَةٍ أَوْ نَرُكْتُمْوهَا فَاتَّقُوا اللَّهَ عَلَىٰ أَسْوَاقِهِمْ أَفْبَالُ اللَّهِ
وَلِيَجْزِيَ الْفَاسِقِينَ. (آل عمران ع ١٨)

مختصراً یہ ہے کہ جو ہم نے انیسویں صدی کے وسطوں پر قائم کیا ہے تو یہ (دونوں ہی حالتیں) اللہ کے حکم کے موافق ہیں تاکہ اللہ (اس سے) فائدہ اٹھائے اور اس کے۔

قرآن مجید نے جو جواب دیا ہے اس کی شرح و تفسیر تمام پڑھوں سے کی جا چکی ہے اور نہ ہی یہ پڑھوں نے غلط استدلال پڑھاؤا کیا ہے کہ یہ لیکن یہ تفسیر کی بحثیں بغیر کسی غور و فکر کے اور بغیر مسئلہ کے کسی خلیفہ نقصان کے انہیں حاصل ہوئی تھی اس لیے قرآن مجید نے اللہ کے اس دھن کو بھی مبارک کیا ہے۔

وما آفاه الله على رسوله منهم فما أوجفتم عليه من خيل ولا
ركاب ولا كنز الله يسلط رسله على من يشاء. والله على كل
شيء قدير. (أيضاً)

۱۰ جو محمد اللہ نے اپنے رسال کو ان سے دلوادیا سو تم نے اس پر نہ ٹھوڑے

جرم میں ضابطہ یہ انصاری قانون توین کرے بھی کیا تھا۔ ہالاکر یہ محض دیکھا گیا اور
اُنیں جی رہا ہے! ملٹی می جی۔

تاریخ میں اس کا زمانہ ثوال ۴۲۱ھ پر مبنی ثابت ہے۔

غزوہ بنی قریظہ

یہاں سے قید کیا گیا۔ نئی قید خانہ بھی خول دی گئی۔ وہاں کے اور نئی نئی
 ۱۔ یہاں سے اصل کا چھوٹا حصہ لے کر شرینگیزی میں بیٹھا اور اس کے بھی کچھ
 بڑے حصے لے کر اصل کوں کے صلیف بنے تھے اور پھر مجبوراً، جیتے تھے یہاں تک
 کہ ایسا ہوا کہ کچھ جگہ میں شرینگیزی کے شریک ہو گئے۔ اور رسول نے بھی
 جی فونٹ لکھی اور اس روز کے بھی وہیں پہنچا جانے سے عاجز ہو گئے۔ اپنی قسمت کا فیصلہ
 میں نے دینے کے مشورہ سے، قیدیوں میں سمجھوتہ معاہدہ پر کھڑے اور پھر انہیں سے فیصلہ کے
 مطابق ان کے قمر کو کر دینے کے لئے ان کے بچے اور اور کچھ شریکوں کو کہنے کے قرآن مجید
 میں رسول کو خطاب کر کے یوں ارشاد ہوا ہے۔

الذين عاهدت منهم ثم ينقضون عهدهم في كل مرة وهم لا يتقون ما نأثمقدهم في الحرب وشردهم في حلهم لعالمهم يذكرون. (الانفال ٨٤)

یہ تو جیسا کہ میں نے آپ سے (۱۱، ۱۲) لے چکے ہیں اور وہ اپنی عہدہ دار تو رہیں گے جیسا کہ وہ (۱۱) سے) اور لے چکے ہیں تو آپ انہیں اگر جنگ میں لے جائیں تو انہیں کسی چیز دینا۔ دوسرے بھی سمجھ جائیں۔

دوسری جگہ یہ رٹا ہوا کہ مسلمانوں کو اس موقع پر تو جسکے رٹائی نہ چنی اور خود وہ
خواب میں جن بیہوشی کی پروردگار نے مشرکین و منافقین کو مسلمانوں کا ساتھ دیا تھا۔ آخر
مسلمانوں سے مرعوب و متنفذ ہو کر انہیں خود اپنے گلے کاوڑنے کے لئے اور دوسری

لَا تَتِمَّ شِدَّةُ رَحْمَةٍ مِّنْ صَدُورِهِمْ مِّنَ اللَّهِ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ لَا يَقَاتِلُوكُمْ حَتَّىٰ لَا أَلْقَىٰ مِرْيَاقَهُمْ أَوْسَىٰ وَرَأَىٰ حَسْبَ بَأْسِهِمْ فِيهِمْ شَرِيدٌ يَّحْسِبُهُمْ حَيِّقًا وَقَتْلُهُمْ شَقًّى ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ (الحشر ١٦)

جب تک ان لوگوں نے اس میں تہوار خوب لٹے نہ لگی راہ ہے اس لیے کہ یہ لوگ سب سے پہلے وہ سب سے پہلے تھے۔
خبریں مل رہی تھیں، وہ لوگ ان کی رائے میں ہی تھے۔
ہے اور (نئی سب) تو انہیں یہ معلوم نہیں کرتا ہے کہ ان کے قلوب
یک اور سے ہے۔ یہاں تک کہ یہ وہ سب سے پہلے جو ان سے
میں ہیں۔

بنی نمین فکست اور جلا وطنی کا واقعہ، ۱۹۴۵ء کا ہے۔

فی تحقیق:

یمن میں سے کوئی دوسرا نکل کر یہاں لکھنؤ کی صورت یسوی کے ایک دوسرے قیدی
 بھلاؤ ویشاں آج بھی کھڑا ہے، وہ نے اس کی قید پر قرآن مجید نے فی الصبری
 سے سہارا دیا، اور بھی ارشاد کر دے یہ ایسا اثر جو کائنات میں اہل حق سے

كَمْثَلِ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيبًا ذَاتُوا أَرْوَاحٍ وَلَهُمْ عَذَابٌ
الْيَوْمِ. (الحشر ٢٤)

ان لوگوں کی مثال ان لوگوں کی ہے جو ان سے کچھ پیسے سوچے ہیں وہ
ہی کہتے ہیں کہ کچھ پیسے اور ان کے لیے خطاب درج ہے۔

یہود کا یہ قبیضہ بھی حوالہ دینے میں آ رہا تھا اور یہود کے تینوں قبیلوں میں شہنشاہ ترین تھا۔

سے نہیں ہے۔ قرآن مجید نے یہ حقیقت کے چرے سے لایا ثواب لکھ دیا۔
وَاتَّقُوا طَائِفَةً مِنْهُمْ يُلَاحِظُونَ لَكُمْ مَقَامَكُمْ فَارْجِعُوا
وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ مِنْهُمُ الْقَبْلَ وَيُقُولُوا لَنْ يَدْخُلُنَا مَعْرُوءَةٌ وَهِيَ
مَعْرُوءَةٌ لَنْ يَدْخُلَوا الْاَعْرَاضَ (الاحزاب ج)

یہ ان وقت کہ جب ان میں سے ایک گروہ خدا کے ارشاد سے بڑبڑا اور
توہم سے بھرے ہوئے کہ وہ نہیں ہو گئے کہ ان کو وہاں چاروں طرف سے
دشمنوں کی سے ہمارے دشمن تھے۔ تھے تھے کہ ہمارے گھر پر حملوں ہیں۔
نہ نہ وہ راہی بھی محکم نہیں یہ شخص جو ساری چاہتے ہیں۔

مناجیس کی بنی اور دست مٹھی کا پورے غزوہ کے موقع پر جاری کرنے کو کہہ رہا
ہے کہ آئے ہوئے اور جمع شدہ لشکر وہیں چھپے ہوئے گئے اور یہ منافقین اب تک ان کے سامنے
چاہتے رہے اور انہی کو نہ ہو کہ ان کی گروہوں کے خلاف بھی تاب انہیں اب تھک رہے
تھے کہ کہیں یہاں میں چاہتے نہیں اور وہیں سے کہ خبریں سنیں نہیں سمجھ رہے ہیں
کہ ان کے خلاف ہو۔

يَحْمِلُونَ الْاِحْزَابَ لَمْ يَلْعَبُوا وَاِنْ يَأْتِ الْاِحْزَابَ يُوْذَوْنَ وَاِنْهُمْ
بِالْقَوْمِ فِي الْاَعْرَابِ يَمْشِلُونَ عَنِ الْاَنْبَاءِ كَمْ وَلَوْ كُنْتُمْ اِيَكُمْ
مُتَّقِلُونَ الْاَقْلِيْلَ (الاحزاب ج)

یہ بھگتے ہیں کہ (حمزہ اور سہ) لشکر اب تک بھی نہیں پہنچے اور اگر یہ لشکر
آپ کی قوت پر لوٹ تو یہ چاہتے ہیں کہ ان کا دشمن ہم دیکھتا ہوں میں چاہتے ہیں کہ وہیں
سے خبریں پوچھتے رہتے اور یہ وہ دشمن ہیں کہ وہیں جب بھی ہتھیاروں کی
نہ نہیں۔

سوشن مساتین میں کے یہ خوف ان شاعر و محدث اور نقادوں سے راہی ہوں اور دست

میں شہر کے ہر ایک ترین تھا۔ اسے مضبوط تھے سے مقابلہ کا اتفاق اس سے نہیں
تھی نہیں سو تھا اس ساری صورت میں کہ اگر مسلمانوں کے دوسرے میں ہفتہ ۱
بند رہے یہ جو طرح میں سے یہ ہے یہ وہ ہے جسے ان سب کا تحفظ قرآن مجید
نہ ان کے پاس کھینچا ہے۔

ادخلوكم من فوقكم ومن اسفل منكم وانزعجت الابصار
وبلعت القلوب الحياض وتظنون بالله الظنونا (الاحزاب ج)
اور جب کہ وہ ایک طرف سے آپ کے گھر کے طرف سے بھی اور چھپے
تو طرف سے بھی اور جب کہ انہیں کھلی ہوئی تھی اور بھیجے ہوئے رہے تھے
اور جب وہ ہتھ سے لیکن میں میں سے کہہ رہے تھے

مسلمانوں کے یہ وہ دن واقعی سخت و نازک تھا، مگر انہوں نے اس سے محسوس نہیں کیا تھا۔
اس حقیقت کو کہ کہیں کہیں ان کے ارشاد فرما دیا گیا ہے۔

هَذَاكَ اَمْتَلَى الْمُؤْمِنُونَ وَزَلُّوا اَزْلًا شَدِيدًا (الاحزاب ج)
اس موقع پر اہل ایمان کا (پورا) امتحان لیا گیا اور وہ سخت زلزلہ میں ڈالے گئے۔
اور میں قتل اور کئی دھوکے کی ہر گاہوں کا تو اس دن پتہ چھپنا ہی نہ تھا۔

وَاذِيقُوا السَّاعِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ مَا وَعَدْنَا اللَّهُ
وَرَسُولُهُ الْاَغْرَؤَ (الاحزاب ج)

اور جب کہ میں قتل اور انہوں نے جن کے دلوں میں مرض ہے یہ کہنا شروع
کیا تھا کہ اللہ اس سے کہہ سکتا ہے تو ہم سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ کہہ رہے ہیں۔

اسی غزوہ میں یہ بھی ہو کہ میں قتلوں نے عین وقت پر دعا دی، جب کہ سوچے چھوڑ
دیئے اور ان کی ہمت کی سن تھا انہیں دیکھیں بھی لگی اور جس کی دلوں نے اگر سپرد ہار
اعظم سے کہہ پاس میں طرح کے یہاں سے قراٹے شروع کر دیئے۔ تاکہ جو میں شرکت

جس نے جوئے، مان کی ہمت و ذہانت کا نقشہ نہ زوردار و مہر و انصاف میں ملا رکھا ہو۔

وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْرَابَ قَالُوا هَذَا مَا وَعَدَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ
وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَمَا رَأَيْنَاهُمْ إِلَّا اِيْثَمًا وَتَسْلِيْمًا
مِّنْ الْمُؤْمِنِيْنَ رَحِمَ اللَّهُ صِدْقًا مَا وَعَدَ اللَّهُ عَلَيْهِ مِنْهُم مِّنْ قِصِي
حِيَةٍ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَبْهَتُونَ وَمِنْهُمْ لَمُتَدِيْلَةٌ (الأحزاب ع ۳)

اور جب نبیؐ ایسا نے (ان) لشکروں کو دیکھا کہ بولے یہی وہ موقع ہے
جس کا خدا اور نبیؐ کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اس کے رسول
سے کیا تھا اور اس سے ان کے ایمان و احاطہ میں ترقی ہی ہوئی ان
ایمان میں کچھ لوگ بے نیکی ہیں کہ انہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اس میں
بے ترے جہان میں سے ہوا ایسے ہیں جو اپنی غرہ پوری کر چکے اور کچھ ان
میں کے راستہ و گمراہ ہیں اور انہوں نے اپنے حق سے ڈرا فرقی نہیں کئے دیے۔

شکوک و جوڑ و کثرت تعدد اور بد جوڑا ہائی ساری خوش تدبیر اور غرطہ ساز و ساز
نہ جس طرح ان کا مودعا مودعا ہو جس چاہا ان کا کراہی قریں میں موجود ہے۔

وَرَدَّالَهُ الْفَدِيْبُ كَعَرَا بِعِيْطِهِمْ لِمَا يَمْلِكُوْا اَخِيْرًا (الأحزاب ع ۳)
اور بعد سے کافروں و فساد پر مجبور ہوا ان سے بد چھوڑ چھوڑ کر دیا۔

یعنی مخالفین اسلام لائے تو اس روئے پر تھے لیکن کسی حسرت کے ساتھ انہیں مدینہ
ہی نہ آیا اور قریب قریب تمام واپس چاہا اور مسلمانوں سے یوں کے مکاری و
خونہ و بھید و غیروہ جبری مطلق یہاں تک کہ ہے۔

غزوہ حدیبیہ:

یہ حقیقت وہی غرہ نہیں اس کے نہ یہاں کوئی جنگ پیش آئی اور نہ حضورؐ کوئی
رہنہ لے کر اس میں روانہ ہوئے تھے لیکن اس سیر و سرخانی سے ان کا ذکر فرمواتا ہے

کے ذہن میں یہ ہے۔ اس لیے یہ عنوان بڑھا دیا اور

ایک خوب نیا پر حضورؐ کا عقد ۶ ہجری میں عمر کی نیت سے کہ معظمہ روئے جوئے
تھے۔ ۱۰۰ سالہ بی بیؓ ساتھ تھے، نہ پر قبضہ بھی نہ کسی شکر کا قہ اس لیے آپؐ نے اپنے
رفیقوں، غم، بات کوئی شخص بجز ایک تو اس کے (جو عرب میں، زمرہ سرفراہ) اور بی اختیار
اپنے چہ نہ نہ تھے، حتیٰ امتیازوں سے بد جوڑا بھی ان میں بدگمان ہی رہے اور مقدمہ
۲۰ محنت کی تیری سپنے میں شریک کر دی، ابھی آپؐ نے مقدمہ میں بی بیؓ تھے اور شہرہ
سے ایک منزل دور تھے۔ یہ خبر آپؐ کو ملی۔ آپؐ نے حضرت عثمانؓ کی بیعت میں ایک
مذہب اور ان قریش کے چہ بی بیؓ کے سزا نہ کی نیت سے کسی اصرار و داکر نے کے
لیے آپؐ نے حضرت عثمانؓ کو اپنی بی بیؓ سے دور کر دیا اور ان کی کثرت میں نے حضرت عثمانؓ کو
خشیہ زدہ کیا۔ ان پر مقدمہ رسولؐ کا نصرت آئی اور سخت تاؤ دی ہوئی اور آپؐ آپؐ
نے ایک راست سے چلے کھڑے رہے، کہ سب سے بیعت کی کو عثمانؓ کا قصاص اپنی
جاس سے کریو چاہے گا۔ پھر جب وہ جری سے بنیاد و بیعت ہوئی تو نبوت کسی حد و اقل
نہ تھی اور یہ عہد و صلح عرب ہو گیا۔

آجین مجید نے مسلمانوں کی ہمت و اثرات کی اس مثال کو بطور یاد رکھ کر لا رکھ اور
خوشنما، فی کا پورا غلط کر دے۔

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْ يَّجُوْزَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَمِمَ مِنْهُ
قُلُوْبُهُمْ فَعَلِمُوا بِالنَّكِيَةِ عَلَيْهِمْ وَلِلَّهِمْ مَخَافَتًا قَرِيْنًا (الفتح ع ۳)

اللہ راضی ہو گیا مسلمانوں سے جب وہ درخت کے نیچے آپؐ کے ہاتھ پر
بیعت کر رہے تھے جو کہ ان سے دونوں میں تھا۔ اللہ کو اس کا علم ہو گیا تو اس
سے ان پر تھی اور ان کی بیعت میں یہی زمانہ شکر و شجاعت کی۔

آجین مجید نے مسلمانوں کی ہمت و اثرات کی اس مثال کو بطور یاد رکھ کر لا رکھ اور
خوشنما، فی کا پورا غلط کر دے۔

اس جوش و خروش نہ کیا، قرآن مجید کے حقیقت افروز بیان سے یہ اثر یہ بھی نظر انداز نہیں کر سکتے تھے۔

ادجعل الدين كروا على قلوبهم الحمية الجاهلية فنزل الله
سكينة على رسوله وعلى المؤمنين.

”جب کہ کروا سے اپنے انوں میں تعصب، تعصب چلی کوچک دی، تو
اللہ نے انہی طرف سے حمل پڑے روں و دشمنوں کو سکینہ کیا۔“

اور جب دشمنوں نے درخت سے چلے حضور ﷺ کے ہاتھ پر سر فروشی کی بیعت کی تھی۔
ان میں قرآن مجید نے ان الفاظ میں بیان کی ہے۔

ان الذين يبيعونك انما يبيعون الله بئذ لا فوق لشيءهم (الفتح ۱۰)

”جب کہ جن لوگوں نے آپ سے بیعت کی ہے انہوں نے اللہ سے بیعت کی
سے اللہ کا، انھوں نے آپ کا حق نہ کیا ہے۔“

اور انیس پرانے خوشنویس جو وہ ہوا، بھی چند منٹ قبل کے ذیل میں تو آپ کی بیعت کی
تیں وہ جیسے اس واقعہ کا زمانہ ۶۰ھ ہجری کی ہے، مگر قرآن ۶۲ھ

غزوہ خیبر:

یہاں ایک بہت ہی بڑا منورہ کے شہر میں شاملی جانب ۹۰۰۰۰ افراد پر مشتمل بعض صحابہ
۲۰۰۰۰ سال کے قاصد پر بھی یہاں کے قلعے محمد ﷺ کی موجود تھے۔ سب جرنم

کے پادش میں اس کی جانب سے جو ہمہ راہ ہوئی اس کی قیادت خود حضرت ﷺ نے کی کچھ
دن سے محاصرہ کے بعد اس کے قلعے فتح ہو گئے اور اس قیمت کثرت سے حاصل ہو۔

قرآن مجید میں اس غزوہ کا ذکر ہے مگر مختصراً اور یہ تقریباً ۳۰۰۰ نہیں بلکہ شہداء اور
۱۰۰۰۰ واقعات کے ضمن میں بیان ہے جیسے حیدرآباد میں منافقین کی فطرت کے اظہار

سے ہے جو پھر چل خیر کی ہے۔

یہ کہ خوب چمکی طرح نکلا سوتا رہے گا، دشمنوں سے ملے گا، اور ان کا گناہ
بھی اس کے کرتب سے دھوا جائے۔

لقد صدق الله رسوله الرويب بالحق لتدخلن المسجد الحرام ان شاء
الله اميين مطمئنين رؤسكم وبغضرين لاثاقون (الفتح ۱۰)

”جب کہ اللہ نے اپنے رسول پر کہ خوب حق کر رہا تھا تو (اللہ کے تم کو
”مجدد“ میں ضرور داخل ہو گئے، اللہ ان کے ساتھ اپنے سرمن سے

سوسے اور ہاں کرتا ہے اور چاہیں کوئی خوف نہ ہوگا۔“

ی حدیث میں اس میں بھی اس کے کہ مسجد میں داخل ہوئے۔ یہ واقعہ بھی پیش آکر رہا کہ
قریش نے اپنی بیعت بھی دیا کہ مسلمانوں پر حملہ نہ کرے، لیکن یہ لوگ خود بخود رسول

مصلحان پرستے تو ان قیدیوں پر بھی۔ اسے لیکن اس طرح جنگ و خونریزی کی سلسلہ خود
شروع ہو جائے گی ہے رحمت کاملہ۔ انیس برس سے معاف کر کے رہا دیا قرآن مجید

میں صاف اور واضح اشارہ اس طرف بھی موجود ہے۔

وهوالذي كف ايديهم عنكم وايديكم عنهم ببطن مكة من بعد
ان اطلعركم عليهم (الفتح ۳)

اور وہ اسی تو ہے جس نے ان لوگوں سے، تجھ سے اور تمہارے ہاتھوں سے
جن میں تیس روک لیے بعد اس کے کہ تم کو ان پر قابو نہ لے سکا تھا۔

ی معادہ حدیث میں ہے کہ اللہ نے بھی پیش آیا کہ جب صحابہ نے عرب اور باہر قریش
سے غیر نے اعتراض کیا کہ ہم بعزم اللہ الرحمن الرحيم لکھنے سے رواد انہیں متوان پر

قد يظفر بمرسئنا ساعدك اللهم ربنا وادبرنا يا ربنا انما نحن من عندك رسول الله
سے مدد پر ہے مگر ہمیں مدد نہ دے تو ہم لوگوں کو یہ چاہی تعصب تو دے نہ دے تو دے
اور یہ بھی صحابہ کی گفتگوں بات پر نوٹ ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے اپنے چاہنا روں کے

کی پر نہ کیجیے۔

اور پھر کسی شخص کا گھر گواہ نہ رہا اس وقت سے لگی نکلتا ہے۔

ياايها الرسول بلغ ما منزل اليك من ربك وان لم تفعل فما
بلفت ورسالتك (المائدہ ع ۱۰)

اے پیغمبر آپ کے رب کی طرف سے آپ پر جو کچھ نازل ہوا ہے، آپ سب
پہنچا دیجیے اور اگر آپ نے نہ پہنچا تو آپ نے لھکا دیا یہ بھی نہ پہنچاؤ۔

اور اسی قبیل کی یہ آیت بھی ہے۔

انا ارسلناك بالحق مبشيرا ونذيرا (البقرہ ع ۱۲)

اے نبی تم سب کو بھیجا ہے آپ کو دین حق کے ساتھ مبشر و نذیر بنا کر۔

اور جبکہ آیت سورۃ الفاطر سورۃ ۳ میں آئی ہے۔ اور وہ جہاں یہ آیت بھی آئی ہے

ان امت الانذار (الفاطر ع ۲)

آپ تو اس ایک ڈرانے والے ہی ہیں۔

اور اسی مضمون کی اور جگہ بھی اسی سے ملتی جلتی آیتیں اور بھی ہیں۔

مثلاً

انا ارسلناك بالحق مبشيرا ونذيرا (الفاطر ع ۲)

اے نبی تم سب کو بھیجا ہے آپ کو دین حق کے ساتھ مبشر و نذیر بنا کر۔

اور

ما ارسلنا الا مبشرا ونذيرا (بنی اسرائیل ع ۱۲)

اے میں نے آپ کو بھیجا ہے مبشر و نذیر بنا کر۔

اور یہی آیت سورۃ طہ سورۃ الاحزاب سورۃ الفرقان میں بھی ملتی ہیں۔ اس ساری

آیتوں سے آتا تو واضح کلمہ مذکور پر واضح ہوا ہے کہ آپ کے ذمہ فریضہ تبلیغ و دعوت تھا

اور آپ شریعت میں سے "نبی" "نذیر" "مبشر" اور "شہید" تھے اور یہ سب قدرت پرست

ہوتے ہیں جب بھی خود بخود رسول کے اندر ایمان یا فریضہ تبلیغ کے لئے ارسال کی جاتی ہے یہ ہیں

نبی کا پیغام نبی کو پہنچانا تو آپ ہی پیغام پر مبنی اور پیغام رسوائی میں تو کسی شک و شبہ و اور رد کی

نہ تھی۔ لہذا صرف اس میں ہے کہ آپ کا مخاطب کون سا رہا اور کون سا طبقہ کون سی انسانی

گٹھ تھی؟

تو ان مجید کے مطالعہ سے معلوم کیا جاتا ہے کہ آپ کے پھر تبلیغ و دعوت سب سے

پہلے آپ نے کیا اور، اور اسی والوں کی کوئی اور یہ آیت نازل ہوئی تھی؟

تو ان مجید کے مطالعہ سے معلوم کیا جاتا ہے کہ آپ کے پھر تبلیغ و دعوت سب سے

پہلے آپ نے کیا اور، اور اسی والوں کی کوئی اور یہ آیت نازل ہوئی۔

وانذر عشيرت الاقرمين (الشعراء ع ۱۱)

اے اپنے قریب کے خاندان و اس کو آواز کیے۔

اور تدریجاً آواز دیکھیں سے ہونے لگی تھی۔ اس کے بعد پھر اس قدر قریبی خاندان سے

دعوت و تبلیغ ہو کر عرب یعنی نسل اسمعیل تک پہنچا، اس کی چاہ رہنمائی حضور ذات سے

ہوتی ہے۔ مثلاً

لننذر قوم ما انذر (آباء ہم مہم غافلون) (یسین ع ۱)

اے کہ آپ اور میں نے قوم کو جس سے آہوا ہوا اور اسے نہیں گئے ہیں وہ اس

سے خبر نہ لیں گے۔

اس قوم سے پہلے نبیوں نے قوم عرب یعنی اسمعیل سے ہے۔ دوسری آیت یہی تائی نبی

مصلح میں ہے۔

لیندروما انھم من سیر من قلک، (السجدہ ع ۱)

تو آپؐ نے فرمایا کہ میں سیر من سے قلک سے ملتا ہوں، اس لئے وہ نہیں آتا۔

اس میں دوسری قسم کی توجہ بھی ہے، جن میں یہ ہے کہ آپؐ میں نہ ہوں نہ آتا ہے، اس لئے کہ میں نے ان سے ملنے کی کوشش نہیں کی۔

هو الذی سعت فی الامم رسولاً منهم یقلوا علیہم ایتہ
ویرکبہم ویعصہم الکتاب والحکمۃ وان کفو ان قبل لعل
صلال مبیین (الحکمہ ع ۱)

وہی ہے جس نے امتوں کے ایمان میں سے انہیں سے رسول بھیج دیا اور انہیں سے کتاب و حکمت بھیج دی، اور انہیں سے ان کے لئے رسول بھیج دیا اور انہیں سے ان کے لئے حکمت بھیج دی، اور انہیں سے ان کے لئے رسول بھیج دیا اور انہیں سے ان کے لئے حکمت بھیج دی۔

میں نے بھی ہوں اور انہیں سے رسول بھیج دیا اور انہیں سے ان کے لئے حکمت بھیج دی، اور انہیں سے ان کے لئے رسول بھیج دیا اور انہیں سے ان کے لئے حکمت بھیج دی۔

رسا وبعث فیہم رسولاً منهم یقلوا علیہم ایتہم ویعصہم الکتاب
والحکمۃ ویرکبہم انک انت العزیز الحکیم، (الفرقہ ع ۱۵)

میں نے انہیں سے رسول بھیج دیا اور انہیں سے ان کے لئے حکمت بھیج دی، اور انہیں سے ان کے لئے رسول بھیج دیا اور انہیں سے ان کے لئے حکمت بھیج دی۔

تو یہ کہ، انہیں سے رسول بھیج دیا اور انہیں سے ان کے لئے حکمت بھیج دی، اور انہیں سے ان کے لئے رسول بھیج دیا اور انہیں سے ان کے لئے حکمت بھیج دی۔

واوحی الی ہذا القرآن لاندک بہ وہ من بلع، (الانعام ع ۱)
اور وحی کی طرف یہ قرآن ہی ہے کہ اس سے اس کے لئے قرآن بھیج دیا اور انہیں سے ان کے لئے رسول بھیج دیا اور انہیں سے ان کے لئے حکمت بھیج دی۔

انہیں سے رسول بھیج دیا اور انہیں سے ان کے لئے حکمت بھیج دی، اور انہیں سے ان کے لئے رسول بھیج دیا اور انہیں سے ان کے لئے حکمت بھیج دی۔

یہ استنباط بھی کیا جاسکتا ہے کہ انہیں سے رسول بھیج دیا اور انہیں سے ان کے لئے حکمت بھیج دی، اور انہیں سے ان کے لئے رسول بھیج دیا اور انہیں سے ان کے لئے حکمت بھیج دی۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی، (الاعلادہ ع ۱)
آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تمہاری نعمت تم پر مکمل کر دی۔

اور آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تمہاری نعمت تم پر مکمل کر دی، اور انہیں سے ان کے لئے رسول بھیج دیا اور انہیں سے ان کے لئے حکمت بھیج دی۔

فذلک الذی نزل الفرقان علی عبہ لیكون للعالمین نذیراً (الفرقان ع ۲)
اور یہ کہ ہے وہ ذات جس نے محمدؐ کو کتاب اپنے بندہ (خاص) پر اتاری۔

مشركين

ان میں سب سے پہلے غرہ شریکین کا نام ہے۔ ان کی اہمیت اسی سے ظاہر ہے کہ شریکین اور العین اشروک اکابر اور شرک کے ہمت کا مقررین مجید میں صدا بہا تھیں جس وارد ہوئے۔ اور نام صریح الفاظ کے علاوہ الواحد بھی جو بات عبادت غیر اللہ کی مذمت میں ہے اور اس پر زجر اور موت میں وارد ہوتی ہیں ان کی تعداد اور بھی زیادہ ہے۔ چنانچہ جو بیٹا مرنے کو گئے تھے اس کا ہم ترین جزو تھو ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی یکتائی کا اثبات، ذاتِ حقانیت، انفعال، برہنہ پیلو اور برہنہ سے قرآن سے اسی حکم کو کھد پھا رہا ہے۔ مختلف چیزوں میں اور اس کا سب سے زیادہ اسی میں رکھی ہے۔ کنگس یوں۔

وَقَالَ اللَّهُ لَا تَتَخَذُوا لِي آلِيْنَ إِنِّي خَشِيتُ أَنِّي مُبْغَضٌ (الاحقاف ٧)

سہا کے دو خد شہنشاہوں میں سے ایک ہیں

اور کسی کو

قل إنما أنا بشر مثلكم يوحى إلى أنما ألهكم الله واحد (الكهف

ع ۱۲) حم السحله (ع)
 آپؐ کہہ دے جس میں توں بشری سوس جھیں جیسا۔ اور مجھ پر وہی یہ قی ہے کہ
 میں تمہارا ایک ہی خدا ہے۔

کس مطلق صورت میں ارشاد ہو رہے کہ

والهكم اله واحد لا اله الا هو (البقره ع ١٩)

عالم اسلام کے لیے عظیم خوشخبری

کمر پکار ڈیگ سینئر نے بچوں اور نوجوان قتل گاہوں کا بل کے نشتروں اور شکنوں سے پھانے کے لیے ایک نیا قدم اٹھایا ہے، مختصر وقت میں اسٹیبلشمنٹ پکار ڈیگ سے 60 فیصد منظرہ کم پراپے کیے ہیں، جن میں۔

والجیم نمبر 1 النبی صلیو علیہ والیم نمبر 2 عشق نی

والفیم نمبر 3 شاعر اسلام مفتی سعید ارشد صاحب کے ہوا ایم آچکے ہیں

۱۔ احمد و نعت ۲۔ مدح صحابہ ۳۔ سیرۃ النبی ﷺ ۴۔ انیسویں صحابہ

اور نمبر 5 عنقریب فکر آخرت کے عنوان سے منظر عام پر آ رہا ہے۔

سید حسین فاروقی کا دواہم نمبر 1 البیک: میرے اللہ

علاقہ ایئرکرا صاحب، واک نمبر 2، سولہ نمبر 3، عشق دہل، جذبہ عشق میٹروپولیٹن کالج

سورہ طارق بمیل کے واقعہ 12 ربیع الاول کو منظر عام پر آجائے گے

اور کثرت سے ارام کے 8، 12

ملک پاکستان میں، پنجاب، سرحد، سندھ، بلوچستان کے ہر علاقے میں

کے ساتھ گئے مسند پر بیٹھ کر کہہ رہے تھے۔

ملہ ریگاردنگ سیر اسلام آباد ایکسپریس

ردیف: ۱۱۰۳۳۳ - ۲۲۴۴۳ (۱۵۳۵۳)

جیسا کہ آیت کریمہ

قُلْ فَلِمَ يُدْعَوْنَ (المعشر ع ۱) آپ کڑے ہو جائے اور خرد رکھیے۔ اور

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا بَلِّغُوا مَلَاوِلَ الْبَيْتِ (المائدہ ع ۱۰)

اے رسول! آپ پہنچ دیجیے جو کچھ آپ پر اتارا گیا ہے۔ اور

فَلَمَّا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ (آل عمران ع ۲)

آپ کے ساتھ کس پہنچا رہا ہے۔ اور

فَلَمَّا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ الْمُبِينُ (الفتح ع ۱)

آپ کے ساتھ کس کھل کر پہنچ رہی ہے۔

اور بہت سی دوسری آیتوں سے ظاہر ہوتا ہے، اس لیے یہ بات ایک حد تک بالکل قدرتی تھی کہ جو لوگ اپنی وہم و گہم پرستیوں میں زیادہ راسخ اور جامد تھے۔ انہوں نے نئی دعوت کو سن کر اس کی مخالفت بھی شدت سے کی اور دعوتِ وحیِ دونوں کے دشمن ہو گئے۔ انہیں حیرت تھی کہ یہ نیا وحی سارے خداؤں کو چھوڑ کر خدا کے واحد (یکتا) کی طرف کیسے ہمارا ہے کبھی حیرت اور خسر کے ساتھ کہتے کہ:

هَذَا سَلْحٌ كَذَّابٌ اجْعَلِ الْآلِهَةَ لِلَّهِ وَلَاحِذْ لَنْ هَذَا لَشَيْءٌ عَجَلٌ (ص ع ۱)

یہ ٹھوس سحر ہے، کذاب ہے، کیا اس نے قلم خدا اور اس ایک خدا بنادیا ہے یہ بات تو بہت ہی عجیب ہے۔

اور کبھی یہ کہتے کہ:

مَلْسَعْنَا بِهَذَا هِيَ الْعِلْمَةُ الْآخِرَةُ اِنْ هَذَا لَا اخْلَاقَ. (ص ع ۱)

ہم نے تو یہ (کچھ کہہ لیا ہے) کچھ مذہب میں متانکس ہو تو ہو گئے مگر یہی ہوئی چیز ہے۔

اور یہی طرح تو مروج ہے کبھی اپنے نبی کی دعوت کو حید پر کہا تھا، کہ

مَلْسَعْنَا بِهَذَا هِيَ اِبْلَاسُ الْاَوَّلَيْنِ. (المومنین ع ۲)

اور تمہارا خدا اس، ایسا ہی خدا ہے اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔

یہ اب

هُوَ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (زمر ع ۱)

وہی خدا ایک اور بڑا دست ہے۔

اور کہیں اب ارشاد فرمایا کہ میں معیارِ اسرار میں اکتفا دیکھتا ہے۔

قُلْ لَمَّا يَبْذُرْ حَىٰ لِي تَمَّا لَهُمْ فَلَوْ لَحْدَ فَعَلِ لَتَمَّ مَسْلُومُونَ (الاحقاف ع ۷)

آپ کہہ دیجیے کہ مجھ پر وحی نازل ہے کہ میں تمہارا خدا مرنے تک ہی خدا ہے تو

بہتم اسلام، اے ہو؟

اس مضمون میں تین ایک دو شخص، بیسیوں ہیں ایک جگہ ایک مختصر جامع سورۃ میں ہر قسم کے شک کی نفی کر کے لفظ بھی ہے "واحد" کے "احد" لگایا گیا ہے۔

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا

أَحَدٌ (الاحقاف ص)

آپ کہہ دیجیے کہ وہ خدا ایک ہے اور (سب سے) بڑے نیاز ہے، نہ اس کے

کوئی اول نہ وہ کسی کی اول اور نہ کوئی اس کے جوار کا ہے۔

اہلِ لغت اور علماء و ادیب نے لکھا ہے کہ احد، واحد کی ترقی یافتہ شکل ہے واحد جمع واحد کو قبول کر لیتا ہے، لیکن احد فقرے میں کاف اور تیرے میں یکتا ہے اور اگر کاف ال کے اضافے کے ساتھ احد کر کے لیا جائے تو یہ اسماء کی طرح مخصوص ہے اللہ تعالیٰ کے لیے اور ہوا اللہ لا الہ الا هو اور اللہ لا الہ الا هو کی قسم کہ یہ کلمات آیتیں قرآن میں ہیں۔ جن سے خدا کے تعدد یا غیر اللہ موجود کے وجودی کسے سے نفی کی گئی ہے، اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ملک میں اس قسم کے شرک بھی کی بڑی نرم بازاری تھی اور سب سے بڑی وہی لوگ آپ کا یہ منکر سن کر اپنی ہی کرتے تھے اور چونکہ آپ ﷺ باسور تھے تبلیغ پر

ہم نے اپنے باپ دادوں سے بھی تو یہ نہیں۔
قدرة رسول اس کا یہ معنی ہے کہ اس کو بہت عجیب معلوم ہوتا اور ناگوار بھی مگر رتا اور ان
کی طرف سے فرما کر طرح طرح کی ہوتی اور ہمار ہوتی بھی کہتے۔

لولا یکلننا اللہ اولتقینا ایہ (البقرہ ع ۱۱۴)
نہم سے خود بات کیوں نہیں کرتا ہمارے پاس کوئی مجھ کو نہیں آتا۔
اور بھی طبیعت کی طرف اشارہ کر کے کہتے ہیں کہ

لولا نزل علیہ ایہ من ربہ (الانعام ع ۱۱)
ان کے پاس ان کے پروردگار کی طرف سے کوئی مجھ کو نہیں آتا۔
یہ مخصوص شیروں آٹھوں میں دہرایا گیا ہے اور بھی یہ لوگ مجھ کو نام بھی متعین طور پر
لے دیتے کہ اگر اپنے دعویٰ رسالت اور حق ہا اللہ میں ہے ہوتو فلاں فلاں خارق عادت
واقعات کر کے ہمیں دکھا دو چنانچہ کہتے

لولا انزل علیہ کنز اوجاء معہ ملک (ہود ع ۶)
ن کے پاس ان کے پروردگار کی طرف سے کوئی مجھ کو نہیں آتا
اور بھی یہ کہتے

اولیٰ علی الیہ کنز اوتکون لہ جنۃ یکلل منہا (الفرقان ع ۱)
ان پر کوئی خزانہ کیوں نہ آتا وہ یہ گمیاں ان کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہ آتا۔
اور بھی نہ فرمائی خوارق و معجزات کی خبر سے خامی مل مل بولی مٹا یہ کہتے کہ
لن نمومن لک حتیٰ تفجر لنا من الارض بیبوعاوتکون لک جنۃ
من تخیل وعنیب فتفجر الانهار خللا لہا تنجیراوتسقط السماء
کما زعمت الینا کسفاوتلقی باللہ والملكۃ قبیلاً او یكون لک
بیث من زخرف اوترقی فی السماء (بنی اسرائیل ع ۱۰)

ہم تھ پر ایمان نہ کرتے تھے۔ جب تک تو ہمارے لیے زمین سے نہ شرنہ
جاری کر دے یہ جاتی رہے ہے ایک دانہ گجروں اور گجروں کا ہوا تو اس
سے درمیان نہ رہی جہی کر دے یا آسمان کا کوئی تھوڑا ذکر کر دے جیسا کہ
تجاری ہی ہے یہ اللہ اور فرشتوں کو تو ہمارے سامنے لے آئے تھے لے کر
سوئے تا ہوجو ہے تو "سمان پر" (ہماری آنکھوں کے سامنے) چڑھ چائے۔

یہ ساری آیتیں یہی ہیں اور یہ فرما کر بھی معجزات کے مطابے اہل کے مخصوص قریش ہی کی
جانب سے زیادہ پیش ہوتے رہتے تھے، اور ان کے شرک کے یہ سچ نہ تھے کہ یہ لوگ اللہ
کے وجود کے منکر ہیں اور اس کے بجائے اور خدا تسلیم کر رہے ہوں۔ نہیں یہ لوگ اللہ کے
وجود کے پوری طرح کانٹے تھے، لیکن اسے خدا نے واحد بنا کر نہیں، بلکہ صرف خدا کے اعظم
تسلیم کرتے تھے۔ یعنی گوشت سے پروردگار اللہ ہے تاہم اس کے ساتھ یا شاید اس کے تحت
اور بھی بہت سے خدا ہیں اور معبودیت و حاجت روائی ہیں اسی طرح ہیں، بلکہ شاید اس سے
بھی بڑھ کر اور اس سے اس شرک کا متعلق میں خلق انہیں سے زیادہ دور رکھنا چاہیے۔ قرآن مجید
نے اس عقیدہ پر سخت جرح کی اور ہمارا رسوا کیا کہ ان کے اہل چاہت کو ان کی چاہت پر شبہ
آگاہ کیا چنانچہ یہ جگہ یہ جرحی سوالات بہت دور تک پہنچے گئے ہیں۔

اللہ حیوٰر انشیر سکون امن خلق السموات والارض والازل
لکم من السماء ماء فلنمنیما بہ حیثاقل ذات ہججۃ ماکان لکم ان
تمنبوا شجرہاۃ اللہ مع اللہ بل ہم قوم بعد لون امن جعل
الارض قرارا وجعل حللہا انہلوا جعل لہا رواسی وجعل
میں البحرین حلجزاۃ اللہ مع اللہ بل اکثرہم لا یعلمون امن
یحییٰ المصطر اذا دعاۃ ویكشف السواء ویجعلکم حلفاء
الارض واللہ مع اللہ قلیلاً ما تذکرون امن یتھدیکم فی ظلمات

عمر اسرار سے اور تم اسے تمام تر حسیہ بھی کرتے ہو تو آخر یہ تمہیں کیا سودا ہے کہ تم اس کے ہوتے ہو تو بونے دوسرے طوائف کو اس کی طرف جھکتے ہو ان سے اپنی جانیں معرض کرتے ہو اور انہیں بھی درجہ معبود میں رکھتے ہو!

اور اسی طرح کی سیمیں بلکان سے بھی زیادہ واضح ایک دوسری جگہ بھی وارد ہوئی ہیں، رسولی کو غائب کر کے ارشاد ہوا ہے۔

قُلْ لِّمَنَ الْأَرْضُ وَمَن فِيهَا إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ. سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ قُلْ مَن رَّبُّ السَّمَوَاتِ السَّعَةِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ. سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ قُلْ مَن يَمْلِكُ مَلَكُوتَ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ فَأَنَّى تُسْحَرُونَ. (الْمُؤْمِنُونَ ع)

آپ کہیے کہ یہ زمین اور جاس پر رچے ہیں یہ سب کس کے ہیں اگر تم کو کچھ خبر رکھتے ہو؟ (اس پر) وہ ضرور یہ کہیں گے کہ یہ اللہ کے ہیں، ان سے کہیے کہ پھر تم کوئی غور نہیں کرتے۔ آپ یہ بھی کہیے کہ (ان سات) آسمانوں کا مالک اور حاکم شانِ عرش کا مالک کون ہے؟ وہ ضرور یہی کہیں گے کہ یہ بھی اللہ کا ہے آپ کہیے کہ پھر تم کوئی نہیں ڈرتے؟ آپ یہ بھی کہیے کہ وہ کون ہے جس کے ہاتھ میں تمام چیزوں کا اختیار ہے، اور وہ چاہتا ہے کہ وہ کوئی اس کے تحت بندہ نہیں کسی کو پناہ نہیں دے سکتا۔ اگر تمہیں کچھ خبر ہو؟ اب بھی وہ ضرور یہی کہیں گے کہ یہ سب اوصاف اللہ کے ہیں۔ آپ کہیے کہ پھر یہ تمہیں کیا خیال ہو رہا ہے۔

اور اسی طرح ایک جگہ اور انھیں مشرکوں کی زبان سے قرار کرایا ہے کہ خالق آسمان و زمین اللہ تبارک ہے۔

النَّارَ وَالْبَحْرَ وَمَنْ يُرْسِلُ الرِّيَّاحَ بُشْرًا تَهْتَجُّ بِأَذْيِ رَحْمَةِ اللَّهِ تَعَالَى
عَنْ يَسْكُرُونَ. أَسَى يَبْدُلُ الْخَلْقَ ثُمَّ يَعْبُدُ وَآمَنَ يُرْزَقُكُمْ
مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ: إِنَّهُ تَعَالَى قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ
صَادِقِينَ (الفتح ٥٥)

(اے، تاناؤ کو کہ) اللہ بڑے پاؤں نہیں یہ لوگ اس کا شریک ٹھہرا رہے ہیں؟
 "یہ وہ جس ذات نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے اس نے
 تمہارے لیے پانی برسایا، مہر اس کے درجہ سے ہم نے رونق دار بارش کرائے
 اور تم سے ممکن تھا کہ تم ان کے درختوں کو اس کا کھوکھلا کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور
 ضد بھی ہے؟ یہ وہ ذات جس نے زمین کو کھراگاہ بنایا اور اس کے درمیان
 درمیان ندیاں بنائیں اور اس کے لیے پہاڑ بنائے اور دو سمندروں کے
 درمیان حد قائل بنائی تو کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی ہے؟ نہیں بلکہ ان
 میں سے کھوکھلے ہی نہیں، آؤ وہ جو بے قراری (خیراد) سنتا ہے جب وہ
 اس کو پکارتا ہے اور معصیت کو دور کر دیتا ہے اور تم کو زمین پر صاحب تصرف
 بناتا ہے تو کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور ضد بھی ہے؟ بہت ہی گمراہ لوگ یہ دیکھتے
 ہو۔ آؤ وہ جو جس میں خشکی اور سمندر کی تارکیوں میں راستہ چھتا ہے اور جو تھیں
 کو ہارٹ سے پیچھے بھیجتا ہے جو خوشخبری دیتی ہیں تو کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا
 بھی ہے؟ اللہ بڑے ہان کو جس کے شرک سے یہ وہ جو جھوٹی کواڑوں پر پیدا
 کرتا ہے اور پھر اس کو وہاں رہا پھرا کرے گا اور تھیں رزق دیتا ہے۔ اے آسمان
 وزمین سے تو کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی ہے۔ آپ کہنے کے تم اپنی دلیل
 لاؤ اگر تم (دوئی شرک میں) جتے ہو۔

آج میں مشرکین پر حجت کا مکی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ خلق و فاطمہ و اہل بیت و باقی اور

وَلَمَّا سَلَّمْتُمْ مِنْ حُلُقِ الصُّمُوتِ وَالْأَرْضِ يَقُولُ اللَّهُ (الفصل ۳)
اور اگر آپ نے یہ سیرتیں کی کہ انوں اور زمین کو گناہ سے بچا، کیا ہے تو یہ
بول انہیں کے کہ اللہ نے۔

چنانچہ جن آجوں میں اہل بیت توحید اور مخالفت شرک پر زور دیا ہے وہیں اکثر یہ بھی
بڑا دانا ہے کہ عبادت کا حقدار بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

مَاعْبُدُ اللَّهَ وَلَا نَشْرِكُ لَهُ شَيْئًا (الفصل ۶)
عبادت اللہ کی کرو اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کرو۔

وَلَا يَشْرِكُ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا (الکھف ۱۶)
(اس میں نوپ ہے کہ) اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

جن کی عبادتوں میں یہ شرکین عرب گئے رہتے تھے ان کا جو دھارن میں سرے سے
توہی نہ کیا؟ ان لوگوں نے محض ایک خیالی اور فرضی وجود مطلق کر رکھا تھا۔

مَاتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا أَسْمَاءً سَتَيَبِيحُهَا اللَّهُمَّ وَأَيُّكُمْ مَلَكُ الْمَلَكُ
اللَّهُ بَهَا مِنْ سُلْطَانِ (یوسف ۵)

اور تم اللہ کے سوا جن کو چاہتے ہو وہ تو نہیں نامی ۲۴ ہیں، جو تم نے توہید ہمارے
پاپ دادوں سے بڑا کر کے لیا۔

اس شرک کا ایک خاص مظہر بت پرستی نام لے کر اس کی مخالفت دار ہوئی۔
فَلَا تَجْنِبُوا الرَّجْسَ مِنَ الْإِثْمَانِ۔ (الحج ۴)

بتوں کی پلیدی سے بچو۔

اور یہ اہل انبی کا لفظ پرانی شرک توہم یعنی توہم (عجوبت ۲) اور قوم ہمارا ہم
(عجوبت ۳) کے حق میں بھی وارد ہو چکا ہے یہ صورتوں چھری کی بنی ہوئی تھیں

چنانچہ قرآن مجید میں دو جگہ جو ذکر کرنا شروع کے سلسلہ میں انہوں نے ساتھ چھروں اور
دوسری جگہ سورۃ البقرہ کے رکوع ۳ میں وَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى النَّاسِ وَالْحَجَّارَةِ ۱۰ دوسری جگہ
انہیں اللہ کے ساتھ سورۃ البقرہ کے رکوع ۱۱ میں دہوں جگہ پھر سے عباد چھری تشری
ہوئی صورتوں میں ہیں اور ان بڑی صورتوں میں سے جن کا ذکر نام کے ساتھ قرآن مجید میں
آیا ہے ایک حالت دوسرے قرآنی اور تیسرے حالت۔

أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ مَلَكَةَ الْفُلُكَةِ الْآخِرَىٰ۔ (النجم ۱)
بھلا تم نے نظر نہیں کیا ہے لات پر اور عزیٰ پر اور عزیٰ کی اور سات پر۔

تاریخ و سیرت کی کتابوں میں آتا ہے کہ یہ تینوں بت عرب کے مشہور پرکوت قبروں کے
تھے اور قرآن مجید نے قوم نوح کے جن دیوتاؤں کے نام سورہ نوح ۱۲ میں گناہے ہیں اور
سوانح، بیوق، بیوق، نسر، تاریخوں میں آتا ہے کہ یہ بت چلی عروں کے بھی تھے اور
عراق سے آکر عرب میں بھی پہنچے گئے تھے۔

اہل جاہلیت کا اپنی معاشی میں کہنا یہ تھا کہ ہم ان بتوں کو کہیں حد تھوڑے ہی بھڑ ہے
تیں، بہر تو انہیں ہر گاہ حد نہ دینی کے لیے محض ایک وسیلہ گردانتے اور انہیں محض شافع و
مٹا کر کرنے والے مانتے ہیں۔

مَلْعُونٌ لَّهِ أَلَا يَفْقَهُوا إِلَى اللَّهِ وَلَقَدْ (الزمر ۱)
بہر تو انہیں محض اس لیے پڑتے ہیں کہ یہ اللہ سے ایسے قریب کر دیں۔

اللہ یا خدا نے انہیں کے عقلی اعتراف و اعتقاد کے ساتھ مل میں ان شرکین عرب کا یہ
حال تھا کہ اپنی عبادت و راد اپنے چاندوں میں جوڑنے لگاتے، ان میں اللہ کے نام و اسے
ضیے بتوں کی طرف بہت تکلف مٹھ کر دیتے لیکن یہ نہ کرتے، کہ بتوں کے لیے ضیے اللہ کی
طرف مٹھ کر دیتے۔ چنانچہ ارشاد ہوا ہے۔

وَجَعَلُوا لِمَا دَرَسُوا مِنَ الْحَرِّ وَالْأَعْمَامِ مَصِيبًا فَقَالُوا هَذَا لِلَّهِ بِرِجَالِهِمْ

نہی سنت کے اور اللہ نے جو کچھ چاہے تم کو یہ اللہ پر
جھوٹ نہ کر کے شک یہ لوگ گمراہ ہو گئے اور وہ پتہ نہ ہوئے۔
بت پرستی سے ملنا وہ یہ مشرکین طاغوت پرستی میں بھی مبتلا تھے اور طاغوت کو انہوں نے خدا کی
نیکیاں بد دیوباب ٹھہرا لیں تھیں۔ ارشاد ہوا ہے۔

و جعلوا له من عبادہ جزءا ان الانسان لکفور تبيہن ام تخذ
منا يخلق معات واصفکم بالبنین (الزخرف ع ۱)
اور ان مشرکوں نے خدا کے بندوں سے خدا کا ایک جزو ٹھہرا لیا۔ بے شک
انسان صریح جھٹلا رہا ہے۔ کیا اللہ نے اپنی مخلوقات میں سے نیکیاں اپنے لیے
لی لیں اور بیٹوں سے انہیں محروم کیا۔
اور دوسری جگہ رسول سے خطاب ہے۔

فليستفهم الربك البسات ولهم البنون ام خلقنا الملائكة اناثا
وهم شاهدون۔ (الصافات ع ۵)
ان مشرکوں سے پوچھیے کہ کیا آپ کے پروردگار کے لیے تو لڑکیاں ہیں اور ان
دلوں سے بے لڑے تھیں؟ کیا ہم نے فرشتوں کو لڑکیاں پیدا کیا اور یہ لوگ
اس کے کواد تھے۔

طاغوت پرستی کے علاوہ جنات پرستی بھی ان کے اندر موجود تھی۔
و جعلوا لله شركاء الجن وحلهم۔ (الانعام ع ۱۲)
اور مشرکوں نے جنات کو اللہ کا شریک بنا لیا۔ جنات اللہ ہی نے انہیں پیدا کیا ہے۔
جنات کو وہ اللہ کا قربت دار سمجھتے تھے۔

و جعلوا بينة وبين الجنة نسبا (الصافات ع ۵)
ان مشرکوں نے اللہ اور جنات کے درمیان رشتہ داری بنا لی ہے۔

وهذا الشرك اذا فمكلك لشركائهم فلا يصل الى الله وما كل الى
فهو يصل الى شركائهم ساء مليفكمون۔ (الانعام ع ۱۲)
اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اور سوچیں پیدا کئے ہیں ان لوگوں نے اس میں سے
کچھ حصہ اللہ کا مقرر کیا ہے اور بڑا غم خود کھینچے ہیں کہ یہ اللہ سے معبودوں کا ہے،
پھر جو چیز ان کے معبودوں کی ہوتی ہے وہ تو اللہ کی طرف میں پہنچتی ہے اور جو
چیز اللہ کی ہوتی ہے وہ ان کے معبودوں کی طرف پہنچتی جاتی ہے کیا یہی تجویز ان
لوگوں نے نکال رکھی ہے۔

ان مشرکوں کا عقائد کا اثر ان مشرکوں کے اعمال اور ساری زندگی پر بھی پڑا تھا اور یہ لوگ
طرح طرح کے خرافات و لوہم میں مبتلا ہو گئے تھے۔ ان میں سے ایک بڑی چیز ان کی
عادت اولاد کو کٹی جاتی اور کھانے پینے کی چیزوں میں سے فلاں فلاں کا فلاں فلاں طبقہ کے لیے
حرام کر دیتا تھا۔ قرآن مجید نے اسی سورۃ انہم کی اسی آیت کے حوالہ سے ان چیزوں کو بھی ذرا
تفصیل سے بیان کیا ہے۔ شروع کی آیت ہے

و كذلك زين لكتيبر من المشركين قتل اولادهم شركائهم
ليبروهم وليلبسوا عليهم۔ (الانعام ع ۱۲)
اور اسی طرح کفر سے تو مشرکین کے خیال میں بچی اولاد کے ہلاک کر ڈالنے
کو ان کے معبودوں نے اچھا بنا رکھا ہے تاکہ ان کو بہار کر دیں اور ان کے
دین کو ان کی آخر میں جھوٹا کر دیں۔

اور آخری آیت ہے

قد خسر الذين قتلوا اولادهم سفها بغير علم وحرموا مما رزقهم
الله لغوا على الله قد سلوا وملكوا مهتدين۔ (الانعام ع ۱۶)
یقیناً غما ہے جس آگے، جنہوں نے ہلاک کر ڈالا اپنی اولاد کو حماقت سے بغير

سو نہ کہ دوزخ میں آنا اور اللہ سے ڈرتے رہنا کہ تم لالچ پا جاؤ۔

تیری جگہ کی ہڈت کے ساتھ

الَّذِينَ يَكْلَلُونَ الزَّيْلَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِينَ يَتَحَبَّطُ
الْفُحْطُونَ. (البقرہ ع ۲۸)

جو لوگ سو نہ کہاتے ہیں وہ (قبور سے) نہیں اٹھیں گے مگر اس شخص کی طرح
جس کو شیطان نے آسپ پھینچ کر پڑا ہوا بنا دیا ہو۔

اور اگر سب سے بڑھ کر

فَالَّذِينَ لَا يَكْلَلُونَ الزَّيْلَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِينَ يَتَحَبَّطُ

اگر تم سو نہیں چھوڑتے ہو تو اشتہار جنگ بنو اللہ اور اس کے رسول سے۔

اول: کلمہ کا مرض بھی (چکہ آج کل کے حالات سے ملتا ہوا) معاشی بنیادوں پر غریب
پھیلا ہوا تھا۔ اس لیے علاوہ ان آیتوں کے جو چھپے نہ ذکر ہو گئیں۔ اس کی سماعت اور اس پر
وید خاص طور پر مائل ہوئی مثلاً۔

وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِلَيْكُمْ اُنْ قَتْلُهُمْ
كَانَ خَطْلًا كَبِيرًا. (بنی اسرائیل ع ۱۷)

اور اپنی اولاد کو ہلاک نہ کر ڈالو کہ ڈالنے والوں کے اندیشہ سے ہم ہی ان کو کھلی
روزی دیتے ہیں اور تم کو کھلی ہے شک نہ کا مار ڈالنا بڑا بھاری گناہ ہے۔

اس اول و کلمہ میں بھی خصوصیت کے ساتھ واضح ذکر کلمہ کا بعض قبیلوں میں تھا۔ ان کے
شرمندہ کرنے کا ذکر حشر میں ان سے سوال کے وقت کا کیا گیا۔

وَالَّذِينَ قُتِلُوا مِنْكُمْ وَأُتُوا بِغُلَامَيْهِمْ فَلَاحُ قَتْلِهِمْ. (التکویر)

اور جب زندہ دفن کی گئی (حشر میں) سوال ہوگا کہ وہ کس جرم میں
باز آئی تھی۔

”قربان پرستی اور بہت پرستی کی جو سرخ سماعت قرآن مجید میں آئی ہے۔

لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ، (حم السجدہ ع ۵)

نہ سورج کے آگے نہ چاند کے۔

اس سے نہ رہا کہ ہوتا ہے کہ معاشرہ مشرکین عرب اور اہل کی پرستش میں بھی بندہ تھے۔
شراب، چرا اور قمار کی مختلف قسمیں اتنی شائع تھیں کہ ان میں کئی سے روکا نہ پڑا۔

أَمَّا الْحَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَصْبَابُ وَالْزَلَامُ رَجَسٌ مِّنْ عَمَلِ

الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ، اِنَّمَا يَرِيدُ الشَّيْطَانُ اَنْ

يُوقِعَ بَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْحَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصْنَعُ

عَنِ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مَّنْهُونَ. (المائدہ ع ۱۲)

بات بیک ہے کہ شراب اور چرا اور قمار کے تھان اور قمار کے تیر سب گندمی

پاؤں شیطانی کام ہیں۔ سو نہ سے پاؤں لگ رہا کہ لالچ پاؤں شیطان تو

کس پیچ چتا ہے کہ شراب اور چرا کے ذریعہ سے تیر سب سے پاؤں میں ہلاکت

اور بغض واقع کر دے اور اللہ کی یاد سے اور نماز کے تم کو باز رکھے سوا اب بھی تم

نہ چیزوں سے باز آؤ گے۔

اور سو خوار کو تو جس اہتمام مبلغ سے قرآن نے متع کیا ہے وہ دس دہائیوں کی ایک دلیل
ہے کہ وہ تھا رہی کی کہ مشرکین عرب کے معاشرہ میں سو خوار کو خوب رہی کی ہوئی تھی۔

ایک جگہ ارشاد ہوا۔

اَتَّقُوا اللَّهَ وَدُوا مَا بَلَغَ مِنَ الزَّيْلَا اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ. (البقرہ ع ۲۸)

نفس سے ڈرو اور چھوڑ دو جو سوا کر تم (واقعی) مسلمان ہو۔

دوسری جگہ بھی اسی تاکید کے ساتھ

لَا تَكُلُوا الزَّيْلَا اَصْلَافًا مَّصْفَا اَتَقُوا اللَّهَ اَمْلِكُمْ تَفْلَحُونَ (آل عمران ع ۱۵)

ولا تمسكوا مملک آباءكم من النساء الا ملقد سلف انه كان
فاحشة ومقتا وساء سبيلا. (نساء ج ۲)

اور تم عورتوں سے عقدرت کرنا نہ سہجہ ہے، آپ عقدر کرچکے ہوں مگر میں جو بچکا
ہو چکا، اسے شک یہ نہ کی ہے جیانی و نذر کی بات ہے اور بہت زیادہ طریقہ ہے۔

عورتوں، مردوں کا آزدانہ تسلیم قبول اور احتیاط، اور لباس میں ہے احتیاجی اور
بد نظری، آج کل کی تہذیب و تمدن کی طرح عام تھیں۔ ان سب پر طرح طرح کی
پابندیاں لگائی گئیں اور حد بندیوں عائد کی گئیں۔ ارشاد ہوا۔

قل للمؤمنين يعضوا من ابصارهم ويحفظوا فروجهم ذلك
اركي لهم. (النور ج ۴)

اے پیغمبر مسلمانوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمت گاہوں کی
حفاظت کریں کہ بیان کے لیے زیادہ بکیرگی کا باعث ہے۔

اور عورتوں کے حق میں اس سے کہیں زیادہ پابندیاں بڑھ کر ارشاد ہوا کہ

وقل للمؤمنات يعضض من ابصارهن ويحفظن فروجهن ولا
يبدین ریستهن الا ما ظہر منها ویلمسرن بخمرهن علی

جیو مہن ولا یبدین ریستهن الا لبعولتهن (النور ج ۴)

اور مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمت گاہوں کی
حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ ہونے دیں۔ بجز اس کے جو اس میں
سے نکلا ہوا ہے اور اپنی چادر میں۔ پہنے گریں پڑاں رکھیں اور اپنی زینت
ظاہر ہوئے دیں بجز اس کے کہ شہو ہوں پر۔

ن قرینہ رشتوں کے نام میں اس حد میں آگے دوش ہیں۔ رہائش گاہ کی جو معاشرہ
تیار کرنا تھا۔ اس میں سب پر غور معاشرہ چاہی کے یہ ساری قیود یہ ضروری تھیں، چنانچہ

ہے جیانی، ہے جیانی، بلکہ ہے سڑی کے سبب کسی عام ہے۔ چنانچہ فاحشہ و فحشہ نہ
ممانعت ہار رآئی ہے اور اس قسم کی سچتیں بھی چاہتیاں ہیں۔

ولا تقربوا الفواحش ما ظہر منها وما بطن. (الانعام ج ۱۹)

اور چچا یوں کے پاس نہ چڑ۔ خواہ وہ ظاہر ہو یا پوشیدہ۔

قل انما حرم رنی الفواحش ما ظہر منها وما بطن. (الاعراف ج ۴)

آپ کہہ دیجئے کہ میرے پروردگار نے تو جس ہے جیانیوں کو حرام کر دیا ہے۔

خواہ ظاہر ہو یا پوشیدہ۔

اور تاکہ ہے جو ہر چاہی تمدن کی طرح اس عرب تمدن میں عام تھا۔ یہ تہذیبی حکم نازل ہوا۔

ولا تقربوا الزنا لانه کل ملحشہ وساء سبيلا. (بنی اسرائیل ج ۴)

اور تاکہ پاس بھی نہ بٹکو، ہے قلب وہ ہے جیانی ہے اور ایک بری راہ بھی۔

یکہ ستور یہ بھی چہری تھا، کہ خوش لوگ اپنی پابندیوں کے جسم کو گریہ پر چلا تے تھے

وکی بھری سے کیسے نظر انداز کر سکتی تھی۔ ارشاد ہوا۔

ولا تکرہوا فنیلتکم علی البغاء. (النور ج ۴)

اور اپنی دغاویوں کو حرام کاری پر مجبور نہ کرو۔

کہیں کہیں عورتوں کو دغا دہاں کاں کچھ خود ان پر بھی قبضہ کر لیا جاتا تھا حکم آیا کہ ایسا ہر

گزدرست نہیں۔

لا یحل لکم ان تورثوا النساء کرها. (النساء ج ۳)

تمہارے لیے ہے کہ تم انہیں کہ تم زبردستی عورتوں کے مالک نہ چاؤ۔

یہ بھی ایک دستور تھا، کہ اپنی حقیقی مال کے سوا اور جو ہر تھیں آپ کے عقد میں ہوتی تھیں۔
نہیں مال وراثت کچھ کرنا نہیں اپنی بی بی یا بیوہ کا تھا۔ یہ رسم بھی حکما میں لگی۔

وإذا بشر أحدهم بالأنثى ظل وجهه مسوداً وهو كظيم
يتوارى من القوم من سوء ما بشره يمسك على هوئِهِ
يُنْصِتُ فِي الْقُرْبَابِ (نحل ع ۷)

اور جس شخص سے کسی بڑائی کی خبر پہنچتی تھی تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے
اور مسک کے غصہ کی آواز دیتا ہے وہ اس خبر کے سننے سے لوگوں سے چھٹا ہوتا ہے
اور دل میں سوچتا ہے کہ اسے اہل بیت کے ساتھ قبول کرے یا نہ وہ زمین میں لٹے
کرے۔

جانبی عرب کے عقائد اور اخلاق و معاملات کی دنیا میں تو یہ اندھیرا تھا اور اسی عبادات
کے عالم میں بھی سکھ جہالت و جاہلیت ہی کا وہاں تھا۔ کعبہ کو واجب انتظام اور اس کے
زائرین کی خدمت کو اپنے لیے باعث فخر و سعادت یہ لوگ بھی سمجھتے تھے۔
جیسا کہ سورہ قہقہہ کی آیت ۲۴ میں مذکور ہے: **وَعِمَارَةُ الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ**۔ عمارت اور عبادت کی عبادت کا طریقہ کیا تھا؟ خدا کعبہ کے گرد بیٹھیں
بیٹھا اور تائیاں بیٹھا۔

وما كان صلاتهم عند البيت الا مكنته وتصدية. (الانفال ع ۱)
ان مشرکوں نے خدا کعبہ کا پاس نہیں کیا بلکہ بیٹھا ہی نہ اور تائیاں بجنے کے۔
بلکہ اس عبادت کے وقت تو ان چاہیں کہ کوفہ پر بھی اور اس سائر کی بھی پروا تھی اور
اس لیے قرآن مجید نے تاکید کی کہ:

يٰۤاَيُّهَا اَہْلَ الْاٰرَافِ (الاعراف ع ۳)
اے نبی آدمؑ تم سبھ میں ہر ضری کے وقت چٹا ہوا ہونا چاہیے۔

اور مسلمانوں کی عبادت پر تو یہ لوگ اہل کتاب کے ساتھ مل کر کھڑے ہوا ہونا چاہتے تھے۔
وایداننا یتیم الی الصلوة اتحنوها هنوا وقلعنا. (فلقہ ع ۶)

کے ارشاد ہو کہ:

ولا یضر من ہاجر لہن لایعلم ما یحیی من زینتہن. (النور ع ۴)
اور جو شخص زمین پر بھی اپنے پیچ نہ داریں کہ جس سے وہ زینت سے وہ چھپاتی
ہیں، خدا پر ہوا ہے۔ بلکہ زینت کی اور بات بھی کے علاوہ عام مومنات کے
سچے بھی یہ کاغذ نافذ ہو گیا کہ:

یدین علیہن من جلابیہن (الاحزاب ع ۸)
سینے اور چادریں تنگ نہ رہیں۔

ایک جامع آیت میں آپ کو یہ بتا دیا کہ جو شخص جب آپ کی خدمت میں بیعت اسلام
کے لیے حاضر ہوں تو آپ ان سے بیعت فلا فلاں "سو دے لیے ہیں۔

یٰۤاَيُّهَا النَّبِیُّ اِذَا حَادَکَ الْمُؤْمِنَتُ یَمْلِیْکَ عَلٰی اَنْ لَا یَشْرُکَنَّ
بَلَّغْ شِبَعًا وَلَا یَسْرِقَنَّ وَلَا یُزْنِیَنَّ وَلَا یَقْتُلَنَّ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا
یَتَلَسَّسْنَ بِنَهْنَانٍ یَعْتَرِضُهُنَّ بَیْنَ اَبْدِیَّہُنَّ وَارْجُلَہُنَّ وَلَا یَعْصِبَنَّ
فِی مَعْرُوفٍ فَبِایِعُوهُنَّ. (الممتحنہ ع ۲)

اے نبی جب مومنات آپ کے پاس ان امور پر بیعت کرنے آئیں کہ وہ اللہ
کا شہید کسی شے کو نہ کریں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ ہلاک کریں گی
اور نہ اور کو ہلاک کر دیا کریں گی اور نہ اپنی بہن کی روادوں میں نہ جس سے اپنے
ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان نکلا میں اور نہ شراب یا قوی میں آپ کے
خلاف کریں گی تو آپ ان کو بیعت کر لیں۔

اور عورت کی عام عادت اس جانب معاشرہ میں تھی کہ لڑکی کا بوجھ آپ کے لیے باعث
نکاح و عورت تھا اور اس کے لیے ایسی شرم کی چیز تھی کہ وہ ہر طرف منہ چھپاتے ہر تھا۔
قرآن مجید میں معاشرہ کا نقشہ یوں کھینچا ہے

فَلْيَا تِلْكَ اِذَا كُوْزَةُ خَلَسَتْ. (النازعات ع ۱)

کہتے ہیں کہ ہم پہلے حالت میں پھر وہی ہوں گے کہ جب ہم بوسیدہ بنیں
ہو جائیں گے۔ پھر وہی ہوں گے کہتے ہیں کہ اس صورت میں یہ واقعی
بڑے خسرو کی ہوگی۔

اور خدات کی زبان سے ہے۔

اَنْهُمْ يَظُنُّوْا كَمَا ظَنَّمُوْا اَنْ لَّنْ يَبْعَثَ اللّٰهُ اَحْزًا. (الحج ع ۱)

اور جیسا تم جانتے نے خیر کر رکھی تھی وہی یقینی ان لوگوں نے بھی خیال
کر رکھی تھی کہ اللہ کی کوئی دوسرا پارہ نہ بھیجے کرے گا۔

اور پھر ایک جگہ مگرین کا تو قتل کیا ہے۔

هَٰذَا شَىْءٌ عَجِيْبٌ ؕ اِنَّا مَقْنَا وَكُنَّا تُرَاثًا تِلْكَ رَجْعٌ بَعِيْدٌ. (ق ع ۱)

یہ تو عجیب بات ہے کہ جب ہم مر گئے اور مٹی ہو گئے (تو دوبارہ زندہ ہوں
گے) ایسے دوبارہ زندہ ہونا تو بہت ہی بعید ہے۔

تیسری اس تکذیب آخرت پر بڑی حیرت سے یہ لوگ آپس میں کہتے ہیں۔

هَلْ نَسْخُلُكُمْ بِعِلٰی رَحْلِ يَمْلِكُكُمْ اِنَّا مُرْتَقِمٌ كُلُّ مَنَزِلٍ اَنُكُم لَفِي

خَلْقٍ جَدِيْدٍ اَفَنْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كُدٰتٰمًا مَّهْ جُنَّةً. (البصاء ع ۱)

ہم تم کو ایسا آدمی بتائیں گے، جو کہ یہ خبر دیتا ہے کہ جب تم مرنا ہو گا
تو ضرور ایک نئے خیمے میں آؤ گے۔ اس شخص نے تو خدا پر جھوٹا ہاتھ لیا
جسے کسی طرح کا چٹوٹ ہے۔

اسے یہ قول بالکل کافی ہیں، اور تم ہمارے تو مگرین آخرت کے لٹل ہوں مع ان

جواب دے، جو قرآن مجید نے رسولِ مکی نہن سے ادا کر دیا ہے میں تو خدا پر اپنے حدود

سے گزرتا ایک مستقل رسالہ کی شرافت اختیار کر جائے۔

اور اسے مسلّم نہ تو! جب تم نہ کر کے پہلے پکارے ہو تو یہ لوگ اس کے ساتھ ملی
اور کھیل کر رہے ہیں۔

شرعین عرب کے بنیادی عقائد کے سلسلہ میں ان کی اعتقادی زندگی کے ساتھ ساتھ
ان کی ملی و ملی دشمنی، غلطی کی زندگی کا بھی ذکر آئی، لیکن شرک علی کی یہی ایک قسم ان
میں رائج تھی۔ بعض کے عقائد کے خلاف یہاں پر کئی کئی حدوں سے چھو جائے تھے۔
چنانچہ قرآن مجید نے ان کا یہ قول نقل کیا ہے۔

مَلْعُوْا اَلَا حَسِبْتُمْ اَلَتُبٰسُوْتُمْ وَنَحْبُوْا وَمَلٰئِكُمْ اَلَا نَعْلَمُ. (الجنابہ ع ۲)

کوئی اور زندگی نہیں ہے بجز اس دنیوی زندگی کے ہم مہرتے ہیں اور جیتے ہیں
اور ہمیں کوئی نہیں مارتا بجز زندہ کرے۔

یعنی کوئی خالق بنا دیا اور وہ موجود نہیں، جو کچھ بھی ہوتا ہے، وہی حیثیت سے مارتا ہے
اسٹ پیچر سے ہوتا رہتا ہے اور آخرت کی جزا اور اس سے انکار تو ان کے ہاں عام تھا اور جو خدا
کے کسی وجہ کا کس بھی تھے وہ بھی اس کے قائل نہ ہو حال تھے کہ موت کے بعد کی اور عالم میں
چلا اور ہر کس حکم سے سزا پڑتا ہو کر، کہہ کے حضور میں جانا ہے یہ طمانیہ کہتے۔

اِنْ هٰی اِلَّا حَيٰاتُنَا الدُّنْيَا وَمَلٰحُ بِمَبِیْہُوْنِ. (الانعام ع ۳)

کہ زندگی تو سنی ظاہر ہے اور ہم بعد کو اٹھنے جاتے ہیں۔

انکار آخرت کے اقوال قرآن مجید نے ان لوگوں کی زبان سے اس کثرت سے نقل کئے
ہیں کہ مصوہ ایسا ہونے لگتا ہے کہ شاید انکار توحید سے بھی بڑھ کر یہ لوگ انکار آخرت میں
سخت تھے اور یہ بات ان کی سمجھ میں کی طرح نہیں آ رہی تھی کہ اس حیاتِ مادی کے بعد ایک
اور عالم ابھی ہے، جہاں اس زندگی کے اعمال کی پریشانی ہوگی، ان پچاسوں جگہ شاید
تکڑوں اقوال سے صرف دو چار پر موزوں نقل ہو جانے کا کافی ہوں گے۔

یَقُوْلُوْنَ ؕ اِنَّا لَمَعْرِدُوْنَ فِی الْخٰلِقَةِ ؕ اِنَّا كُنَّا عَظَمًا اٰخِرَةً

اور ان دونوں نے یہ کہا کہ اسے اذیتیں جس پر قرآن نازل کیا گیا ہے تم تو
مکمل ہو۔

کبھی کہتے

امامہ جنتہ (السید ع ۱) انہیں کیا کچھ جنون ہے۔
قرآن سے خود ان کے متعلق سوچا ہے۔

ام يقولون به حنة (المؤمنون ع ١)

کیا یہ لوگ آپ کی بہت جنون کے قائل ہیں؟

یہی امن کی تخصیص و تجویز میں آپ کی حیاتی مضمون پاندھنے والے، ماسٹر مہارت میں
 اترنے والے شعر ظہیر ہے، آپ کی وحی قرآنی ایک خواب پریشان و روتھ کی
 زمکی ہوئی تر پاتی۔

بل قلوا الصلوات احلّام بل افتراء بل هو شاعر (الانبياء ع)
دوسری جگہ قرآن نے کہا ہے۔

أما بقوله: «شاعرٌ يتربص به ريب المنون» (الطور ع ٢)

یہ یہ دیکھتے ہیں کہ یہ تو شہر جیسا جن کے ہرے میں ہم جادو شہر کا
انکھ رہ رہے ہیں۔

اور کبھی شاعری کے ساتھ دوچاگی کا بھی اضافہ کر دیتے

ومقوله: اثنًا لتارك الأهل الشاعر مجنون. (الصافات ٢٤)

اور یہ؟ بہا۔۔۔ تھے۔ یہ ہم نے درج ہاؤس کو ایک شہر و خانہ کی خاطر

و کبھی اساطیر برقی مضمون نویسوں کو کرتے۔

فَقَدْ جَاءَهُمْ سَيِّئًا فَيَسُورُ لَكُمْ تَوَالِفًا عَمَّا وَعَىٰ بِغُلَامَيْنِ يَتِيْلَتَيْنِ ۖ فَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ لَئِنْ كُنْتُمْ عَلَّامِي الْغُيُوبِ ۖ

انہیں مشرکین میں یہ بہت بڑا فرق ایسا بھی تھا۔ جو کھد اور کھدائے اعظم کا کائناتی کسی حد تک تھا۔ لیکن وہی فوری اور نبی کے ذریعہ مسدود ہد کا کٹر منکر تھا۔ اس کی کچھ میں یہ تو آچا تھا کہ کھد کے ارادہ ہے یا کھد انگوڑے انسانانی قالب اختیار کر کے دنیا میں آگیا، لیکن یہ کسی طرح بھی اس کی کچھ نہیں تھا۔ کھد کھدائے ایک بشر کو یہ ہدایت دنا کر بھیجا اور اسے ضربت الہی کے قہر سے بچنے کے لئے اسے ہدایت دینے کے لئے لوگوں کو بڑھائے۔

ابشُرْ يَهْدُونَنَا (التغابن ح ١)

میری ہدایت کو بشارتے ہیں۔

ورنگی ہے کہ

اٰمَنَ اللّٰهُ بِشَرِّ رَّسُوْلًا (بَنِي اِسْرَآئِيْل ١١٤)

کہ خدا نے رسول ﷺ بنا کر بشر کو بھیجا ہے؟

بکھی آپس میں صبر کے حق میں ہر گوشوں میں کہتے۔

هـ. هَذَا أَلَا بِشْرٌ مِثْلَكُمْ (انسان ۱۴)

تو بر تہ ۹ جہاں اک شہر ہے۔

کشم آج کے لوازم بشریت کو آپ کے خلاف بھروسہ رکھنے کے لئے کرتے ہیں۔

والله اعلم بالصواب: دار العلوم، دمشق، في الـ ١٠ من شهر ربيع الأول سنة ١٤١٠ هـ.

الحمد لله رب العالمين (الفصل الثاني: ١٠٠)

۱۔ عہد کوکڑا ہوا کہ عہد کاوے نہ ہو اور عہد کاوے عہد کاوے

اس کیلئے ہرگز کیا ہو کہ وہ اس کا نام نہ لے

حکومت کو آواز دینا، حکومت کو شکست دینا، حکومت کو ہتھیار ڈالنے پر آمادہ ہونا۔

اور چونکہ ہسپتالوں کا ہمارا ہونا تو ان کے لیے نہیں ہونا تھا، اس لیے ان کے لیے یہاں سے

لوگ کہہ رہا تھا کہ یہ رسول پر مجبور ہے اور کسی یہ ہے کہ آپ رسول ہیں۔

مقدور ہوتا ہے۔

اور ان کے خرافات کے الگ الگ بھی جواب دے دیے اور ان کی ایک ایک غلط بیانی کی تردید کی۔ مثلاً

وما صاحبکم بمحنون (التکویر)

اور یہ تمہارا سے نفس دیوائے نہیں ہیں۔

ۛ

وما انت بنعمة ربك بمحنون (القلم ع ۱)

تو آپ اپنے پروردگار کے فضل سے شکا کن ہیں نہ بدیغ۔

قرآن کے اثر سے ان مکررین و معاندین کے بھی اظہار ممکن تھا۔ مشاہد کی چیز چنی قرآنی اثر کی میراثی اور وسعت دونوں پر براہ راست مشاہد ہی کرتے رہتے تھے اس لیے رائے آخر یہ ہوئی کہ یوں تو یہ قرآن ہیوں نے دل سے گڑھایا ہے اور ان کی بداد و لعنت پر ایک پوری جماعت بھی ہے۔

ان هدا آلا لک افتراه واعلنه عليه قوم آخرون (الفرقان ع ۱)

یہ قرآن تو نری یہ نہایت صحت ہے جس کو اس شخص نے گڑھایا ہے اور ایک اور

جماعت نے اس میں ان کی مدد ہے۔

بہر حال آپ کے وصف امتیت سے بھی چھٹکے یہ لوگ براہ راست واقفیت رکھتے تھے اس واسطے یہ کہتے کہ یہ لوگوں کی خرافاتی دھاتوں نے کسی سے تصور رکھی ہیں اور وہ انہیں مع و شام پڑھ کر ستادی جاتی ہیں۔

وقالوا اساطیر الاولین اکتتبها مہی تملی علیہ بکرة واصیلاً

(الفرقان ع ۱)

اور کہیں یہ دور کی کوڑی بات ہے کہ یہ تو فلاں شخص نے انہیں کچھ پڑھا رکھا ہے۔

یہ شک ان کے پاس ایک کھاسو پیر آچکا پھر بھی یہ لوگ اس سے سرتابی

کر رہے رہے اور کہتے رہے کہ یہ کبھی ہو ہے، دہرائے ہے۔ (الفلق ع ۱۱)

شاعری و رنڈوں کے ساتھ ایک تیسری شخص محروم کی بھی تھی۔

قال الظلمون ان تنبھون الا رجلاً مسحوراً (الفرقان ع ۱)

یہاں لوگ انہیں نہ کہتے ہیں کہ تم تو بس ایک محروم شخص کی بیوی کر رہے ہو۔

اور یہی مضمون ایک دوسری جگہ

انھم یجوی اذ یقول الظلمون ان تنبھون الا رجلاً مسحوراً

(بنی اسرائیل ع ۵)

(سم غریب جانتے ہیں) جس وقت یہ لوگ آپس میں سرگشیاں کرتے ہیں اور

جب کہ یہ عالم لوگ کہتے ہیں کہ تم لوگ تو بس ایک محروم شخص کی بیوی

کر رہے ہو۔

اور یہی آپ ﷺ کی نسبت محروم کھانت کی جانب کرتے جو ان کی دانست میں دو

زیر دست اور مؤثرین و غیب سے تعلق رکھنے والے تھے قرآن مجید کو اس کی صاف صاف

تردید کرنا پڑا اور کہا پڑا۔

وما ہو بقول شاعر (الحلقہ ع ۱) یہ کسی شاعر کا کام نہیں۔

نذر

وما ہو بقول کاهن (الحلقہ ع ۱) یہ کسی کاهن کا کام نہیں۔

یہ ہم خود بھی کبھی کسی ایک بدلت پر جیتے نہ تھے اور قرآن نے انہیں مخاطب کر کے صاف

کہہ دیا کہ

انکم لفی قول متخلف یوفک عنہ من لکھ (الذاریات ع ۱)

تم لوگ خلف جھٹکو میں پڑے ہوئے ہو اس سے وہی پھرتا ہے جس کو پھرتا

ضد ہند کے نام سے پشتوں و شرت دوسرے مسیحوں کے نہ تھی صل صدہاں سے نئی
کہ اس اللہ کی وحدت پر اصرار کیوں کیا جا تا ہے۔ اور پھر ارشاد ہوا ہے۔

وإذا ذكر الله وحده اشعلت قلوب الذين من دونه اوهام
بميتشروں. (الرمع ٥)

۱۱۔ جب خطہ اے کا ذکر کیا جا تا ہے تو یہ لوگ تحریرت کا یقین نہیں رکھتے ان کے دس مقبض ہونے لگتے ہیں ۱۲۔ جب اس کے سوا دوسروں کا ذکر کیا جا تا ہے تو اسی وقت یہ ٹوک خوش ہو جاتے ہیں۔

اور ایک جگہ پھر بھی شہادت قرآن میں ملتی ہے۔

وإنا ذكرت ربك في القرآن وحده ولو على آبارهم نغورا
(بنی اسرائیل ع ۵)

اور آپ جب قرآن میں صرف اپنے پروردگار کا ذکر کرتے ہیں تو یہ لوگ پشت بھجھ کر چل دیتے ہیں۔ غرت کرتے ہوئے۔

ایسی تو کو کورائی تو حید سے نفرت و عداوت ہو چا نا لازمی تھا اور قرآن مجید نے امت محمدی کو کون چپ کر کے سامنے بھی دیا تھا کہ اس کتاب کے علاوہ ان مشرکوں سے بھی تمہاری بہت کچھ دلالت لازمی ہو رہی ہے۔

وَلِتَسْمَعَنَّ مِنَ الْغَيْبِ آيَاتُوا الْكِتَابِ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَنِ الَّذِينَ

اشرکوا الذی کثیرا (آل عمران ع ۱۹)
اور تم ضرور سنو گے بہت سی دہرائی کی باتیں ان سے بھی جنہیں تم سے قبل
قرآن بل چکی ہے اور ان سے بھی جو شرک ہیں۔

وَلَقَدْ عَلَّمَهُ الْكِتَابَ وَقَالَ بَشِّرْهُ بِبَنَاتٍ بِمَا قَدَّمَكَ وَفِي الْآخِرَةِ عَمْرٍاءُ ۖ وَكَانَ سَمِيعًا ۝۱۴ (النحل ع ۱۴)

خداوند یہ کہ قرآن مجید ان لوگوں کے خیال میں عارفی کے بہت سے روشن خیال
 رنگینوں کے خیال کے مطابق پیدا ہوا کا نام تھا۔

۱۰۔ یہ کہتے ہیں کہ پیر "ن تو بجز اہم کڑھے ہوئے بستان کے چمکے نہیں۔" **وقالوا لهذا الأفل مقتري۔ (الانباء ع ۵)**

بلکہ ان مشرکوں کے ایک دھمکے والے ایک ۲۰ سوسے سوچے بچار کے بعد اپنا فیصلہ یہ
نہ دیتے تھے کہ

فَقَالَ إِنَّ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ يَوْثُرُ إِنَّ هَذَا إِلَّا قَوْلُ الْعَشْرِ (الْمُتْرَعِ ٢)

یہ: یہ چار ہے۔ جو کہ ہم سے چار آ رہا ہے اور یہ تو ایک بشر کا کام ہے۔

قرآن مجید کے ثانی جو ان میں سے ہر خواہش کا دعو ہے۔ یہاں دن جہاں سے
 صبح نکلتی رہا تو دیکھنا صرف یہ ہے کہ جس قوم کی برادرست اور اصلاحی صلاح کے لیے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے۔ اس کی اعتقاد دینی، تعلیمی، اخلاقی زندگی کا نفسیاتی پس منظر کیا
 تھا اور اس نے ﷺ کے پیام کی بنیاد پر کیا سرگرمیاں کی۔

شرک میں دلدلی ہوئی قوم کی: دوشی کی اصل غیہ دینے کی یہ عیاں ہر جگہ کام مٹاتے ہیں
 میں نے ذکر کر دے دی دیا تو لا رہ چھوٹے بڑے خداؤں کو چھوڑ کر نہ صرف اللہ کی کا
 کیوں ہے جاتے ہیں۔ اور دعوت اس کیسے معبود کے سامنے کی کہ دیتے ہیں۔ قرآن
 مجید نے انہیں کھٹکھٹ کر کے فرما دیا ہے۔

وإذا دعى الله وحده كفرتم وإن تشرك به تقاضوا (المومن ٢٤)

جب صرف لہذا کامیاب ہوتا ہے تو تم نکال کر دے اور اگر ان کے ساتھ کسی کو
ٹریس کیا جائے تو تم مان رہے ہو۔

بکیر و نصاریٰ

نبی سورتوں میں ذکرِ ثرت سے المشوکیں کا اور الدین اشکو کا ایک مطلق صورت میں الدین کفر و اکابا الکفار کا اور الکفروں کا تا ہے پھر ان سے بھی مطلق تر صورت میں ناس کا تا ہے لیکن دینی سورتوں میں یہ خاصیت دلہا کے اہل کتاب یا الدین او تو الکتاب سے بدل گئی ہے۔

اہل کتاب سے آپ ﷺ کا رابطہ یہ ہے کہ اگر پڑا اور اہل کتاب سے سر دھو بیوی بیٹا، پھر نہیں کہیں نصرانی بھی اس میں شامل ہو گئے ہیں، یہی مسئلہ میں جب تک رابطہ صرف مشرکین یعنی مکرین تو حید و آرت سے رہا، امر ضات کی نوعیت دوسری دینی قیام یہ ہے کے بعد دوسری سوئی۔ اس لیے کہ یہ لوگ تو حید اور سلسلہ دینی نبوت کے لفظ قائل تو بہر حال تھے۔ آپ ﷺ نے آتے ہی اہل کتاب کو اسل و آتشی کا پیغام قرآن کی زبان سے اور اس کے حکم کی تعمیل میں دے دیا تھا اور اس حکم کی تعمیل رہا رحمت فرمادی تھی۔

قل یا اهل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سو آؤ بیٹنا و بینکم الّا تعبد الّا اللہ ولا تشرکوا شیئا ولا یقعد بعضنا بعضا اولم یلقن دون اللہ۔ (آل عمران ۷)

آپ کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب اپنے قول کی طرف آ جاؤ جو ہم میں تم میں مشترک ہے وہ یہ کہ ہم بجز اللہ کے اور کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی کو اس کا

الفلاح ایڈوکیٹرز

محمد انور طاہر



1000
4 کلو ڈزٹنگ کارڈ
Rs.325/-

100
100
اور تکرین شادی کارڈ
Rs.400/-

نذرانہ شادی
معینین کامرگ ضمانت
دلکش میٹھے کیکس
کے لیے مخصوص ہیں

پے ۱۰۰۰ روپے کی شرح سے
1000
5x7.5
Rs:200

کے جو کہ تمہارے پاس ہے۔

تو جس بھی نے اس کو کہیں کہیں نام کی صراحت سے ساتھ یہ ذکر فرمایا گیا کہ قریت و انجیل خدا کی کتاب ہیں۔ قرآن مجید کی پیش رو اور اپنے کاظمین کے لیے سرایا ہوتے درمت۔

خبر

و امثل القورۃ و الانجیل من قبل ہدی للباس۔ (آل عمران ع ۱)
اور اللہ نے اتاری تو ریت و انجیل اس سے گھس لوگوں کی ہدایت کے لیے۔

۵

وانما موسیٰ لکتاب وجعلنا ہدی لابی اسرائیل۔ (ہی اسرائیل ع ۱)
اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اسے نبی اسرائیل کے لیے ہدایت کا درجہ عطا کیا۔

۶

انا انزلنا القورۃ مہیا ہدی و موز۔ (المائدہ ع ۷)
ہم نے تمہیں اتاری تو ریت جس میں ہدایت اور نور تھے۔

اسی طرح مکر

وس قبلہ کتاب موسیٰ املا ورحمۃ۔ (ہود ع ۲۔ احقاف ع ۲)
اور اس (قرآن) سے پہلے موسیٰ کی کتاب جو رحمت اور ایک رحمت ہے۔

علیٰ ہدایت تھی

وانما الانجیل فیہ ہدی ونور و مصنف لہما بین یدہ من
القورۃ و ہدی و موعظ لملتین۔ (المائدہ ع ۷)

اور ہم نے (انجیل) کو انجیل حد کی جس میں ہدایت اور نور ہے اور جو تصدیق کرتی ہے اپنے سے پہلے نازل ہوئے ولی قریت کی اور جس میں ہدایت و نصیحت ہے پر ہر گز گروں کے لیے۔

شریک نہ تھے جس اور ہم میں سے کوئی نہ تھا (اپنا) رب بجز اللہ کے نہ تھے اے۔

اور اس حقیقت کو ہر بار دہرایا کہ جو کتاب میں لکھا گیا ہے وہ یقیناً تمہاری کتاب کی تصدیق کرنے والی ہے لہذا اس کتاب کو۔

مصنف لہما معہم (البقرہ ع ۱۱)

جو تمہارے پاس ہے اس کی تصدیق کرتے والی۔

اور شاندار فرمایا گیا اور کہیں

موالحق مصنف لہما معہم (بقرہ ع ۱۱)

یہ یقین حق ہے (اور) جو تمہارے پاس ہے اس کی تصدیق کرنے والی۔

اور کہیں

مصنف بین یدہ من الكتاب (المائدہ ع ۷)

ہم نے اسے پیش رو کتاب کی تصدیق کرنے والی۔

اور کہیں

مصنف الذی بین یدہ۔ (المائدہ ع ۱۱)

اپنے سے پیش رو کی تصدیق کرنے والی۔

غیر ہا اور کہیں بجائے مصنفہ غائب کے مصنفہ غائب میں۔

مصنف لہما معہم جو کہ تمہارے پاس ہے اس کی تصدیق کرنے والی۔

اور کہیں اس کی بجائے خود صاحب کتاب یعنی رسول اللہؐ کی کواصلہ کتب سابقہ کا مصدق کہہ کر پیش فرمایا گیا ہے۔

رسول من عند اللہ مصدق لہما معہم۔ (بقرہ ع ۱۲)

یہ خدا کی طرف سے رسول ہیں جن کی تصدیق کرنے والے اس کے جو کہ تمہارے پاس ہے۔

یارسول مصدق لہما معہم (آل عمران ع ۹۶)۔ اس کی تصدیق کرنے والے اس

اور اس قسم کی ساری خوش خیالیوں میں پناہ نہیں کہ انہوں نے جیہادی عقیدے
جی خود ہی زہر دے گئے تھے۔

وَعَرَّوْهُمُ غَلَاوِشًا لِّیَقْتُرُوْا۔ (آل عمران ع ۳)

اور ان کے ہارہ میں ان کے زہرے ہوئے عقیدوں کی ترقی نہیں دھوئے
میں ان رہا ہے۔

بچے غلاویش کی تحقیر و تہذیب میں غور کر کے سمجھا اسے کہ اس کی ترقی کا راز دے رکھا تھا اور
بجھ رہا تھا کہ ان سے کسی قسم کی تعلیمی و خوش کامیابی کی نہیں۔

اتَّخَذُوا اٰهْبَادَهُمْ وِرْثَةً لِّمَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (التوبة ع ۵)

ان لوگوں نے اللہ کے علاوہ اپنے مومن اور مشرکوں کو بھی خدا بنا کر رکھ لیا ہے۔

جست یا جہانی پادشہت میں اللہ کو یہ بڑی چنی قوم کے ساتھ خصوصاً سمجھ بیٹھے تھے۔
قوان مجید نے اس پر برکت کی اور ان سے جنت طلب کی تو یہ کوئی مقبول جواب نہ دے
سکے اور ماریا ہوئے۔

وَقَالُوا لَیْسَ یُجٰلِلُ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوَ ذَا اَنْصَارٍ تِلْكَ

امالیہم قل هل اتوا بمرہلکم ان کنتم صدیقین (البقرہ ع ۱۳)

یہ کہتے ہیں کہ جنت میں یہودی یا نصاریٰ کے سوا کوئی جانے گی نہ پائے گا یہ ان

کی اپنے دل کی آرزو میں ہیں۔ آپ ان سے کہیے کہ اپنی دلیل تو قوت نہ ہو۔

اُمر اپنے دھڑکی میں ہے ہو۔

موصوفہ یہودی ہر این اعلیٰ و پنداری دنیا پرستی میں اپنے سے لے کر نیچے تک ڈوبے
ہوئے تھے۔ رسول کی زبان سے انہیں کہہ دیا گیا کہ اللہ آخرت کو اپنے ہی مخصوص سمجھتے
ہوئے پھر موت کی تمنا کر دیکھو۔ لیکن تمنا یہ لوگ کرتے تو کیسے کرتے جب دنیا میں رہتا

اور پھر اسی سلسلہ میں یہ آیت ملے گی۔

وَلِیَحْکُمَ اٰهْلِ الْاِنْجِلِ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فِیْهِ۔ (المائدہ ع ۷)

اور انجیل والوں کو چاہیے کہ اللہ نے جو حکام میں اتارا ہے۔ فیصلہ کے مطابق کریں۔

لیکن اس ساری روایتی اور مصداقی کوشش کے باوجود ان مروجوں کا رویہ یہی رہا کہ وہ
اور مصداقی نہ ہی رہا۔ یہ بات پہنچا کر عیسائی مسلمان ہوتی ہے لیکن درحقیقت اس رویہ میں
کوئی بات خلاف واقعہ نہ تھی۔ صدیوں کے گزارنے ان طبعیتوں کو سخت کر کے رکھ دیا تھا اور
عقائد و افعال دونوں ان کے اس قسم کے جوڑے تھے کہ دعوت اسلامی کی زد یہ لوگ ہرگز
راستہ سے اوپر نہیں اٹھ سکتے تھے۔

یہودی اپنی اور مذہبی اصطلاح سے قوی اور نبی نام ان لوگوں کا بھی سراٹھاتے تھے۔ بڑا
عہدہ کوئی نہ تھی لیکن اور یہ سب زبانی پر تھا۔ گناہ کی جو منزل تھی ان کے سامنے آ جاتی یا سال
اس پر گناہ نہ ہو جاتے اور سمجھتے کہ صرف تو بہر حال ہم بھی جانیں گے۔

قرآن مجید نے یہ مٹھ کرٹی ہوئی ہے

یٰۤاٰھدُونَ عَرَصَ هٰذَا الْاٰمِنِ وَیَقُولُوْنَ سَیْفِرُ لَنَا وَاَنْ یَّتَقَرَّ

عَرَضٌ مُّثْلُہٗ یَلْحَدُوْہٗ۔ (الاعراف ع ۲۱)

یہ لوگ مال متاع اس دنیا کا پیچھے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہماری مطرقت ضرور

ہو جائے گی اور اگر ایسی ہی مال متاع نکلا جائے تو اسے بھی لے لیں۔

ورنگی اپنی سبیر زادی کے لڑو پندار میں مبتلا ہو کر کہنے لگتے کہ

لَنْ تَعْمَدَ الْفَارَ اِلَّا اِیَاتِنَا لَعَدُوْہٗ۔ (البقرہ ع ۹)

سو کتنے کے چند روز کے (دور زنی) آگ تو ہمیں چھوئے گی ہی نہیں۔

اٰیٰتِنَا مُعَدُوْدَاتٍ (آل عمران ع ۳)

ملائکوں سے تو یہ رسول اللہ ۵۹ دس طرح پہچان چکے تھے۔ جیسے پٹی قوم و سوں کو پہچانتے تھے محض خدا اور نقیضیت قبل حق کی راہوں میں حاصل ہوئی۔

الذین اتینا ہم یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم۔
جن لوگوں کو (پیسے) کتاب پہنائی گئی ہے وہ ان (رسول) کو اپنا پہچانتے ہیں جیسا اپنے ہی (قوم سے) فرزندوں کو۔ (البقرہ ع ۱۷۶)

ان کے اکابر و مشور جن کی تقلید و اقتداء میں یہ سنے پاتے ہیں۔ ان کی خود یہ حاضرت حق کہ ہر طرف کی زور و فوری اور ہر طرف پرستیوں میں جلتا تھے۔

وان کثیرا من الاحبار والزمہما لیسکلون اموال الناس
مالبطل ویصدون عن سبیل اللہ۔ (التوبہ ع ۵)
بے شک ان (اہل کتاب) کے سوا علماء و مشرک لوگوں کے مال باقی ناراہ
ڈاکو سے اور اور خدا سے لوگوں کو روکتے رہتے ہیں۔

یہودی جس روپ کی دنیا پرستی میں مبتلا تھے، قرآن مجید نے اسے ہر پارہ چٹا کر دیا ہے، ایک
”وحایت امت مضمون کی ابھی آپ نے چنے ہیں۔ اب وہ ایک امتیں اور مل چکے ہوں۔

قل یایہ الذین امنوا ان رعمتم انکم اولیاء اللہ من دون الناس
فتمنوا الموت ان کنتم صدقین ولا یستوفون ابلہما فتمت لیدبہم
واللہ علیم بالغلین۔ (الحجہ ع ۱)

اے پیغمبر! آپ کہہ دیجئے کہ اے دو جو یہودی ہو چکے ہو اگر تمہارا یہ دعویٰ ہے
کہ تم خدا کے جیسے دوسرے دو گن و پچوڑ کرنا اگر سچے ہو تو موت کی تمنا
کرنا صاف لیکن تم یہ نہ کہیں کہ تم کو سب سے پہلے ان اعمال کے جو اپنے ہاتھوں
سمیٹ چکے ہو اور اللہ خوب واقف ہے (ایسے) ظالموں سے۔

فرق جرتے۔

قل ان کانت لکم الذار الاخرۃ عبداللہ خالصۃ من دون الناس
فتمنوا الموت ان کنتم صدقین ولی یتمنواہ ابلہا بما قمت
ایدبہم واللہ علیم بالغلین۔ (البقرہ ع ۱۱)
”آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم سب سے مخصوص تمہارے ہی لیے ہے۔ بغیر اوروں کی
شرکت کے تم موت کی تمنا کر کے نکلا دو اگر تم سچے ہو اور یہ ہرگز اس کی تمنا
کبھی بھی نہ کریں گے یہ سب ان اعمال کے جو اپنے ہاتھوں سمیٹ چکے ہیں اور اللہ کو
خوب علم ہے ان ظالموں کا۔

تو جس کی طرف سے ان کی تمنا سب بند تھی اور یہ فرما دیتے تھے۔

قالوا قلوبنا غلف۔ (البقرہ ع ۱۱)
یہ کہتے ہیں کہ ہمارے قلوب محفوظ ہیں۔

یہودی اور نصاریٰ دونوں ہی مذہب کے مشرکوں میں بری طرح مبتلا تھے اور خدا کے ساتھ اپنا
محض رشتہ سمجھتے ہوئے تھے۔

وقلت الیہود والنصارى نحن ابناء الله واحبناؤه۔ (المائدہ ع ۳)
یہودی و نصاریٰ دونوں ہی کہتے ہیں کہ ہم خدا کے خاص فرزند اور اس کے محبوب ہیں۔
رسول اللہ کی شہادت میں یہ نہیں کہ انہیں کوئی عملی دھوکا ہو گیا ہو یا نہ ہو بلکہ انہیں کوئی
پیشہ سے رسول اللہ کی صداقت کا انکار کر رہے تھے۔

فلما جاءہم مکرہوا کفروا بہ فللہ علی الکفرین۔ (البقرہ ع ۱۱)
پھر جب ان کے پاس وہ چیز آچکی تھی جسے یہ پہچانتے ہیں تو یہ اس کا انکار
کر بیٹھے۔ سو اللہ کی بارہا ایسے منکر و سر پر۔

اور یہ محمد سلیمانؑ حتیٰ تک کہ نہ ضرر مفید کا لفظ قرآن مجید ہمارے دہان گونوں کے لیے
 نیا ہے اور خواہ آیت میں تو یہ صاف ہے کہ یہ لوگ جو ایمان نہیں لائے ہیں تو محض
 رشک و ستائن ہیں ہمارے اور خداوند بھی سوئی ہوئی ہے کہ یہ لوگ اس ذات کا مستحق صرف اٹھارہ
 امر نیکیوں کو سمجھتے تھے اور ان میں سے نہ کہ صدقہا کہ یہ نعمت ان کی قوم سے نکل کر کے ایک عرب
 یا عجمیٰ کو پہنچے گی۔ قرآن مجید نے محمد سلیمانؑ عند انفسہم کے علاوہ ان کی اس
 نفس و بہت کی بھی یاد دہانی کی ہے۔

ام یحسدون الناس علی ما اوتهم اللہ من فضله (النساء ۸)
 کیا یہ وہ لوگوں سے حسد کرتے رہتے ہیں جنہیں اللہ نے اپنے فیض سے نوازا ہے؟

یہ اپنی؟ ہائی کسوں میں کبھی تھیں کہ چکے تھے اور ان کی جسامتیں حتیٰ بہ کرمیں
 کاچی مرضی و صحت کے مطابق جو رہے ان خدائی جھوٹوں میں گھٹا بہادریتے قرآن
 مجید نے یہ زمانہ ایک بار نہیں دہرا کرنا کہ ہے۔ چہ نپا ایک بگداشتا ہے۔

وَقَدْ كَانُوا فَرِيقَ مِمَّنْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يَنْحَرِفُونَ مِنْ بَعْدِ مَا عَقِلُوا مِنْهُ يُفْتَنُونَ (البقرہ ۹۷)

اس میں ایسے لوگ بھی گزرے ہیں کہ جو کلامِ الہی کو سنتے تھے اور پھر اس کے کھینے کے بجائے اس میں تخریب کرا لیتے تھے اور وہ پھرتے بھی تھے۔

اور اسی کے چند سطروں بعد ارشاد ہوا ہے

وَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُمُونَ الْكِتَابَ بَايَعِهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لَشَرُّوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ وَيَوْمَئِذٍ لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ. (البقره ح ٩٠)

نہ تیرے سے صاف، جھٹک رہا ہے۔ یہودی نہیں خود چپے میں بھر لیجئے، باقوا اور ان کا
رہنا کیا ہو گشت مجھ کی ہے برتر کسی دینتہ وہی غلطی کی بنا پر تھا۔
اور اب کہلاؤ اور افسوس ہر روز کے سبھی میں ارشاد ہوتا ہے۔

ولتجدنهم أحرض الناس على حياة ومن الذين أشركوا
يؤاخذهم ليعترفوا فسدوا وما هو بمرححه من العذاب
ان يغفروا لله بصيغ بما تعملون. (البقرة ع ١١)

اور آپ نہیں۔ نہ تو کامیاب اور دیکھو سے باز نہ رہا یہاں کے مشرکوں سے
 بھی (جو نہ رہا) ان میں سے ہے ایک اس بھوک میں ہے کہ اس کی عمر ہزار سال
 کی ہو، یا لاکھ بیس ہزار (یعنی) عمر ہو جائے عذاب سے تو بچا سکتا نہیں اور اللہ
 — سب خوش ہو جائیں گے۔ ان سے شمل۔

میں سے زیادہ تفریح میں محضیت کی یہ سوچ کہ معاشرہ بیوقوفانہ دنیاوی مادی مشرکین تک سے
 دنیاوی مادی کھلی ورتا رہا نہیں۔ بلکہ قرن کی روشنی میں تو یہ صاف ظہور جاتا ہے کہ یہ جو
 نوجوانی گھر سے غصے، ہل ہلا، دواور تشاہیت سے مضطرب ہو کر۔

سَمَسُوا اشْتَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ أَنْ يَكْفُرُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ بَعْثًا لِيُذِلَّ اللَّهُ مِنْ فِصْلَةٍ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ قَبَائِدَ وَأَبْغَضَ إِلَى غَضَبِ (البقرة ١٦٤)

بری ہے وہ حالت جس میں ہر کردہ اپنی ہانوں کو چھڑانا چاہتے ہیں۔ یہی
نکار کرتے ہیں کہ جیچہ کا دواغہ نے ہمارے فرمان کی کھلی اس شخص پر کراہتہ اپنے
فصل سے جس بندہ پر چاہے اسے ماری فرما۔ سو یہ لوگ مستحق ہونگے
لعنہ والے غضب کے۔

يَحْزَنُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاصِعِهِ وَيَوْمَا حَطَّامًا ذَكَرُوا بِهِ وَلَا تَرَالٍ تَطْلَعُ عَلَى حَاضِرَةٍ مِنْهُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ. (المائدہ ع ۳)
یہ لوگ کلمہ کو اس کے موصوعوں سے دوسری طرف مٹا کر دیتے ہیں اور یہ لوگ جو
پھر ہمیں نصیحت کی کئی قسمیں اس کا ایک بڑا حصہ بن کر بیٹھے ہیں اور آپ کو سننے
انسان کی نہ کسی نہ کسی طرح ہوتی ہی رہتی ہے۔

جب ان میں سے حدود سے چند سے سنیں گے اس حقیقت تاریخی پر بھی روشنی پڑتی کہ
حضور کے زمانہ میں ہر اخلاقی طور پر بدیاختی یا مہم جوئی تھی اور ان کی غوائل پستی اپنی حد کو پہنچ
پہنچ گئی اور آپ کو اور ارشاد دعا تھو۔

يَحْزَنُونَ الْكَلِمَ مِنْ مَعْدُومِ مَوَاضِعِهِ يَقُولُونَ اَلَا أُوتِينَا هَذَا
فُخْضُوهُ وَاِنْ لَمْ تَنْتَوِيْهُ فَاَلْحَنُوْهُ. (المائدہ ع ۶)
یہ لوگ کلمہ کو بعد اس کے وہ اپنے موقع پر ہوتا ہے بد بیٹے ہیں اور دوسروں
سے کہتے ہیں کہ اگر تم کو یہ شعر ملے تو اس کو قبول کر لینا اور اگر تم کو یہ حکم ملے تو
اس سے احتیاط رکھو۔

جس قوم کی جہت یہاں تک بڑھ جائے کہ وہ اپنا آسانی سبب میں بدنامی خرید
تصرف کر دے۔ اس کے سبب اس سے اتر کر دنیا کی مہم جوئی کیا رہ جاتی
تین چنانچہ قرآن مجید نے ان معاصر یہود کی اخلاقی پستیوں کو بار بار کھول کر بیان کیا ہے
اس کے کئی حوالہ آپ پیسے سن گئے ہیں اب سمجھا رہے ہیں۔

وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحْزِنُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاصِعِهِ. (النساء ع ۷)

اور یہود میں سے ایسے بھی ہیں جو رسولؐ کی باتیں خوب سننے رہتے ہیں۔

اور بعد ان باتیں سننے کا چپکا بھی ہے کہ دوسروں میں ان متفقین مدینہ کی خاطر۔

بڑی ہی خرابی ہے ان لوگوں کے لیے جو لگتے ہیں کتاب کو اپنے ہاتھوں سے۔
پھر کہہ دیتے ہیں کہ یہ حد کی طرف سے ہے اور غرض یہ ہوتی ہے کہ اس درجہ
سے تھوڑے قدرے گھل دوسرے کریں۔ بڑی ہی خرابی آئے گی ان کو اس کی
جہت جس کو ان کے ہاتھوں نے کھانچا اور بڑی خرابی ہوگی ان کو اس کے
پر اہل حق سے دور ہوں کیا کرتے تھے۔

اور یہاں سے یہ بھی صاف ہو گیا کہ اس تحریف سے قصود تھا کہ رسولؐ دنیا ہی ہوتا۔
اسی دنیا کی کوئی مصیبت و منفعت ایک اور شخص ان کی ہی جہت دنیوی غرض کے لیے
بیان کا خط ہو۔

وَاِنْ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلْوَنَ السُّنَنَ بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتَابِ
وَمَعُوْهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَقُولُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَعُوْهُ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ
وَيَقُولُوْنَ عَلٰى اللّٰهِ الْكِتَابُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ. (آل عمران ع ۸)
اور ان میں سے ایک گروہ ایسے بھی ہیں جو کتب کرتے ہیں اپنی زبانوں کو کتاب
(کے پڑنے) میں تاکہ تم لوگ اس کو کتاب کا بڑا سمجھو۔ حالانکہ وہ کتاب کا
جزا نہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ حد کے پاس سے ہے حالانکہ وہ خدا کے پاس سے
نہیں ہے اور وہ لہر چھوٹا نہ دھتے ہیں اور انھیں اسے چاہتے بھی ہیں۔
ان کے اس تصرف کو تحریف کا ذکر یہاں مل رہا ہے۔

وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحْزِنُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاصِعِهِ. (النساء ع ۷)
یہود میں سے ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو کلمہ کو اس کے موصوعوں سے دوسری طرف
مٹا کر دیتے ہیں۔

اور پھر اس فرد جرم کی تائید دیگر لوگوں کے طور پر ایک جگہ اور

سَمْعُونَ لِلْكَذِبِ أَكْالُونَ لِمَحْتِ (ایضاً)

خوب سمجھئے اے میں جو مٹی توں کے اور بڑے کھانے والے ہیں حرام ہے۔

قرآن مجید نے بے شک ان کے سچے غم لگا دیے کہ باوجود ان کی ایمان قلم میں سے ان کا ایمان سے خارج نہ تھا۔

وَإِنَّ أَكْثَرَكُمْ مُعَاسِقُونَ۔ (المائدہ ع ۹)

اور بے شک تم میں سے اکثر نافرمان ہی ہیں۔

اور محبت کے ثمر و ثروت وغیرہ سے ہی قسمیں حرام کی آگیں اور بھڑائی یہ حق میں چند سطر میں لگے چل کر ارشاد اور زیادہ صراحت و علوم کے ساتھ تھا ہے۔

وَنَرَى كَثِيرًا مِنْهُمْ يَسْلُحُونَ بِالسَّيِّئَةِ فِي الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَالْكَلِمِ

التَّحْتِ لِبُئْسَ مَلَكَانِ يَعْمَلُونَ۔ (المائدہ ع ۱۹)

اور آپ ن میں سے بہتوں کو دیکھتے ہیں جو دوڑ دوڑ کر مصیبت اور سرکشی اور حرم مخدوری پر گرتے ہیں۔ واقعی بہت بڑے ہیں ان کے یہ کلمات۔

نعموم کے اندر سب ہی کچھ لگے اور سب کچھ ادا کر کے ایک اور پردہ اٹھاتا ہے۔

لَوْلَا يَنْهَاهُمُ الرَّسُولُ وَلَا جَبَلٌ عَنْ قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَالْكَلِمِ

التَّحْتِ لِبُئْسَ مَلَكَانِ يَعْمَلُونَ۔ (المائدہ ع ۱۹)

آخراں کو ان کے مشائخ و علم و گناہ کی بات کہنے سے اور حرام مال کھانے سے

کیوں نہیں روکتے؟ واقعی بہت برا ایمان کا یہ کردار۔

اور یہ ایک برا سچے اصغر کو کہتے ہیں یہ تو خود ہی اس جہاں میں جہاں اور ان کی کشتی میں سوار

تھے چند سطر میں اور آگے بڑھ کر یہود و نصاریٰ دونوں کو مل کر عام اہل کتاب کے حق میں

ارشاد دیتا ہے۔

وَكَثِيرًا مِنْهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ۔ (المائدہ ع ۱۹)

ان میں سے بہتوں سے برا: سے کی ہیں۔

اور پھر ان عام میں آپ کے ترمو معنیٰ ہیں۔ یہ یہ ثابت ثابت و صادق ہے۔

وَلَيْسَ يَدِينُ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا

وَأَسَاسًا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ۔ (المائدہ ع ۱۰)

اور جو کچھ آپ پر آپ کے پروردگار کی طرف سے نازل کیا جا رہا ہے وہ ضرور

ان میں سے بہتوں کی سرکشی و کفر پر عائد ہے تو آپ ن ہزاروں پر غم نہ

نیا کیجئے۔

اس آخری فقرہ سے ضمن میں یہ بھی ظاہر کیا کہ حضور ﷺ غایت شفقت سے ان منکروں

سرکشوں اور سعادوں کی خاطر بھی غصہ نہیں رکھتے تھے۔

یہود و نصاریٰ اصفا دونوں قومیں موصوفہ تھیں۔ بلکہ یہود میں تو آثار تو عید و ہفتا ہوں اور

بہت عرصہ تک قائم رہے تھے۔ پھر ان کی یہ لوگ مشرک قومیں خصوصاً یونانیوں اور رومیوں

سے اثرات سے زیادہ متاثر ہو چکے تھے اور باطنی فلسفہ کی راہ سے یہ ہوا مشرک ان کے

مقصدوں میں انجیل مرقع گھر کر چکا تھا۔ چنانچہ خود حضور ﷺ خود مدینا کر ان قوموں کو دوس

مخاطب کیا گیا ہے۔

فَلْيَاْمَلِ الْكِتَابَ لَا تَعْلُوا فِي دِينِكُمْ عِبْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا

أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ

الطَّبِيلِ۔ (المائدہ ع ۱۰)

آپ فرمادیجئے کہ اے اہل کتاب تم اپنے دین میں حلق کا غلو مت کرو اور ان

دولت کے ضیاع پر مت سوچو جو پہلے خود بھی گمراہی میں پڑ چکے ہیں اور وہ

بعض دھڑات میں یہ اس وجہ سے گزر گئے تھے کہ معاشرہ کے عام ادب و تہذیب کی کمی پر وہ انہیں روک رکھی تھی اور جب آپ کی کھل میں ضرورت تھی تو ہر قسم کی سہولت ہے مختلف زبان پر لے آتے قرآن مجید نے اس خاص جزئیہ کی بھی نشان دہی ہر ہی طرح کی کردی۔

ويقولون سمعنا وعصينا وأسمع غير سمع وراعنا ليا
بإسنتهم وطعنا في الدين ولو أنهم تلقوا سمعا واطعنا
واسمع وانظرنا لكان خيرا لهم.

اور یہ لوگ مسکینا و عسکینا اور امیغ غیر مسکین کہتے ہیں اپنی زبانوں کو ہر ڈگر اور
 • میں میں وطن کی راہ سے دوران کے حق میں بہتر ہوتا اگر یہ مسکینا و عسکینا کہتے
 ہوں (صرف) انہیں اور نظر نہ۔

اور جس میں بعض ایسے "شریف خلعت" بھی تھے جو انہیں میں بھی اور مشرکوں سے بھی یہ سازش کرتے رہنے کے چھوٹ کے وقت بھی تمام مسلمانوں کے ہم زبان ہو کر سہارا کا اثر کر لیا کر دو اور پھر اس کے بعد انکار کر دیا کہ وہ اس سے مسلمان یہ کچھ نہیں کہیں گے کہ "خو کو تو خروانی اس دین میں ایسی ہے کہ لوگ قبول کرتے ہیں اور پھر بعد خود دجال اس کو ترک کر دیتے ہیں اور جب انہیں اس طرح سے دل اور بدگمان ہو کر خود بھی چھر جائیں۔

وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنُوا بِالَّذِي أُنزِلَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَهُمْ أَهْلُ الْفِتْنَةِ وَلَكَفَرُوا لَهُمْ لَظْفَرٌ عِزٌّ (آل عمران ٨٤)

دورانی کتاب میں سے ایک گروہ نے کہا کہ ایمان لے آؤ شروع میں اس کتاب پر جو مصلحتوں پر تازی ہوئی ہے اور انکار کر چکے ہو آخرون میں عجب نہیں کہ دو جگہ پھر جائے۔

وہ راستے سے بہت دور چلے گئے۔

یہ آیت باتوں میں خود بخود اظہار کیا اور اللہ نے جو حدود قائم کی ہیں ان سے خود کو تجاوز نہیں کرتا۔ لیکن اس کے ساتھ یہ چاہتا ہے کہ اگر یہ حدود کھلم کھلی اڑیں تو اس نے یہ بغاوت اور عدم شریک کا بدلہ دینا، مشرکان کا عقیدہ ہے کہ وہ مرنے کے بعد اپنے والدی قوموں ہی سے لے لیتے تھے۔ یہود نے یہ آیت نہ ٹھہر کر ۱۶ آیتوں نے یہود کو ترسایا کہ اگر تو ان سے اس وقت سے کہ تو اللہ کے گواہوں کے غلبہ میں داخل ہو چکا تھی۔ جیسا کہ ارشاد ہو۔

وترى كثيراً منهم يقولون الذين كُفروا. (المائدة ١١٤)

”آپ نہ میں سے، بہتوں کو دیکھیں گے کہ کافروں سے اپنی کر رہے ہیں۔“

۱۰۱۰ء سماء سے کدو چھ غلش بڑھائی تھی کہ نیر مشرکوں کو ترجیح دینے لگے تھے۔

الم تر إلى الذين أوتوا نصيبًا من الكتاب يؤمنون بالحديث والصعوت ويقولون للذين كفروا هؤلاء أهدى من الذين آمنوا سبيلاً. (النساء ٨٤)

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں تہب کا حصہ ملا ہے وہ بت اور شیطان کا مان رہے ہیں اور کافروں کی بہت کتبے ہیں کہ مسلمانوں سے زیادہ صحیح راستہ بتو چکی لوگ ہیں۔

یہودیوں کو دلت اسلام اور مسلمانوں سے اس درجہ بڑھ چکی تھی کہ قرآن مجید کو خرافات ماننے لگے۔ نہ ان کو اسلام دشمنی کے لڑے تھے تو مشرکین عرب اور یہودی ایک سلسلہ پر ہیں۔

وَلَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى (المائدة ٨١)

”پچ میں گئے کہ مسلمانوں سے دشمنی رکھنے میں تمام لوگوں سے بڑھ کر یہودی اور مشرکین ہی ہیں۔“

ان کے رشتہ و اس کے سلسلہ میں جو فیصلہ امرا کی ہونے کی حیثیت سے ایک عمومی کے مرتبہ ثبوت پر حق نہیں کوئی عیب کر کے یوں ارشاد ہوا ہے۔

ان یوتی احدٌ مثل ما اوتینتم اویحاجوکم عدد ربکم قل ان الفصل بیداللہ یؤتیہ من یشاء والله واسعٌ علیہ یختص برحمته من یشاء۔ (آل عمران ع ۸۶)
یہ باتیں تم کی ہے کہ ہے ہو کہ کسی اور کو بھی ایسی چیزیں دی جی جی تم کوئی فیصلہ یا وہ تم پر غالب آجائے گا۔ (اسی کتاب سے پروردگار کے سامنے) (اسی کتاب سے حجت پکڑ کر) در اللہ بڑی وسعت والا (جس کا فضل کسی ایک نسل سے ساتھ نہ دو نہیں) اور بڑا علم والا ہے (ہر قسم کی صلاحیتوں سے واقف) اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

معصراں کتاب کو یہ صاف صاف بتا دیا گیا کہ یہ نئے رسول جو سلسلہ انبیاء میں ایک بڑے سے وفد کے بعد بھیجے ہو رہے ہیں تو ان کی ہیئت سے ایک غرض یہ بھی ہے کہ معاصر اس کتاب پر حجت قائم ہو جائے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

یا اهل الکتاب قد جاءکم رسولنا بنبی لکم علی مقررۃ من الرسل ان تقولوا ما جاءنا من بشیر ولا نذیر فقد جاءکم بشیر و نذیر۔ (المائدہ ع ۳)
اے اہل کتاب تمہارے پاس یہ رسول آپہنچے جو تم کو صاف صاف بتاتے ہیں۔ یہ وقت میں کہ رسولوں کا سلسلہ موقوف تھا کہ کہیں تم یہ کہتے تلو کہ ہمارے پاس کوئی بشر اور نذر نہیں آئے سوا تمہارے پاس تو بشر و نذر آچکا۔
اور پھر یہ اس لیے بھی آئے ہیں کہ تم جو اپنی طرف سے اپنی آسمانی کتاب میں

کمزوریت کرتے رہے ہو وہ پوری سب پر غماز کر دیں اور یہ کہ ان کی حدت و حقانیت قطعی و مسلم ہے۔

یا اهل الکتاب قد جاءکم رسولنا بنبی لکم کثیرا منا کتبتم تخفون من الکتاب ویعفون عن کثیر قد جاءکم من اللہ سور و کتاب نبی۔ (المائدہ ع ۲)
اے اہل کتاب ہمارے یہ رسول تمہارے پاس آپہنچے ہیں۔ کتاب میں سے جو جو تم چاہتے رہے ہوں گا بہت سارے تم سے کھول کر بیان کر دیتے ہیں اور بہت سے امور کو گذشتہ کر دیتے ہیں بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک روشنی آئی اور ایک واضح کتاب۔
اور تم انہوں سے تو قرآن مجید نے ایک بار رسول اللہ ﷺ کو مہذب کا ان بھی دے دیے ہیں حقیقت مسیح کے موعود کے بعد ارشاد ہوا ہے۔

فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءکم من العلم فقل تعالوا ندع اعداءنا وابعداءکم واعداءنا واعداءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبینل فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین۔ (آل عمران ع ۶)
پھر جو کوئی آپ سے اس معاملہ میں حجت کرے بعد اس کے کہ آپ کو علم صحیح پہنچ چکا ہے تو آپ کہہ دیجیے اچھا تو ہم اپنے بیٹوں کو بھی دلائل اور تمہارے بیٹوں کو بھی اور اپنی عورتوں کو بھی اور تمہاری عورتوں کو بھی اور اپنے آپ کو بھی اور تمہارے بیٹوں کو بھی پھر ہم خوشی سے دعا کریں اور تمہارے بیٹوں کو بھی اللہ کی لعنت بھیجیں۔
تاریخ میں آتا ہے کہ یہ وفد بن کر آئے پادریوں کا تھا جو مذہب میں مدینہ میں حاضر نہ مت ہو تھا۔ ان سے ایک معاہدہ صلح ہو گیا اور مہلہ کی بہت سی چیزیں لے گئی۔

ليصوا سوءاً من اهل الكتاب ائمة قائمة يقتلون آيات الله انا.

الليل وهم يمسجون۔ (آل عمران ع ۱۶)

یہ سب یکساں تھیں۔ جس میں کتاب میں آیت پرعت وہ بھی ہے جو امت میں پر

کام ہے یا نہ کی تیس وقت شب میں پڑھتے ہیں اور نماز بھی پڑھتے ہیں۔

درجے یہ لوگ تو آخر کار میں سام میں شامل ہو گئے تھے۔ لیکن جولوگ بدستور پڑھتے

یہ بدستور پڑھتے تھے۔ ان میں دو تیس روایت داری کے ساتھ ہے جسے۔

ومن اهل الكتاب من ان تامله بقطعة يؤذ اليك ومنهم ان

تامله مدينياً لا يؤذ اليك الا ما نعت عليه قائماً ذلك بلقهم

قلوا ليس علينا في الاثمين سبيل ويقولون على الله الكذب

وهم يعلمون۔ (آل عمران ع ۸)

اور اہل کتاب میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ اگر تم ان کے پاس دھڑوں مال

بھی لمانا دیکھو تو وہ (بھی) تجھے ادا کر دیں اور انہیں میں سے ایسے بھی ہیں

کہ اگر تم ان کے پاس ایک دینہ دیکھو دیکھو تو وہ بھی تم کو ادا کر دیں

تا ان کے حق میں تم کو کچھ نہ ہو اور یہ اس لیے کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم پر

غیر اہل کتاب کے باب میں کوئی اور حد نہیں ہے یہ لوگ اللہ پر جھوٹ دیکھ

رہے اور اسے جانتے بھی ہیں۔

یہ تھا کہ کدکاست حال ان یہود اور کل اہل کتاب کا جن سے آنحضرت ﷺ کو براہ

راست سنا تھا۔ یہ تفصیل سے مذکور ہو گیا کہ ان میں کتنی کم حدیث قبول حق کی رہتی تھی

تھی اور ان کے مذہب میں کتنے کم پیسے رکھے تھے جن سے کسی قدر ترقی اصلاح کی کام

کی جاسکتی تھی۔

یہ نشیت تھی۔ اس وقت کے مفسرین خصوصاً ان کے روحانی پیشواؤں کا وہ یہ اسلام

اور شریعت سے متعلق بڑا اچھا اور دلچسپ موضوع لکھے ہوئے تھا۔ چنانچہ ارشاد

ہوتا ہے۔

ولتحدن اقرابهم مؤنة للذين امنوا الذين قلوا انا نصارى ذلك

سان منهم قسبيس ورهبا وانهم لا يستكبرون ولنا سمعوا

ما نزل الي الرسول تری اعينهم تفيض من الذم معنا عروا من

الحق يقولون وتنا ائمة فلكتبنا مع الشاهدين (المائدة ع ۱۱)

مسلمانوں کے ساتھ وہ بھی رکھتے ہیں سب سے زیادہ قرآن ان لوگوں کو پائیے

کا جو پڑھنے کو خدا کی کہتے ہیں یہ اس سب سے کہ ان میں (بہت سے) عالم

اور بہت سے تارک دنیا درویش ہیں اور اس سب سے کہ یہ لوگ مکر نہیں ہیں،

اور جب وہ اس کام کو سنتے ہیں جو رسول پر نازل کیا گیا ہے تو آپ ان کی

مکلفوں سے آنسو بہتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ اس لیے کہ انہیں نے حق کو پہچان

یا اور یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لائے تھے تو ہم کو بھی

تقدیر کرنے والوں کے ساتھ رکھ لیجئے۔

اور ظاہر ہے کہ یہ سچے مفسرانی بعد اسلام میں داخل ہو گئے تھے۔ معاصر اہل کتاب کے

ان روائے کے بیان سے یہ نتیجہ نکالنا صحیح نہ ہوگا کہ جتنے تھے سب کے سب ایسے ہی تھے

قرن ہجری کی شہادت ہے کہ بعض ان میں سے اہل حق تھے اور اہل حق پر قائم۔

منهم ائمة متقصد۔ (المائدة ع ۹)

ان میں سے ایک جماعت مہارہ راست پر چلنے والی بھی ہے۔

اور ایک اور جگہ مذکور ہے کہ یہ فرمایا گیا

مناقب

قرآن کی ہر سورت میں کثرت سے ذکر شریعت کا ہے، جو جو یہ سلام کے پیچھے اور پیچھے کے کھلے ہوئے منکر تھے، نہ کہ میں قرآن کے ہر دست کا طب تھے۔ مدنی سورت میں اس کے ہر کس نے ہر سو صدی کے ساتھ ساتھ ہر سو سے زیادہ کثرت سے اپنے جلد کے لوگوں کا ہے جو اس دست کا کھلا ہوا منکر تھا بلکہ ہر سو صدی کے بعد، عیسائی، ہندی، افریقہ، چلی، کانگہ، سق۔ اپنے آپ کو شامی مرد و مہاشین میں آنا ہوتا تھا۔ لیکن حکماء شریعتین یہودی کے مکتب اور یورپ و روس میں سرور و شامی اور شامی اس کے خلاف کرتے رہتا تھا۔ قرآن کی اصطلاح میں یہ وہ منقش کھلتے ہیں جو قرآن ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حد کے منقشین کے چاہتوں میں سے ایک مستقل طبقہ ان لوگوں کا تھا۔

قرآن مجید نے اکثر تو نہیں بہت راست منقشیں ہی کہہ کر دیں ہیں مگر معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ان مرد و عورتوں میں بھی خاصی قدر میں شامی تھیں اس لیے کہ قرآن مجید نے منقشات کا لفظ لا کر ان کی ترمیم بھی کہے مگر ہر وقت پر توئی ہی ہے، اور انہیں کہیں بجائے اس لیے کہ یہ منقشیں منقش ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ ہر وقت انہیں اس جلد سے ہے اللہ تعالیٰ ہر قسم ہر شامی مایا ہے، یعنی وہ لوگ جن سے انہوں کے اندر روٹ ہے۔ اسی طرح کل ہر اس جلد کا ذکر قرآن مجید کے مدنی حد میں خاصی کثرت سے ہے گا۔

ان سے انکار کا شمار نہایت ہے کہ قرآن مجید کے آغاز سے ہوا ہے۔ سورۃ البقرہ کا سورہ ہی رون ہے، کہ پیچھے لوگوں میں مہم اور منکروں دونوں کے نہ کرنے کے بعد معنی یہ جاب سامنے آتا ہے۔

شامی صحافت کے علمبردار
آپ سیرت کے ہدیہ اعلیٰ
جناب مولانا محمود الحسنی مدنی
اور ان کی پوری ادارتی مہم کو
ولادت رسول ﷺ کے مبارک دن کی
مناسبت سے خوب صورت اور شاندار



شائع کرنے پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے

مبارکباد

بازار



امیر محمد معاویہ امیر مجلس تحفظ اسلام پاکستان شیخوپورہ

نمائندہ آب حیات شیخوپورہ 0304-4105749

ومن الناس من يقول امنا بالله وباليوم الآخر وما هم بمؤمنين. (البقرہ ع ٢٩)

آجہو! ایسے بھی ہیں جو زبان سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ اور روز جزا پر حالانکہ وہ ابھی صاحب ایمان نہیں۔

ان کے قلب میں ایمان کا ذرا بھی گزرتھا ان کا کاروبار تمام تر دُورداشت و دھوکے بازی اور فریب و دلی کا تھا۔

يُحَدِّثُونَ اللَّهَ وَالتَّحِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يُخَدِّعُوْنَ اِلَّا اَنْفُسُهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ (البقرہ ع ٢٤)

یہ دھوکا دے رہے ہیں (اپنے خیال میں) اللہ کو اور ایمان والوں کو حالانکہ کوئی بھی ان سے دھوکا نہیں کھا رہا ہے۔ وہ ان کے اپنے نفس کے اور یہ اس کا بھی اور اسے ٹھیک نہ رکھتے۔

ان سے قلب کے اندر حسد و خناق کا مرض تھا۔ اسلام کی ترقی و کچھ دیکھا انہیں اور چھپا ہوتی تھی اس مرض کی علامت اور بھڑکتی رہتی تھی۔ انہیں تکذیب رسول اکے علاوہ اس خناق کی خصوصیت ہی کی خبر دے سکتی تھی۔

فِي قُلُوْبِهِمْ تَرُفُّسٌ مِّنْ رَّدَاهُمْ اِلَى اللّٰهِ مَرْضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَلَمُوْا يَكْذِبُوْنَ. (ایضاً)

ان کی اس منافقانہ زندگی کا قدرتی نتیجہ یہ تھا کہ اللہ کی زمین پر بگاڑ پھیلے اور جب انہیں ان کے اس رویہ پر حسرت لگنے لگی تھی تو اگلے ہی کی ترویج و تکذیب کرتے اور اپنے کو پاک و صاف دکھا کر کہتے۔

وَاِنَّا قَبِلْ لِهَمْ لِاتَّقِصْدُوا فِى الْاَرْضِ قُلُوْبُ اِنَّمَا مَحْنُ مَصْلُحُوْنَ اِلَا اَنَّهُمْ هُمُ الْمَفْسُدُوْنَ وَلٰكِنْ لَا يَشْعُرُوْنَ (البقرہ ع ٢٤)

اور جب ان سے کہہ جا تا ہے کہ زمین کا زمست پھیرا تو کہتے ہیں وادیم ور بناو پھر اُن کے والے ہیں۔ خوب سن لو کہ مفسد کی لوگ ہیں اور یہ اس کی بھی خوب خبر رکھتے۔

پھر آگے لے آئے اس دور نے جن کا ذکر ہے کہ جب مسلمانوں سے جتن ہیں تو ان کی دین میں ہر مانے کئے ہیں اور جب شیطان صفت معاہدہ ہیں اسلام کے ساتھ ٹپکتے ہیں تو ان ہی تنہا کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو مسلمانوں کو بڑا رہے تھے۔ قرآن ان کے جواب میں جتا ہے کہ یہ بیکارے کی تو کیا بنا میں گئے۔ نئے خود ہی بن رہے ہیں اور بچے حسیان و طفیان کے والدین میں اور چھپتے ہی جا رہے ہیں اور ان کو جب عام مسلمان کی طرح قبول اسلام کی دعوت دی جاتی ہے تو ان کو ترک اور ترکہ کہلاتے ہیں۔ کیا ہم بھی ان لوگوں کی طرح دیکھ سہ دوں ہیں اس کے بعد قرآن نے ان کی تہمت مریوں اور کج رویوں کی دو دو چھتیس تفصیل سے بیان کی ہیں اور ان کے انجما اختیار ہونے کے بجائے ان نے انجام پیر ہوئے کی خبر دی ہے۔

ان کی ایک عادت یہ تھی کہ بے تحاشہ گلے کھراؤ نکال کر بک جاتے تھے اور جب گرفت ہوتی تو صبر نہ کرتے۔ جہاں تک ان کے بعد خود و حکام ہی اسلام سے لگی نکل جاتے۔

يَحْلَعُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَتُّوْا بِمَالِهِمْ يَنْفَلُوْا. (التوبة ع ١٠)

یہ قسمیں کھا جاتے ہیں کہ ہم نے فلاں بات نہیں کی تھی۔ حالانکہ انہوں نے جتنا کفر کی بات کی تھی اور اپنے اسلام کے بعد کافر ہو گئے اور انہوں نے ایسی بات کا ادا کیا تھا جو ان کے دھوکہ نگاری۔

اس آخری نکتہ سے معطوف ہوتا ہے کہ کوئی خاص مقصد ان لوگوں کے پیش نظر تھا۔ جو حاصل نہ ہو سکا اور چونکہ آیت ایک غزوہ کے سیاق میں ہے اس لیے عجب نہیں کہ ان آیتیں

ہی جنت سے دور رکھے اور نہ ہی سے

ان میں سے جو ایک جگہ جہاں ایک جہت کی ہے وہاں بھی منافقوں کا عطف کافروں کی ہے۔
ولا تلحق الذکرین والمنافقین ودع اداہم۔ (الاحزاب ع ۹)
اور پیغمبر کافروں اور منافقوں کا کھانا نہ کھئے، اور ان کی طرف سے جو اذیت پہنچائے یا اللہ نہ چکے۔

ودع اداہم کا تعلق جہت کافروں سے ہے اتنا ہی منافقوں سے بھی ہے گویا یہ صاف فرمایا۔ یعنی اذیت آپ کو منافقین یعنی نام کے مسلمانوں کی طرف سے پہنچتی رہتی تھی وہ اس سے بچ کر نہ کھتی جو کھتے ہوئے مشرکوں کی طرف سے پہنچتی رہتی تھی۔
ایک جگہ کہ ہے کہ اللہ کے ساتھ ہر گمانی رکھنے کی سزا ان کو اور ان کو دونوں کو ملے گی وہاں بھی منافقوں کو مشرکوں کے ساتھ عطف کر کے بیان کیا ہے۔

وعدت المنافقین والمنفقت والمشرکین والمشرکات الطائفتین
بِاللّٰہِ ظَنُّ الْمَوْتِ (الفتح ع ۸)

جا کہ اللہ عذاب دے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو جو اللہ کے ساتھ ہرے ہرے گمان رکھتے ہیں۔

اور قرآن میں بھی الفاظ ایک جگہ اور دہرائے ہوئے ملتے ہیں۔

یَعِدُّ لَہِ الْمُنَافِقِیْنَ وَالْمُنَفِقَاتِ وَالْمُشْرِکِیْنَ وَالْمُشْرِکَاتِ۔ (الاحزاب ع ۹)
انہما یہ ہوا کہ اللہ عذاب دے گا منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو۔

ان منافقین کا پہلی جرم تو ان کا یہی نفاق تھا۔ یعنی ان میں کچھ زبان پر کھادول سے خاص اصرار نہ رہا نہ کچھ بظاہر قرآن مجید سے ان کی کفر و جرم میں نمبر اول پر اس کو کہا ہے۔

یَقُولُونَ بِاللَّسْتُمْ فَلَیْسَ فِی قُلُوبِہِمْ۔ (الفتح ع ۲)

ان کی منافقت نہ کاروا میں کا کہ کلمہ جنگ و فزوات کے سلسلہ میں یہ ہے (جیسا کہ سورۃ التوبہ میں مخصوص ہے) اس سے اتنا تو بہر حال ظاہر ہوتا ہے کہ فتنہ میں بدعتی پھیلنا فتنہ کے اندر خدشات و تعاقب پیدا کر دینا، لیکن وقت پر تھک کر رکھ دینا، دشمن سے باز نہ رہنا، اسے اپنے سے ہاروں پر مطلع کرنا، اور اس قبیل کے وہ جرائم جو فتنی قانون و رمیز ان جنگ کے ساتھ مخصوص ہیں ان کے سرخپ تو یہ ضرور ہی ہوتے ہوں گے لیکن قرآن مجید سے ان پر فوج و جرم جو لڑائی کے بعد وہ اس سے فارغ و صحت و عیون رکھتی ہے اور یہاں یہ ہوتا ہے کہ ان کا پھیلا ہوا ہوا لگا لگا زہریلی اجتماعی نیک مصلحت ہو چکا تھا۔

المُصَافِقُونَ وَالْمُنَفَقَاتُ مَعْشَرٌ مِّنْ بَعْضٍ یَّمْشُرُونَ بِالْمُنْكَرِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ وَیَقْبِضُونَ أَيْدِیَہِمْ۔

یہ منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک سے ہیں تعلیم دیتے ہیں بری باتوں کی اور ہار رکھتے ہیں، اچھی باتوں سے اور اپنے باتوں کو بند رکھتے ہیں۔

یقبضون ایدیہم سے صاف اشارہ ان کی ترویج نیک کی طرف رکھتا ہے جہاں سے کلمہ پھر کرنا و خام پر افق نہ پھر کرنا کی توجیہ جو لگتا تھا وہی قرآن نے ظہر کر دیا ہے۔

مَسْأَلَةُ فَسْہِہِمْ اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (النوبة ع ۸)

یہ لفظ کو کھلا بیٹھتا تو لگتا ہے بھی نہیں بھلاؤ۔ فاسق لوگ یہی منافق ہی تھے۔

اس صورت حال کا ایک قدرتی نتیجہ یہ بھی نکلا کہ اس طبقہ کا ذکر بار بار کافروں اور مشرکوں کی عطف اور کراہت سے اور ان کے انہماک مشرکوں کی لگائی گیا ہے۔ مثلاً۔

وَعَدَالِہِ الْمُنَافِقِیْنَ وَالْمُنَفَقَاتِ وَالْکَافِرُونَ اَجْہَنَّمْ خَالِدِیْنَ فِیْہَا

ہی حسبہم ولعنہم اللہ ولہم عذاب مّقیم۔ (النوبة ع ۸)

اللہ نے لعنت کر رکھا ہے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں سے جو عذاب کی آگ کا جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے وہی ان کے لیے کافی ہے اور اللہ ان کو

انہی دنوں سے وہاں تک پہنچے ہیں جہاں کے دلوں میں بالکل شک ہے۔
لیکن یہ نہیں اور عقائدی جرم سے عداوت کے عمل اور اجتماعی جرائم بھی کچھ کم قابل
مہمہ و تہمت نہ تھے۔ مدینہ میں رہ کر عیوب و پاکدامن مسلمان پشتوگان شہر کی ہر خواہی
اور شہر میں سٹے رہتے ان پر قتل کی مصلحت میں سرورینک چارہ رکھتے یعنی شہر میں
بہشت تھے، فوجیں بچھا دیتے رہتے۔ ان لوگوں کا مستقل شہر نہ تھا نہ ان کے بعد اس
پر قتل نہ کا کر کے ان کے لیے ہذا میں بھی ایسی ہی لاہور ہٹ انگیز تھوڑ کر دی ہیں۔

لَيْسَ لَمْ يَنْفُتِ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ
فِي الْحَدِيثِ لِتُعْرِضَكَ لَهُمْ تَلَّ بِجَاوِرُونَكَ فِيهَا أَلَا قَلِيلًا
فَلَعَلَّيْهِمْ يَسْمَعُونَ وَاحْذَرُوا وَقَتْلُوا تَقْتِيلًا (الاحزاب ع ۸)
ترجمہ: یہ منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے اور مدینہ
میں نہیں اڑاتے رچے پڑے تو ہم آپ کو ان پر ضرور مسلط کر دیں گے۔ پھر
یہ لوگ شہر میں آپ کے پاس روہی نہ پائیں گے مگر ہاں بہت سی کم اور وہ بھی
خفتہ روہی جہاں میں مل گئے ہیں ان کو مار دے تو بے اثر ہو جائے۔

نہی افلاقی پید کی اور وہی زندگی کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ آخرت میں ان کا انجام
سب سے برتر قرار دیا کہ یہ تو جو اسلام سے انکار و مسلک کفر و شرک پر مجبور اور اس پر
مصدق رہے وہ کفر کا ہم کو مسلمہ و مسلح ہیں اور شاد ہوا ہے۔

اِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الذِّكْرِ الْاَوْسَلُ مِنَ الْكُفْرِ وَلَنْ تُجَدَّ لَهُمْ
نَجِيۡدًا (النساء ع ۶۱)

سب شک من فقیین و درجہ کے سب سے بڑے طبقہ میں ہوں گے اور ہرگز ان
کا کوئی مددگار نہ پائے گا۔

نہ کے جرائم کی پاداش میں ان کا انجام بخیر نہ ہوگا۔ اگر دنیا میں بھی ان کے ساتھ

معاذ حق! یہاں ہے اور اس میں کافروں کی صف میں رکھ کر جہنم کو ان کے خلاف بھی
”جہنم“ کا ہوا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفْرَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاجْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَا أَهَمُّ
هُمْ وَبَلِّغْ الصِّدْقَ (التحریم ع ۶)

اے نبی جہاد کافروں اور منافقوں سے کیجئے اور نہ ہی تم کیجئے ان کا کھانا
اور نہ ہی وہ روہی نہ پائیں۔

یہ آیت ابھی سارہ تجزیہ کی تھی اور تھوڑی سی آیت سورۃ الاحزاب رکوع ۸ میں بھی
اور بھی ہے۔ ”ایسے یہ نہیں کہ یہاں لفظ جہاد اپنے لغوی معنی میں یعنی سخت کوشش
کے معنی میں ہوتا ہے جہاد تقبی میں نہیں جہاد ہمدی اصطلاح ہے اور قرآن
مجید میں اس سے لیے لفظ قتال ہے اور لفظ جہاد میں حضور ﷺ کے لیے پوری کھینچ پڑی
کہ آپ اپنے اجتہاد کی رو سے جہاد من سب سمجھیں جہاد میں کافروں اور منافقوں کے
سرخوان کی وراثت کے سبب حال نہ تھیں۔

تھیں کھانا ہوا کفر و شرک تھا اس مرض خالق کا مقابلہ تو سخت تر کھانا ہی میں
”جہاد“ آخر میں تقبی میں ”ترسے اور نہ ہو جا کا اور نہ ہی نہ جہاد بھی تھا۔ جو حضور
کی فکر سے حضور کے کمال فراموشی و اتائی سے وجود ہے کوئی دیکھنے میں کا سیاب ہو گیا تھا۔
قرآن مجید نے صراحت کر دی ہے۔

وَمَنْ لَّعَلَّ الْمُنَافِقِينَ يَرْجِعُوا عَلَى الْفُتْلِ لَا تَعْلَمُهُمْ بَحْنُ عَظِيمٍ (التوبة ع ۱۳)

اور مدینہ والوں میں سے منافق کی حد کمال پر پہنچے ہوئے تھے، آپ ان کو نہیں
جانتے سب ان کو جانتے تھے۔

اور اس کے بعد جہاد کے انجام بخیر و خیر و خیر کے بھی خبر دے دی گئی۔
مستعد بہم مزین شہر یرون الی عذاب عظیم (التوبة ع ۱۳)

کام کریں گے۔ مگر جب حد تک نہ کوئے فضل سے عطا کر دے تو گھرواس
 میں نقل کرنے اور روڑوں کی کرنے اور وہی ہات سے پھر جانے والے
 حد تک نہ کی۔ اس میں نہ انوں میں لفظ یہ کہ دیا۔ جو اللہ سے یہاں
 جانے کے دن تک ان میں دے گا۔ اس لیے کہ انوں نے اللہ سے وعدہ
 خلائی کی اور اس لیے کہ موت دے رہے تھے۔
 انیس پڑھنا زانی چلائی کہ روز رازی سے قہار بکھتے تھے۔ نہ کے راز چپے کے چپے
 چ میں گئے۔ قرآن مجید نے ہار ہارن کے اس دھم پائل کو توڑا ہے اور انکے اور لڑا ہے کہ
 نہ کا بچہ خدا سے اللہ ہار دے رہا ہے۔

لَمْ يَعْطُوا اَنْ لَّا يَعْطُوا سِرْهُمْ وَهُمْ اَوَّلًا لَّعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ (آیت ۱۰)
 کیا انکے سب کی خبر نہیں ہے کہ اللہ ان کے دل کا راز اور سرکشی ان کی سب معلوم
 ہے اور اللہ قیب کی ساری بات نہ جانتا ہے۔
 ان کی رو کا رازی و منافقت کا یہ سب تھا کہ انہوں نے اپنی ایک مسجد کھڑی کر دی تھی۔ یہ
 ظاہر تباہ و عبادت و ذکر الہی کے لیے لیکن ان میں مقصد یہ تھا کہ اس جمع ہو کر مسلمانوں
 کے خلاف سازشیں کی جائیں اور اسلام و وقت اسلامی کی ہر ہادی کے منصوبے تیار کیے
 جائیں۔ تو نہ مجید نے اس کا بھی پاب کوئل دیا اور رسول اللہ ﷺ کو صرف حکم دیا کہ آپ ہر
 گز اس کی طرف نہ گریں۔

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَافًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ
 وَارْصَافًا لِّسَ حُلُوبِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ مِنْ قَبْلُ وَلِيَحْلُلْنَ اَنْ اَرْسِلَا
 الْحَسَنَ وَاللَّهُ يَشْهَدُ اَبَهُمْ لَكُنْهِي لَاتَقُمْ فِيهِ اَبَدًا. (آیت ۱۳)
 اور وہ لوگ بھی جیسا جنہوں نے مسجد اس غرض سے بنا کھڑی کی ہے کہ (اس

ہم ان کو ۱۱۱۱ ہزار میں دیں گے اور انکے بھین گے عذاب عظیم کی طرف۔
 یہ منہ نقیب نہ دے سکے اور یہاں سے وصال دے دیں بھی آئے۔
 وَمِنْ حَوْلِكَ مِنَ الْاَعْرَابِ مَلْفَقُونَ. (ایضاً)
 اور یہ بھی تمہارے گرد چٹیں: یہاں تیں ان میں بھی نہ کوئے مانی ہیں۔
 اور یہ جیس کے عزائم میں یں بھی تیں نہ وہ ہوتی ہے شاید اسی کا نتیجہ تھا کہ یہ یہاں
 لفظ لفظوں میں بہت بڑے ہوئے تھے۔
 الْاَعْرَابِ اسْتَكْفَرُوا وَانْفَلَقُوا (آیت ۱۲)
 یہ یہاں لوگ لفظ لفظوں میں بہت عیخت ہیں۔

عرب اتنی است مسلمانوں پر یہ سنگ و سحر سے منافقین برابر عیختہ سحر کرتے رہتے
 تھے، ان عیختوں کی طرف سے جواب خود حق تعالیٰ نے دیا، ارشاد ہوتا ہے۔
 فَيَسْحَرُونَ مِنْهُمْ سِحْرَ اللَّهِ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ. (آیت ۱۰)
 یہ (مفسر مسلمانوں) سے سحر وہن کرتے ہیں اللہ ان کے سحر وہن کو ان
 پر نشہ کا اور ان کے لیے عذاب دردناک دکھا ہوا ہے۔

ان میں کے بعض بد بخت ایسے بھی تھے، جن پر یہ لفظ کی منت پھوران کی سزا پایا داش
 عمل کے مسلط کر دی گئی تھے قرآن مجید نے ان کی نصیحت پر یوں روشنی ڈالی ہے۔
 وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اِلَّا لَئِنْ اَتَانَا مِنْ فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُونُ
 مِنَ الصَّالِحِينَ فَلَمَّا اَتَاهُمْ مِنْ فَضْلِهِ بَخِلُوا بِهِ وَتَوَلَّوْا وَهُمْ
 تَحَرَّضُونَ عَنْهُمْ مَخْلَافًا مِي قُلُوبِهِمْ اَلَمْ يَوْمِ يَلْقَوْنَهُ مَا
 احْلَفُوا اِلَّا مَلُوعِدُوهُ وَبِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ. (آیت ۱۰)

ان میں کے کچھ ایسے بھی ہیں کہ انہوں نے عہد کیا تھا کہ اگر اللہ نے ان کے فضل
 اور سے تم کو عطا کر دیا تو ہم خوب خیر خیرات کریں گے اور خوب نیک

کہ ان چیزوں سے واسطے سے نہیں دنیا میں بھی جتنا کئے عذاب رکھے اور نہ
کا وہ بھی ایسی حالت میں نکلے کہ یہ کافر ہوں۔

ایک ہی سورۃ نہیں کے ہر پر امن قلوب و دہۃ میں موجود ہے، جس کی ایک آیت چھ مرتبہ سن لیٹیں ہو چکی ہے لیکن درحقیقت اس سورۃ میں ہر ایک اس طبقہ کی زندگی کا ہے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ کر اپنی اسلامیت بھارتی اور اپنے اپنے ایمان والوں کے ساتھ دینے والی جنتی ستر پر عمل ہونا ارشاد ہوا ہے۔

ابا حاتم ان المنفقون قتلوا شهداءك لرسول الله والله يعلم انك
ارسلوه والله يشهد ان المنفقين الكذوبون (المنفقون ع)
جب آپ کے پاس یہ منافقین آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ
آپ ہے شک اللہ کے رسول میں اللہ جانتا ہے کہ بے شک آپ اس کے
رسول ہیں، لیکن اللہ اس کی بھی گواہی دیتا ہے کہ یہ منافقین کے جھوٹے ہیں
ان کا حاصل عمر ان کی ساری زندگی ان کی جھوٹی قسمیں ہیں۔

اتخذوا ايمانهم جنة فصدوا عن سبيل الله انهم سوء فاعلوا
يعملون. (ايضاً)

ان لوگوں نے اپنی قصور کو چھپا رکھا ہے تو یہ لوگ اللہ کی راہ سے روکتے رہیں گے۔
 میں نے شک بہت ہی کم ہے کہ ان کے افسانے جو ہو کر رہیں گے۔
 میں نے یہ بھی سوچا ہے کہ اسی سلسلہ میں آج بھی یہ لوگ ملاحظہ ہو۔

اتَّخِذُوا إِيْمَانَهُمْ حِجَّةً مَصْتُورًا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ
تَهِينٌ. (مجادله ع ٣)

اس لوگوں نے اپنی قسموں کو پورا نہ کیا ہے پھر اللہ کی راہ سے روکتے رہتے ہیں

واللہ اعلم اسرارہم۔ (ایضاً) مدح و تحسین چاہتا ہے اس کی خفیہ بات کو۔
 اور اچانک تکلیف اور جدوجہد کی بات پر اس وقت ہی بولی ہوگی، جب رسول کی نئی مہمان سے
 پیشین گوئی کے منصوبے پر اسے اصرار ہوگا۔

ام حسب الذين في قومهم مرض ان يشرح الله اضعافتهم
ويؤنسها، لا ريسا لهم فلعنهم بسيمهم ولتعرفنهم في لحن
القول. (محمد ٤٤)

جن لوگوں کے دوس میں مرض سے یا بے اُک خیال کرتے ہیں کہ اللہ بھی ان ہی دن عدل و انصاف کو ظاہر نہ کرے گا اور تمہاری شہیت یہ ہوگی تو تمہیں آپ کو ان کا پورا پورا بھی اتنا دینے اور آپ کو ان کے صلیب سے پھانسی نہیں لگے۔

پہلی ماہانہ زندگی میں یہ کہیں سے آپ ہوئے نہ تھے۔ بلکہ نئی معاشرت معیوم ہوتا ہے وہی چند ہفتہ سزا تھی اور ان کے عہد میں ایک طرف ان کی کشش یا کجکشی بھی تھی کہ آن جیگر کی شہادت ہے۔

پہن کر، یکیس تو اس کے قد کا مت، پہن کر خوشنما معلوم ہوں اور تیرے
تیس تیرے یکیس تو یہ نہ سننے لگیں۔

ہن و فہری خوشام اور خوش قبل بھی خاصے سے جس دانے والی تھی رسول اللہ کو
خاص طور پر اس شعر سے لکھی گئی اور اہمیت حاصل ہے۔ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳

ولا تعجزك أموالهم وأولادهم إنما يريد الله أن يعذبهم بها في
الآخرة وترهبك أنفسهم وهم كافرين. (التوبة ع ١١)

ن کے مال اور ان کی والدہ آپ کو حیرت میں نہ ڈالتیں لہٰذا وہ جس پر منظور ہے

توان کے سے خطاب ہے ذات و۔

اس آیت سے پہلے اس طبقہ تعارف اس کی بہودستی کی حیثیت سے کرا کے اس کا انجام میں پیش کیا ہے۔

الہ تر الی الذین تولوا قوما عصب اللہ علیہم تلعہم منکم ولا
مسہم ویحلفون علی الکذب وہم یعلمون اعذللہم عذابا
شیذا انہم ساء ملکونوا یعلون۔ (المجللہ ۲۳)

یا آپ نے میرے لوگوں پر نظر نہیں کی (یعنی انہیں سائنس پر) جو انکی قوم
سے دینی کے ہوئے ہیں جن پر اللہ کا غضب ہے (یعنی قوم یہود سے) ایسے
لوگ نہیں ہیں جن میں انہیں جو جھوٹی بات پر قسمیں کھاتے ہیں اور اسے
چستے بھی ہوتے ہیں اللہ سے ان کے لیے عذاب شدید تیار کر رکھا ہے۔
ب شک بہت ہی برے ہیں جو (عالم کو) کیا کرتے ہیں۔

ن کی ظاہری خوشی اور خوشی اقبال سے اٹھ کر کھانے پر ایک بار مگر تیر کر دی ہے۔
لن تغنی عنہم اموالہم ولا اولادہم من اللہ شیذا اولئک
اصحاب النار ہم فیہا خالدون۔ (ایضا)

ان کے مال اور ان کی اولاد انہیں اللہ سے ذرا نہ بچ سکیں گے یہ لوگ دوزخ
واسے ہیں یہ لوگ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

اب مگر میری مسرت متاقلون کی طرف آجائے جس کے بیان کا سلسلہ چل رہا تھا۔
انہوں نے یمن کا اقلیدہ مگر متاقلون اپنے میں جگہ سے لی اس کا بدلہ یہ پڑا کہ ان
کے دلوں پر قبول حق کی طرف سے میری لگ کی اور مجھ کو جو کا گویا وہی ان سے چھین گیا۔

لئک یلقہم امنوا ثم کبروا فطیع علی قلوبہم فہم لا یفعلون (المعلقون ۷)

یہ سب اس سب سے ہے کہ یہ وہ ایمان لائے مگر کافر ہو گئے ان کے دلوں پر
مگر کہانی جی تو یہ سمجھتے ہو جیسے نہیں۔

ان کے دل چر ہیں اور یہ طبعیت کے بڑے ہیں۔ اس لیے کہیں سے کوئی آواز بلند
ہوئی اور یہ اسے اپنے ہی اور کہے۔ مرنے کا ارادہ ہے ہی اور خیال کرتے ہیں۔
انیت و شیت کا گزراں کے کتب میں کہاں، زمرہ پندار میں جی یہ رسول اللہ کی
طعت میں اپنے استغفار کے لیے حاضر ہونے کے بجائے اور لو پر سے آکر سے آکر سے
پکارتے ہیں۔

وانا قیل لہم تلعوا ویستغفر لکم رسول اللہ سو لوقہم
ورایتہم یصنوں وہم مستکبرون۔ (المعلقون ۷)

اور جب میں سے کہا جاتا ہے کہ تو تمہارے لیے رسول اللہ استغفار کریں تو یہ ماننا
سربمیر لینے پر ہر آپ ان کی کہیں گے کہ کبھی کرتے ہوئے بدعتی کرتے ہیں۔

یہ بھی صراحتاً بتا دیا گیا، جیسا کہ سورۃ توبہ کی ایک آیت کے ذیل میں پہلے ہی گذر چکا
ہے کہ رسول اللہ ﷺ جیسے بدعت مستغفر کی دعا کے مغفرت بھی ایسے شامت دوزوں کے حق
میں قبول نہ ہوگی۔

سوا علیہم استغفرت لہم ام لم تستغفر لہم لن یغفر اللہ لہم۔ (ایضا)
ان کے حق میں سب برابر ہے، خواہ آپ ان کے لیے استغفار کریں یا آپ استغفار
نہ کریں اللہ ان کی ہرگز مغفرت نہ کرے گا۔

عملی حالت ان کی یہ تھی کہ خود صاحب ثروت مسلمانوں کو ترغیب دیتے رہتے تھے کہ
رسول کے ساتھیوں پر کچھ خرچ نہ کرو۔ مالی امداد کی طرف سے مایوس ہو کر یہ بھیج خودی
پہنچا کرتے تھے۔ گویا رسول اللہ ﷺ دین حق کی تبلیغ کے لیے بندوں کی امداد کے حق میں تہمت

مَسْجِدًا مِّنَ الْمَسْجِدِ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَلَعُ مِنْ قَبْلِهِ اَعْدَابُ
يَمْلِكُوهُمْ اَلَمْ يَكُنْ مَعَكُمْ قَالُوا بَلَىٰ وَلَكِنَّكُمْ تَتَنَمَّوْنَ اَفْسُكُم
وَتَرَبُّصْتُمْ وَارْتَمْتُمْ وَعَرَّتْكُمْ الْاَمَانِي حَتَّىٰ جَاءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَعَزَّكُمْ
بِاللّٰهِ الْعَزَّوَجَلَّ يَوْمَ اَلْيَوْمِ لَيَاْخُذَنَّ بِكُمْ فَذِيَّةً وَلَا مِنَ الْاٰدِثِيْنَ كُفَرُوا
مَا اَوْكُمُ الْقِتَارُ هِيَ مَا لَا كُمْ وَبَلَسَ الْمَصْدِرُ.

جس روز ماضی ہو رہا تھا من میں غور میں مسلمانوں سے تیس کے (جس وقت وہ
جنت کو چاہے ہوں گے اور ان کے اور گروہوں کا) اور ان کے گروہوں کو ہم بھی
تمہارے نور سے پھرتے تھے۔ اصل میں انہیں جواب دے گا کہ لوٹ جاؤ اپنے
پچھلی طرف پھر روشنی تلاش کرو۔ اس کے بعد ان کے اور ان کے درمیان ایک
دیوار قائم کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا جس کے اندر وہی طرف
جنت ہوگی اور وہی طرف مذہب منفقین (اب) مسلمانوں کو نکال دینے
کی ہم تمہارے ساتھ (دنیائیں) لے رہے ہوں (جواب) میں کہیں گے کہ تم تو
سب شک تم سے خود اپنے کو گمراہی میں بیٹھا ہے۔ تم خود پھرتے رہتے تھے اور
تمہاری بیوہ دروازوں کے جس میں دھوکے میں ڈال رہا تھا۔ یہاں تک کہ تم پر
اللہ کا حکم آجائے اور تم کو اس کے فریضے سے اللہ کے دہائیوں دھوکے میں ڈال
رہا تھا۔ غرض آج تم سے کوئی مذہب نہیں کیا جائے گا اور نہ کافروں سے۔ تم
سب کا خدا کا اور رخ ہے وہی تھا۔ نہ رہتی ہے اور کیا ہی برا لکھا تھا ہے۔

اکشاف تھا کہ تیری وقت کی یہ گج اور کین دن ٹھانی کر کے دینا میں بھی ان کی گج حالت
کا چہ چٹیا یا تو تھا۔ آپ کے معاصرین کا وہ دوسرا طبقہ جس سے وہیبر اللہ کو سامہ کو سہ
طاؤد مشرکین و مشرکین، ہر مہکن، مومنین، میوہ و نور انصاف کے اپنی زندگی میں پڑ تھا۔

تھے۔ قرآن مجید نے ان کے اس حق کی پروا دی ہے۔

هَمْ اَلَّذِيْنَ يَقُولُوْنَ لَا تَنْفَعُوْا عَلٰى مِنْ عَدُوِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى
يَنْفَعُوْا وَلِلّٰهِ حُزَّ اٰلِيْنَ السَّمَوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَلَكِنْ الْمُنَافِقِيْنَ لَا
يَعْلَمُوْنَ. (ایضاً)

یہ لوگ یہ جانتے ہیں کہ جو رسول خدا کے گروہ ہیں ان پر کچھ فرق
نہ رہا، یہاں تک کہ یہ آپ ہی منتشر ہو جائیں گے۔ حالانکہ اللہ ہی کے ہیں
سارے خزانے سماں اور زمینوں کے البتہ منافقین، اسے سمجھتے نہیں۔

اور پھر منافقین کے جو یہ دم داپے تھے کہ میدان جنگ سے ابھی کے بعد مسلمانوں کو
جس میں کراہتیں گے۔ ان کی اس بڑی کا پروا بھی قرآن نے ان سے کیا ہے۔

يَقُولُوْنَ لَئِنْ رَجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيَحْرِجُنَّ اِلَا عَرْمٰهَا الْاَوَّلٰى
وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهِ وَلَكِنْ الْمُنَافِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (ایضاً)

یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر ہم اب مدینہ میں لوٹے گئے تو عزت والا وہاں سے اُڑت
دائے کو نکال دے گا حالانکہ عزت اللہ کی ہے اور اس کے رسول کی اور مشرکین
کی البتہ منافقین اسے جانتے پوچھتے نہیں۔

سب سے بڑا کہ چٹا واکل اور اس کی حیرت انگیز مرقع اس طبقہ کا سورۃ اللہ میں
نظر آتا ہے گو ذرا غلط ہے، لیکن رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں آپ کے اس حاضر جہد کی
ذہنیت و پوری حیرت سمجھنے کے ہے اس کا مطالعہ ضروری ہے یہی ہم مشرک ہے، اب آگے
سنے۔

يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنَافِقُوْنَ وَالْمُنَافِقَتُ لَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا نَظَرُوْنَا نَقِيْبَتِمْ
مِّنْ نَّوْرِكُمْ قِيْلَ اَرْجِعُوْا وَاَنْكُمْ فَانظَرُوْا نَظَرًا مُّقْتَصِبًا

مؤمنين

چاقو جھپٹا، پتے ان معاصرین مخالفین کا سچے۔ یہیوں نے آپ کے روحی نبوت کی تصدیق کی اور آپ ان رات سے آپ کا بیٹا بن گئے۔ ان کا کہنا تھا کہ ان کے صلوات میں ان کی ساری رسل یہ کتاب لکھ لیتے ہیں۔ اپنے علم و خرد و عبادت میں، آپ مرشد اعظمی کے احکامات پر چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ نقل و حرکت اصل بات کے ساتھ ساتھ دوسرے کے لیے حجت و معیار بن گئے۔ کہہ دیجئے کہ آپ کوئی نئی تاریخی حقیقت نہیں بنی، بلکہ ان کے اندر آپ کی جڑیں اُٹھ گئیں۔

خود نہ تھے جو رادہ پر غوروں کے ہلائی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

میں کو تو سب ایک درجہ سمجھتے تھے اور نہ سمجھتے تھے۔ فرق صرف تو نام و نامی ہے۔ جو جن کو جرم ہے اصل ۱۰۰۰ روپے نقد محبت کی بڑا نکتہ ہے اصل ۱۰۰۰ روپے نقد محبت کی بڑا نکتہ ہے۔ یہ کہ محبت کا کل جس کا نام ہے۔ وہ تو نہ خیال و فکر کا حصہ جسمی ہے اخلاقی و معنوی، یہ سب گرفتیں محض خیال و فکر پر ہیں اور عقلی و عقلی کے لئے حکایت کے سب سے قریب جہد میں آتے رہے تو غیر معصومین کی صاف و پاک ہزارہا محبت کے دلوں کے دلوں سے۔ بلکہ حتیٰ کہ ان کے شخصوں پر گرفتیں رہا ہے۔ کسی شاعر کو نہیں سمجھتے۔

بعض نوآموزوں میں ایسے تھے جو رجاؤں کی طرف سے چاروں طرف سے
 تھے اور ان کی طبیعتوں سے بھی ان کی طبیعتوں کے خلاف تھے۔

وہم عالم

بہترین پرنسنگ اور خوبصورت ڈیزائن لازم و ملزوم ہیں

عمرہ کیپوزنگ

صاف ستھری پریشنگ

خوبصورت ڈیزائننگ

اسمیت

بہارِ نئی



فلک کارو

بہ ڈاٹری

لڑکی رپڑ

سپیکٹرس

شش میوه

تعمیراتی لٹریچر

موم وارک
ڈانز

س کارڈ

اپنا

ہم آپ کی نگارشات کو حسن صورت سے مزین کرتے ہیں!

عکاظ پریشرو

گرافک ڈیزائنرز

29- لی. شیخ پلارد 72 فیروزه پیدروو لاجورد قون: 7574180

Mob 0300-4257824, e-mail akkaz_print@yahoo.com

امتحن الله قلوبهم للفقوى لهم معرفة واحر عظيم.

جب جوہر پست رکھے ہیں اپنی آوازوں کو رسول اللہ کے سامنے تو یہ وہ
وہ ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے لیے خاص کر دیے ہیں ان سے ہے
معدنہ ہے اور بحر عظیم۔

یہ تو وہ ہیں جو معاشرہ پر توبہ دہانی کی ایسے مثال مونی اسی طرح کو کہتے ہیں۔ بھی
عبادت سے دائرہ میں سو ہوتی تھیں۔ چنانچہ ایک بار حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ
مہر کے نام سے کسی ترقی یافتہ یا تہذیب کے گزرنے کی آواز سنیں اور مسکین غلبہ چھوڑ
دھر چکے تھے، اس پر بھی صراحت کے ساتھ دیکھا گیا۔

واناراو هاتجولة اولهون انفسوا اليها وتركوك فللقا قل ماعد
الله خير من الله ومن التجار (الجمعة ۱۷)

اور یہ جب تجارت پر تماشہ دیکھ پاتے ہیں تو دھرم چک جاتے ہیں اور آپ بہ
دیکھتے کہ اللہ کے پاس جو (اجر) ہے وہ تماشہ اور تجارت سے بڑھ کر ہے۔

کوئی کوئی ان میں سے اپنے بھی لٹکے جو جہاد کے موقع پر پہنچے۔ لیکن اپنی دینی غفلت
کا کفارہ نہیں ہے چنانچہ دل سے ادا کیا اور اللہ تعالیٰ کو آخر ضامن بھی کر لیا قرآن مجید نے
ایسوں کی تعدد کو بھی نہیں بتائی ہے اور نہ کہہ کر خود بخیر اور اصحاب مہاجرین وانصار کے
مدد کے نہ کر رہے عطف کر کے ان الفاظ میں کیا ہے۔

وعلى الثلاثة الذين خلفوا حتى اذا ضلقت عليهم الارض بما
رحبت وصلقت عليهم انفسهم وظنوا ان لا ملجاء من الله اليه ثم

تلب عليهم ليقبوا ان الله هو القوي العزيز (التوبة ۱۷)

اور اللہ نے ان تینوں کے حال پر بھی توبہ فرمائی جن کا معاملہ بنی چھوڑ دیا گیا
تو یہاں تک کہ زمین جب دیکھو اپنی فراخی کے ان پر بھی کرنے لگی ہو رہی

چنانچہ جب کاٹا۔ مہر نہ پر حاضر ہوتے تو جیسے ان کے حضور کے برآمد ہونے
کا انتظار کریں۔ ان سے ہے ہی بے حاشا آپ کو بھیج کر پکارنا شروع کر دیتے تھے۔
قرآن مجید میں پڑ کر مذہب و دانشت دست کے ساتھ چل کر گیا ہے

ان الذين يفلحون من ذرآء الحجرات الكثر هم لا يعقلون۔ (الحجرات ۱)
خود آپ کو مجبور سے وہ سے پکارنے لگتے ہیں۔ ان میں سے کثیر القس سے
کا نہیں لیتے۔

تھو حجرات پر بیٹھ کر جمع خود اس پر دلالت کر رہا ہے کہ بیان زمانہ قیام کا ہو رہا ہے بعض
ایسے بھی تھے (ناب دل ہادیہ ہوں گے) جو گھٹن مبارک میں آکر جیج جیج کر بولنے لگے اور
انہی محفل سے انہیں ادب سکھایا گیا کہ وہ بھی آواز سے پولس اور قرآن مجید سے انکی
بدیت کو ہل ہی نہ کر جہاں نہیں کیا ہے، بلکہ جسے وسط و تفصیل سے کام لیا ہے کہ کچھ
نسوں کو بھی لکھتے ہیں کوئی الجھو نہ دینی رو جائے۔

يا ايها الذين امنوا لا ترفعوا اصواتكم فوق صوت القرآن ولا
تجهروا له بالقرآن كجهر بعضكم لبعض ان تحبط اعمالكم
وانتم لا تشعرون۔ (الحجرات ۱)

اے ایمان والو! اپنی آوازیں جبر کر آواز سے بلند نہ کرو اور نہ ان سے اپنے
کھل کر ہو، جیسے کسی میں یہ دوسرے سے کھل کر بولنے لگو گھٹن تہاڑے
اعمال پر ہوا نہ ہو جائیں اور جیسے خبر تک نہ ہو۔

طہ ہے کہ یہ ہدایت حاصل ہو تین دن چار ہی ہے، جن کے ذہن میں رسول اللہ اللہ کی
رہی ہے جس کی کا شہرہ تک نہیں سکتا۔ اب اس کی گئی ہے ساتھ ثابت کا سب سے ساتھ
یہاں کا اور ان کے ساتھ اس کا پہلو بھی مل چکا ہو۔

ان الذين بعضون اصواتهم عند رسول الله اولئك الذين

کسی برکت کی پلٹ ایمانی روکری نہیں، فسق و معصیت سے بھی دوری اور پاکی کی شہادت اس سے بڑھ کر اور اس سے واضح تر نعمتوں میں اور کی ہو سکتی ہے؟ لیکن غصہ یہ ایک ربی صرافت، ماسوائے شاعت کے اشہک ک عبادت اور طلبِ رضا کے الٹی کا اور بھی موجود ہے۔ ملاحظہ ہو۔

وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشْدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ وَهُمْ أَبْهَمُ قَرَاهِمُ رُفْقًا
سَخَدًا يَمْتَعُونَ مُضِلًّا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سَيِّئًا هُمُ فِي وَجْهِهِ
مِنْ أَثَرِ السَّجُودِ (الفتح ج ۴)

اور جو لوگ (غصہ) کے عباد ہیں وہ سخت ہیں، کافروں کے ساتھ میں اور نرم دل میں آپس میں (اے غائب) تو انہیں دیکھ کر گریہ کرتے ہوئے سجدہ کرتے ہوئے۔ اللہ کے فضل و رف کی تلاش میں رہتے ہیں۔ ان کے آثار میں ان کے چہرہ پر پتا شیرجہ سے نمایاں ہیں۔

ایک جگہ اور جہاں ذکرِ جنتیہ کا ہے۔ وہاں الفاظِ کلام ہیں اور ہر دور کے اہل ایمان ان سے باقت میں داخل ہو سکتے ہیں۔ لیکن اشارہ خصوصی اسی جماعت سماج کی جانب ہے۔

أَنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذَلِكَ مُحْسِنِينَ كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ يَلْهَعُونَ
وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْمِرُونَ وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ
وَالْمَعْرُومِ (الذاریات ج ۱)

یہ لوگ اس کے قبل (یعنی دنیوی زندگی میں) بڑے نیک کار تھے۔ رات کو بہت کم سو تھے جو کراخیر شب میں استغفار کیا کرتے تھے اور ان کے مال میں سوائے اور غیر سوائے (سب) کا حق تھا۔

ان کی عبادتی شب بیداریوں اور استغفار کی تحریجوں کی شہادت ایک اور سند میں بھی ملاحظہ ہو۔

خود پائی جان سے تنگ آگئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی، بچہ اللہ ہی کے ہاں ہے تو اللہ نے ان کے حال پر توجہ فرمائی تاکہ وہ توبہ و اجلی مار جو سارہ ساریں، سب شک تہ بڑا توجہ فرمائے والا رحم ہے۔

کچھ ایسے بھی لکھ جن سے یہ سلسلہ جہد و قتال میں کچھ کوتاہیاں ہوئی تھیں اور ان سے عبادت میں کمی ہوئی تھی۔ لیکن آخر کار انہیں بھی پروانہ صافی میں پہنچنے کی نوا دی گئی۔

وَآخِرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخِرَ سَيِّئًا
عَسَىٰ اللَّهُ أَن يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

کچھ اور لوگ ہیں جو اپنی خطاؤں کے معترف ہو گئے انہوں نے ملے جلے عمل کئے تھے۔ کچھ نیچے کچھ بڑے نیک، سب کچھ ان پر رحمت سے توجہ فرمائے ہے۔

لیکن جیسے کہ ابھی عرض کیا جا چکا ہے، اس قسم کی خال خال خبر بشری کمزوریوں سے قطع نظر کر لینے کے بعد غیر معمولی نقص و پریشانی یہ جماعت تمام تر پاکیزہ اور راست کرداروں اور تدبیروں کی ایک جماعت تھی۔ ان کی ایمان و انہی کمزوریوں میں بڑی اور پاکیزہ قلبی کا اعزاز قرآن مجید انہیں کو ظاہر کر کے یوں کرتا ہے۔

وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبِيبُ الْيَمَانِ وَرِيفَةُ هِيَ قُلُوبُكُمْ وَكَرَّهَ الْيَمَانُ
الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ أُولَٰئِكَ هُمُ الزَّالِمُونَ فَضْلًا مِّنَ
اللَّهِ وَنِعْمَةً (الحجرات ج ۱)

لیکن اللہ نے ہمیں ایمان کی محبت دے دی اور اس کو تمہارے دلوں میں رچ دیا، کفر و فسق اور عصیت سے تمہیں بیزار کر دیا۔ یہی لوگ راہِ یاب ہیں اللہ کے فضل و رحمت سے۔

برائے لکھنا اور ہر مقدم ہے اور وہ جب خرچ کرتے ہیں تو اس سے کام لیتے ہیں اور انہی سے (اور ان کا خرچ کرنا اس کے درمیان کتنا ہے جو ان سے اور ان کے ساتھ کی اور مجبور کو کس کا۔ تے اور جس جان کو انہی نے قابل محنت رکھ ہے اسے پاک نہیں کرتے۔ جس کو خرچ ہے اور انہی کو کرتے اور جو انہی سے کام کرے گا اسے ساتھ اسے پڑے گا۔

معاہدے سے حد سے کم سناں اور اس کی حد سے کم سے، خود ہو کر شایع ہو چکی ہیں اور ان میں تو خیر ہو جوی ہیں۔ ان کی دی ہوئی تفسیر، تو اسے رکھ کر دیکھئے کہ قرآن مجید نے اس اعجاز کے ساتھ ان کی تصویر کشی کر دی ہے قرآنی بیان ابھی شتم نہیں ہوا اس کی کوئی کچھ اور طریقہ بھی قابل مطالعہ ہیں۔

وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِنَّا بِقَوْلِهِمْ لَخَبِيرُونَ
لَكِرُوا بِلِيَّاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخْزُوا عَلَيْهِمْ سَوَاءً وَعَمِيلُونَ
وَالَّذِينَ يَقُولُونَ
رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَرْوَاجِنَا وَمِنْ مَنَاقِبِ أَعْيُنِ
أَعْمَلْنَا لِنُقَاتِلَ
أُولَئِكَ يَجْرُونَ الْغُرَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيَلْقَوْنَ فِيهَا كِهْنَةً
وَسَلَاتِلَ حُلِيِّمْ فِيهَا حَسْبُ مَسْتَقَرًّا لَوْ قَالُوا (الفرقان ٦٤)

اور یہ لوگ تاج نہ جموں میں شامل نہیں ہوتے اور نہ یہ وہ وہ شعلوں کے پاس سے گزرتے ہیں تو سومت، روی کے ساتھ گزرتے ہیں اور جب انہیں غصبت کی جاتی ہے ان کے پروردگار کے احکام کے ذریعہ سے تو یہ ان پر ہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے اور یہ لوگ دعا مانگتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو ہر کی جو عیاد اور ہر کی اولاد کی طرف سے تنگدو کی فضا کا عطا فرما اور ہم کو ہر چیز کا راد کا عطا فرما تاہم اے ہمارے پروردگار عطا فرما کہ ہم ان کے ثابت قدم رہنے کے اور ان کو اس میں دعا اور سلام ہوں گے۔ یہ سب ان کے ثابت قدم رہنے کے اور ان کو اس میں دعا اور سلام

اِنْ رَّبِّكَ يَعْلَمُ اِنَّكَ تَقُومُ اَدَمٰى مِنْ ثَلٰثِي الْاَيَّلِ وَمَصْفٰى وَثَلَاثَةً
وَالَّذِينَ مِنَ الَّذِينَ مَعَكَ (الزمل ٢٤)
”آپ کا پروردگار وہ قہ ہے (اے ظہیر) آپ رات میں کھڑے رہتے ہیں قریب دو تہائی یا دو تہائی رات، تہائی رات کے اور آپ کے ساتھیوں کا ایک ”مرد بھی۔

رقت معیت اور کامیابی کے معنی بھی یہی تھے کہ ہاتھوں، پیٹوں اور مشقوں میں بھی اپنے آقا ”صاحب“ کے نقش قدم پر چلا جائے۔
اور ایک خوش فہمی انہیں پاک پرزوں کی روزانہ زندگی کا قرآن مجید نے پیش کیا ہے (گو اللہ تعالیٰ ہم کو دہشت ہے) جس میں ان کے عموالات، اخلاق، مہارت، معاملات سب کے عموالات صاف نظر آتے ہیں۔ ماخذ ہو۔

وَعِبَادَ الرَّحْمٰنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلٰمًا وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا
وَقِيَامًا وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا اِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا وَالَّذِينَ اٰمَنُوا
اَنفَقُوا لَمْ يَصْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ يَدَيِّهِمْ ذِكْرُ قُوٰمَاتٍ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اٰخَرًا لَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ الْاَلَمَ (الفرقان ٦٤)

”جن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر مسکت کے ساتھ چلتے ہیں اور جب ان سے حال لوگ بات کرتے ہیں تو فرخ شریک کہہ دیتے ہیں اور جہانوں کو اپنے پروردگار کے آگے کہہ دے اور قیامت میں گئے رہے ہیں اور جو دعا میں مانگتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم سے عذاب جہنم کو دور رکھ کہے شک جہنم

ہے گا جس میں بھڑے گے وہ کیا اچھا لگا اور حق ہے۔

قدہ و سبب کی جماعت کا طلاق اگر اس میں عت پر بھی نہ ہوگا تو اور کسی پر ہوگا اللہ کے ہاں جس میں عت کا شرف و عظمت کا اندازہ اس سے فرما لے کہ جس طرح حضورؐ انورؑ کی خدمت میں پہنچ کر جس طرح اس کی آسمانی آیتوں میں درج تھیں اسی طرح اس میں عت کا نقش بھی تو ریت و رنجل جیسے گرائی گھنوب میں درج ہو چکا ہے۔

سورۃ الفتح کی ایک آیت بھی تجویر دی ہوئی آپ کے سامنے پیش ہو چکی ہے۔
واللہیں معہ اشدۃ اہل الکفر الخ اس سے شمس اور اس کے سفارہ قرآن مجید ہی میں ہے۔

ذلك مثلهم في التورۃ ان کے اوصاف تو ریت میں درج ہیں۔

چیز قرآنی کا کرشمہ خطہ ہو کہ یہ شاعرانہ ترقی و تصرفات کے بعد بھی تو ریت موجود ہے۔
میں یہ الفاظ آج تک لکھے چلے آ رہے ہیں۔

"قارن ہی کے پہاڑ سے دو گروہ گروہ ہوا جس بڑا گروہ دیکھوں کے ساتھ یا" (استیعاب ۲۳۳)
اور یہ ایک معلوم و معروف حقیقت ہے کہ فاران مکہ معظمہ کی ایک بڑی کانا کا نام ہے اور پھر یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ حج مکہ کے بعد جتنے صحابیوں نے "قدہ و سبب" کا ساتھ ہو تو ان کی تعداد بھی دس ہی بڑا گروہی۔

تو ریت میں اس کے بعد ہے۔

"میں کے داہنے ہاتھ میں ایک تختین شریعت ان کے لیے تھی"

قرآن مجید کے الفاظ اشدۃ اہل الکفر آپ کی جگہ ہیں۔ اس کی مطابقت "تختین شریعت" سے دین میں دشواری کسی کو نہیں پیش آسکتی۔ آگے تو ریت میں ہے۔

"ہاں وہ اپنی قوم سے بڑی عت رکھتا ہے"

قرآن مجید کے الفاظ دہم و اہم ابھی آپ کے کان میں گونج رہے ہوں گے اور ان

نی کسی شے کی ضرورت نہیں ہے اور اس میں شریعت میں اس سلسلے میں ہے۔

"اس کے سر سے مقدس حیرے ہاتھ میں ہیں اور تیرے قدموں کے نزدیک پیٹھے ہیں اور تیری باتوں کو انہیں گئے۔"

اسے پڑھ کر قرآن مجید کے بھی یہ الفاظ سنے ان میں آواز کر چکے رکھا سجد ایستعوی
مصدقہ من اللہ ووصوفاً تو ریت کا ہیں آپ نے سن یہ اب انجیل مرعہ کا بھی ہے عت
فرما میں اس لیے قرآن مجید سے تو ریت کے سفارہ انجیل کا نام بھی ہو رہا ہے اور کہا ہے۔

ومثلهم فی الانجیل گدوع اخرج شطاء، و موروۃ فاستفظ
عاستوی علی سوقہ یعجب الزّواع (الفرقان ع ۶)

اور انجیل میں ان کا وصف یہ ہے کہ وہ جیسے کھیتی ہیں کہ اس نے اپنی سوئی لگا لی
پھر اس نے اپنی سوئی کو قوی کیا پھر وہ اور سوئی ہوئی پھر اپنے سنے پڑ سیدی
کھڑی ہوئی کہ سناؤں تو بھی معلوم ہوئے لگی۔

موجودہ حرف انجیلوں سے ہمارا عبارت مذکور کی وجہ میں بھی تھوڑی تو تشریح کی امید
ہو سکتی تھی لیکن نہیں۔ مرعہ عبارت میں ابھی انجیلوں میں ہوئی کہ انجیل میں اب ۳۳
کی عت ۳۳ اب ۳۳ ہے پڑھ کر دیکھیں اور اس وقت قرآن ہی لکھیے۔

"آسمان کی چوٹیاں اس راہی کے ذمے کے ہاتھ ہے جسے کسی آدمی نے سے کراہنے
کہتے میں یاد دلاؤ سب بچوں سے چھوٹے ہوتے ہیں مگر جب بڑھتا ہے تو سب ترکار میں سے
بڑھتا ہے اور مایہ دشت ہو جاتا ہے۔ سو کے پندہ سے کسی کی ذالیوں پر آ کر پیر لیتے ہیں۔
اور آپ چاہیں تو کسی ہی عبارت میں انجیل مرعہ اب ۴۴ آیت ۳۳۳ میں نیز انجیل
نور اب ۹۳ آیت ۹۱۸ میں ذکر پڑھ سکتے ہیں۔

ان کھلیں شامروں اور چارہ رنجوں نے رسول اللہؐ کا ساتھ ہجرت و ترک وطن میں
دیا جبہ و قنار میں دیا اور رسول اللہؐ کے دین کی خاطر اپنا سب ہاتھ قربان کر دیا اپنی جان تک

نہ پتہ نہ تھی۔ ان سب گھروں کو نکلے سرے سے گھر بار والے بتا دی اور ان کی خدمت اور مہمان داری میں کوئی وقفہ نہ تھا۔ جس زمانہ ایمان کا کلن ادا کرنے والے قرآن یہاں صاف شہادت دیتا ہے کہ یہ دونوں ہی گروہ رہے ہیں جہاں دوسری جگہ ان دونوں گروہوں کو ان کے اصطلاحی ناموں "مہاجرین" اور "انصار" سے یاد کیا ہے اور مداح صحابہ کا قرآنی نمونہ پیش کر دیتا ہے۔

لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوا
فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مُلْكِهِمْ لِيُزِيلَ عَنْهُمْ قُلُوبَ الْكَافِرِينَ
وَيُثَبِّتَ لَهُمُ رُفُوقَ رَبِّهِمْ (توبہ ع ۱۱۶)

اللہ نے توبہ فرمائی پھر کے حال پر اور ان مہاجرین و انصار کے حال پر بھی
جیسوں نے پیچھے کا سب تھوڑا ہی لگے کی وقت میں دیا، بعد اس کے کہ ان میں
سے ایک گروہ کے دل میں کچھ تزلزل پیدا ہوا تھا۔ پھر اللہ نے ان کے حال
پر رحمت سے توجہ فرمادی۔ یہ سب گروہ ان پر بہت شفیق بہت مہربان ہے۔

ساعة العسرة کے لفظ میں ہم سے مہاجرین و انصار دونوں نے حضور کا ساتھ لیا
کے وقت میں دیا، لیکن اہل تعمیر والے تاریخ نے اشارہ خصوصی یہاں غزوہ تبوک کی جانب
سمجھا ہے جس کی تیاریوں کے وقت سنا غیر معمولی شواہدوں کا گہرا پڑا تھا۔ مبارک ہیں وہ
اسی جن کا ذکر محمد ربانی میں ذکر رسول ﷺ کے ساتھ ایک جگہ اور ان کی مدح و تحسین اسی
طرح بکھل کر آئی ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ
اتَّبَعُوا اللَّهَ بِالْحُسْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَوَضَعُوا عَنْهُمْ
أَصْوَابَ الْكَافِرِينَ (توبہ ع ۱۱۷)

کی ہاڑی لگائی۔ پھر دہائی اپنے گھر۔ اور انہی کو اور بندہ ہو رہی ہے اپنے ان بندوں کی
دروادہ خواہش ہے اور اسی میں برہنہ کرتا گیا ہے چنانچہ ایک جگہ ہے

لَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ سَاعَةَ الْيُسْرِ وَهُمْ يَغْلِبُونَ (توبہ ع ۱۱۸)
لیکن رسول و درویش "پ کے ساتھ (ہو کر) ایمان لائے نہیں نے جہاد کی
اور اپنی جان سے اور اپنے سے انہیں کے لیے تو کھانا پیاں ہیں اور یہی
لوگ تو کھانا پیاں ہیں۔

رضائے الہی سے اس معزز توفیق کے بعد اگر اس جگہ کے ہر فرد کے نام کے ساتھ رضی اللہ
عنه کہنے اور کہنے کا دستور ہم مسلمانوں میں پر کیا تو اس میں حیرت کی کوئی بات ہی نہیں
ایک دوسرا پرانہ مفسر نے مفسر نے اس پر عمل میں رسول ﷺ کے حق میں ملے جہادوں
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَآلِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَآلِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَآلِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ (توبہ ع ۱۱۹)

اور جب ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا نیز جن
لوگوں نے (انہیں) اپنے یہاں ٹھہرایا اور ان کی مدد کی (سب) لوگ تو ایمان
کا پورا حق دار کرنے والے ہیں انہیں کے لیے مفسر نے اور ہجرت میں روزی۔

صحابیان رسول کی جو دو بڑی شکستیں مہاجرین و انصار کی جن قرآن مجید نے یہاں
اس تعظیم کو قبول ہی نہیں کیا۔ بلکہ دونوں گروہوں کی مدح کا اس ایک آیت کے اندر
کر دی۔ ایک گروہ وہ تھا جو اپنے ملکیت سے ایمان کی تکمیل کی خاطر ہر طرح کے خطرے
برداشت کر کے ہجرت کی تھی۔ دوسرے گروہ وہ تھے جو اپنے ملکیت سے ہجرت
کر کے اور یہاں ٹھہرا ہو کر دار الحکومت مدینہ منورہ کو آئے تھا اور دوسرا طبقہ مدینہ ہی کے
و شہدوں کا تھا انہوں نے بھی اپنے ملکیت سے ایمان کی تکمیل کی خاطر ان سمیت ہجرت کر دی

لیکن انہیں اہل ہادیہ میں کیسے جیسے مخلصین و مقبولین بھی پیدا ہوئے یہ اسی حیرت سے ظاہر ہو رہا ہے۔

مسجد نبوی میں آکر جو سب پر غماز چھا کرتے تھے ان کی پاکیزہ طہلی پاکیزہ میر تقی کی شہادت پر قرقر بن جید نے چنی مبریوں لگا دی ہے گوشت و داس سیاق میں اصلاً صرف مسکد تقدیر کا تعبیر ہے۔

لَسَجَدَ أَمْسَ عَلَى النَّفْثَى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَدٌ أَنْ تَقُومَ فِيهِ رَجُلٌ
يَحْسِبُ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى اللَّهِ يَحْبُ الْغُفُورِ. (توبه ع ۱۳)

جس مسجد کی بنیاد اول دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے وہاں لگتی ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں اس میں ایسے آدمی (آتے) ہیں جو پسند کرتے ہیں اس کو کہ خوب پاک حائف ہیں اور اللہ پسند کرتے جو خوب پاک حائف ہیں۔

حجرت یعنی: میں نے خاطر اپنے وطن مانوف کو چھوڑ دیا نہ تے خود ایک استاد پر مجاہد تھا کہ اسی ایک عمل نے مجھ پر جو بن کو بند کر دیا جس میں کہاں سے کہاں پہنچا ہوا تھا۔

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا إِلَى اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ فِي الْحَيَاةِ
حَسَنَةً وَلَا جَزَاءَ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كُنُوا يَعْلَمُونَ. (المحل ع ٦)

اور جن لوگوں نے اللہ کے واسطے اپنے وطن چھوڑا بعد اس کے کہ ان پر ظلم ہو۔ ہم انہیں دین میں اچھا لکھا کریں اور آخرت کا اجر تو اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔
 کا ش کردہ ہیں۔

انہیں مہاجرین معظم اور یہ بین سمی کی داد یک چک یوں مٹی ہے کہ ان کے ہاتھ اگر حکومت کو تھی تو یہ ملک کو قس قس جز سے نہیں، علم و حکم سے نہیں بدل سے مگر وہ اس اور سکے شراب و زنا کا نہیں۔ سو وہ قسا کا نہیں۔ خیر و صلاح تو فی الواقع عت کا چلا دیں گے۔

الَّذِينَ اِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْاَرْضِ لَاقْبَلُوا الصَّلَاةَ وَآتَوْا الزَّكَاةَ

اور جب کہ ۱۹۸۱ء میں سابق وزیر خزانہ نے ان کی بیوی کی تیکہ کرداری میں اللہ نے سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہو گئے اللہ نے ان کے لیے آغا تکرار کر کے ہیں جن کے نیچے نیچے چاروں کی ان میں ہمیشہ بخش رہیں گے بہت بڑی کامیابی ہے۔

رضی اللہ عنہم کا کفر و اب تو کھل کر ان تہذیبوں کے حق میں وارد ہو گیا اور فرمایا
 صحابہ پر جہنم و انصار تو میرا اپنی تھی آیت نے یہ بھی صاف کر دیا کہ بعد ازاں جو
 کی جیروں کر رہے تھے وہ بھی حق تعالیٰ کی طرف سے سزاوارح و استغفار طلبہ جہاں سے اور
 ہمسایہ کی قید سے ایک اور کشتی کی طرف بھی اشارہ کر دیا۔ یعنی تا جہنم کا اتباع معتبر و ہی شمار
 نہ کیا جائے گا جو حد نہ حسن عمل میں ہو محض محاصرہ نہ بہم محاصرہ نہیں۔

سچا پس سب سے سب شہری ہی نہ تھے ان کا ایک حصہ دیہاتیوں پر بھی مشتمل تھا یہ لوگ
 بکچرے اپنے کس بچے بکچی سے اپنا دل بے خدمت دین کے لیے حاضر رہتے تھے کہ
 روئے سے انہیں قرب خداوندی اور انکس رسول ﷺ حاصل ہو اور کہے قول ان کے
 عقیدت کے نذر ان کو حاصل ہوا اور کہنے حاصل ہوا اور شہر ہوا۔

ومن الاعراب من يؤمن بالله واليوم الآخر ويتخذ ما ينفق
 قرباناً عند الله ورسول الانبياء قربة لهم سيد خاتم
 الله في رحمته ان الله غفور رحيم (توبه ١٢)

دیکھا جو میں ایسے بھی ہیں جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور جو ہر گز خرقہ کرتے ہیں سے قرب غلامتہ کا اور رسول کی دعاؤں کا ذریعہ بناتے ہیں۔ بے شک ان کا یہ خرقہ کرنا۔ باعث قربت ہے۔ ضرور ان کو اللہ اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔ اللہ بے مغفرت والا ہے بڑا رحمت والا ہے۔

نہیں، عرب یا دیہاتوں سے کفر و فتنہ کا دگر بھی قرآن مجید میں شمول سے آیا ہے،

چیزی اور جب چیزی میں اس وقت یک درخت کے نیچے بیٹھ کر ان چاروں سے
حضور جبرائیل کے ساتھ پرہیز و تحریم کے لئے کسی نئی عملی عبادت مدد فرما کر خطاب
فرمایا کہ یہ ہے۔

لقد رضى الله عن المؤمنين ادبيبا يعولك تحت الشجرة فعم
ملغى قلوبهم فاسرل التسكينة عليهم واثابهم فتحا قريفا
ومغلف كثيرة يا حنونها. (الفصح ۳)
یقیناً اللہ ان مومنین سے خوش ہو گیا۔ جب کہ یہ لوگ آپ سے درخت کے
نیچے بیٹھ کر رہے تھے اور ان کے دلوں میں جو کچھ تھا وہ اللہ کو مل گیا معلوم تھا اور
اس نے ان کو قریب ہی میں ایک فتح دے دی اور ہر کسی کو بھی جنسیں وہ
لے رہے تھے۔

”یہ میں ان کو تو یہ اصل یا مژدہ آخری کے ساتھ ایک بشارت عامل رح قریب کی بھی
مل گئی اور اس سے مشعل اور بھی بشارتیں ہیں مستقبل قریب ہی سے متعلق

وعدكم الله مغلف كثيرة تاحذونها فعمل لكم هذه وكف
ابدي الناس عنكم وتكون آية للمؤمنين ويهدىكم صراطا
مستقيما واخرى لم تقدروا عليه قد احاط الله بها وكان
الله على كل شيء قويا. (الفصح ۳)

اللہ تم سے بہت کی نعموں کا وعدہ کر رہا ہے جن کو تم لوگ سوہر دست یہ
تم کو دے ہی دے گا ہے اور ان کو تم کے ہاتھ تم سے روک رکھے تاکہ یہ مومنین
کے لیے کیوں نہ ہو چاہے ان کو تم کو ایک سیدھی سڑک پر ڈال دے اور
ایک فتح اور بھی ہے جو تمہارا ہے قاریا میں ابھی نہیں بتائی ہے اللہ اس کو احاطہ میں
کے ہوئے ہے اور اللہ کی پکار ہے۔

وامروا بالمعروف وبها عن العسكر (الحج ۶)
یہ لوگ ہیں کہ اگر تم انھیں دنیا میں حکومت دے دیتے تو یہ نہ ہی پابندی کریں
اور نہ کاتبیں۔ لہذا ایک کراہی کیا یہ لوگ تمام قادیانوں کی گردنیں۔
قرآن مجید میں بھی قرآن مجید کی تعلیم اور خلافت راشدہ کے جس طرح اس کی
ادائیگی کی رہا ہے جب یہ اپنے لیے اور افریقی تواریخ کا وہی دور ہے جسے
گاندھی جی ہمارے اپنے زمانہ تک بطور مثال حکومت کے پیش کر رہے ہیں۔

بہت حزاب کا اندیشہ ہے اس سال دو گھنٹی میں ایک سخت ترین دن ہوا ہے قرآن
خود ہی کیا کہتے تھے کہ اس دور اپنے ساتھ ملک کے ہمارے طاقت کیوں کو دینے پر چڑھا
ہے تھے تاکہ صرف سے گھیر کے اور دھوا بول کے اس مودود مسلمان آبادی کا خاتمہ ہی
کر دیتے اور خابری سامان اور دینی آثار اس کے نظر بھی رہے تھے لیکن مخلصین کی یہ
جسعت اس بولن کا صورت حال اور تقاضا حال سے قدر بھی متاثر نہ ہوئی نہ جس بولنی
نہ اس میں بلکہ سکون قلب و انشراح خاطر کے ساتھ ثابت قدمی و پناہی کا ثبوت دیتی رہی
کامیاب پاکستان کی شہ دست خط ہو۔

ولسار المؤمنون الاحزاب فلو هذا ما وعدنا الله ورسوله
وصدق الله ورسوله ولما اذعهم الا ايماننا وتسلينا (الاحزاب ۳)
اور جب مومنین (احزاب) نے اجازت کو دیکھ کر یہ تو یہ کہ یہ وہی ہے جس کی
نہم کو اللہ اور اس سے رسول جبرائیل نے اپنے لئے تھے اور اللہ اور اس کے رسول نے
جی جی فرمایا تو اس سے ان کے ایمان و امانعت میں اور ترقی ہوئی۔

حزاب ہی کی طرح ایک دور سے ایمان و تہذیب کے ساتھ یہی ہے جسے میں بھی دین
اور اس کی جماعت کی حد متحرک کے ساتھ تھی ہے۔ حالت امیر معاویہ تک پہنچ گئی۔
ورنہ یہ تھا کہ جنگ (جس کے لیے مسلمان تیار ہوئے) باطل ہی نہیں تھی (تھے) اب

رشتہ فکس پاتے اور (جس) اپنے سے مقدم ہو سکے ہیں اگرچہ (حدود ۱۹ پر فاق
سوالہ جو فکس اپنی طبیعت کے عمل سے سمجھ نہ ہو گی تو اس میں بھی گناہ ثابت۔

طبیعی عمل عکس پر فاق لینے کے بعد بندوں کے معاملات میں ہر کون سا وجہ مجاہدہ باقی
بھی رہ جاتا ہے؟ فرق مرآب سے کوئی طبقہ نہیں ہو سکتا۔ انصار مہاجرین سارے
طبقت سماج پر ہے کہ فرقہ کے خلاف سے ایک سطح پر نہ ہو سکتے تھے کوئی کاش تھا۔ کوئی
کاش تھا۔ لیکن ہر حال میں تیار، درجہ بندی تیار، فرقہ سب سی تھے قرآن مجید نے کشا مٹا دیا
اور وہی خود کردہ سماجی کوئی کاش ہے کہ اب میں سنا دیا گیا۔

لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم
درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا کلاً وعد اللہ الحسنی
واللہ بما تعملون خبیر۔ (الحديد ع ۱)

تم میں سے جو پہلے فتح (کے) سے قبل مال خود فرقی کر چکے اور قاتل کر چکے وہ
براہم فکس و ہرج میں ان لوگوں سے بڑھ کر ہیں جنہوں نے فرقہ اور قاتل بعد
میں آیا اور اللہ سے بھلائی کا وعدہ (ن) سب سی سے کر رکھا ہے اور اللہ کو
تمہارے سب اعمال کی پوری خبر ہے۔

انصار، مہاجرین کے رفیقوں، سربراہان، شاگردوں کے حالات تحصیل کے ساتھ تو معلوم
نہیں لیکن حضرت نور، حضرت دود، حضرت موسیٰ و حضرت یحییٰ کے صحابیوں کے حوالہ
حالات قرآن مجید، تورات و انجیل میں درج ہیں۔ ان کا مجاہدہ و قرآن کی روشنی
میں ہمارے رسول اکرم ﷺ کے چاہ نما صحابیوں سے کر کے دیکھتے تو ایک قدرت خدا نظر
آتی ہے اور بے انتہا کہنا پڑتا ہے کہ حضور ﷺ کی شخصیت جس طرح اپنے ذاتی فضائل
و کمالات کے ساتھ قرآن مجید میں پیش ہوئی ہے اسی طرح اپنے صحابیوں کے غلامانِ امت
اور ذرئہ کے لحاظ سے تاریخ عالم میں ایک مکمل امتیازی حیثیت رکھتی ہے۔

یہ بشر سے صحابہ و اصحاب و اہل بیت کی جن جہد میں کمال تک پہنچے تھے اس کا تذکرہ قرآن
مجید سے نہ کر سکتے۔ ہر جہاد اپنے صفیٰ میں محفوظ کر دیا ہے، میرا کہ آپ تک میں بھی چکے
میں وعدہ، میرت، اور حقیقت سے خلعت میں فضائل صحابی کی جو طویل و عظیم روک ٹوک نظر
آتی ہے وہ سب اسی قرآن کی شریعت پر ہے۔

یعنی کاروں سے جو مال ہاتھ لگتا ہے اس کا مصرف مہاجرین و انصار
دونوں کے مرتبہ و منزلت پر ہے نہ ان کی خصوصیات یا خصوصیات سے و شرفی ذالک کیا ہے۔

للفخر آء المہاجرین الذین اخرجوا من دیارہم و اموالہم
یمتبعون مصلاً تن الہ و رسولنا ینصرون اللہ و رسولہ
اولئک ہم الصلوف۔ (العشر ع ۱)

(یہ) ان ہیں جن کو جنت مندوں کا جو بچہ گھروں اور اپنے مال سے بے
دش کر دیے گئے و تلاش میں گئے ہیں اللہ کے فضل و خوشنودی کے اور
نصرت کرتے رہتے ہیں اللہ و اس کے رسول کی ہر گونہ توجہ سے راستہ دہر
پیش قدم مہاجرین کا انصار کے جو ہر جو اللہ کی نظر میں تھے۔ ان کے لیے اسی آیت سے
مصل و دوسری آیت تلاوت فرمائیے۔

والذین نبؤوا الذاروا الایمان من قبلہم یحبون من ہاجر الیہم
ولا یجدون فی صدورہم حلیۃ منا و اتوا تابیثرون علی
انفسہم و لو کان بہم خصاصة و من یوق شح نفسه فاولئک ہم
المفلحون۔ (ایضاً)

(دور ہے) ان لوگوں کا بھی حق ہے جو دارالاسلام میں و ایمان میں ان
سے گس لی قرار پکڑے ہوئے ہیں، محبت کرتے ہیں، اس سے جو ان کے پاس
ہجرت کر کے آتا ہے اور مہاجرین کو جو کچھ ملتا ہے اس سے اپنے دلوں میں کوئی

اولم یکھم لانا امرلنا علیک الکتاب یتلی علیہہ۔ (العنکبوت ع ۶)
 یہاں لوگوں کے لیے یہ نشانیاں کافی تھیں کہ تم نے آپ پر یہ کتاب اتاری جو
 کہیں پڑھ کر سنا لی جاتی ہے؟

گوئیاتا یہ دیکھ کر اسراخیزی کی طلب و تلاش ہے تو اس کتاب سے پڑھ کر اعجاز کئے والی
 چیز دنیا و مافیہا میں اور کون نہ جانتی ہے۔

اہل علم میں یہ بحث شروع سے چل آ رہی ہے کہ قرآن مجید کا انجی زکس لحاظ سے اور کس
 اعتبار سے ہے؟ کسی نے کہا کہ فصاحت و اجاعت کے معیار سے، کسی نے کہا کہ نظم کلام کے
 لحاظ سے، ایک روہ کا قول ہے کہ فیش گوئیاں اور فیشی خبروں کے پیو سے، ایک اور گروہ کا
 قول ہے کہ اپنے احکام کی جامعیت اور اعلیٰ تعلیمات کی بلندی کے اعتبار سے، اسی طرح اور
 پہ بھی اختیار رکھے گئے ہیں لیکن خود قرآن کے الفاظ عام ہیں اور ان کا عموم ان تمام پہلوؤں
 پر حاوی ہے گو یہ قرآن ایک عجز و رسال کریم ﷺ کا ان سارے ہی منہموس کے اعتبار سے
 ہے، اس لیے فصیح کے لیے جس امتداد نہ دیا ہے کہ سارے سارے جن و بشری کر بھی زور
 کا دیکھیں۔ دوسرا قرآن ان کی حالت سے باہر ہے۔

قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یلقوہم ہذا القرآن لا
 یلقوہم ہمتلہ ولو کان بعضهم بعضہم نظیرا۔ (ہنی اسر اللیل)
 آپ کہہ دیجیے (اے پیغمبر ﷺ) کہ اگر سارے جنات اور انسان جن کر بھی
 جمع ہیں کہ اس مجید قرآن سے آئیں تو نہ دیکھیں وہ خواہ ایک دوسرے کے مددگار
 ہی کیوں نہ ہو جائیں۔

اس آیت میں تو دوسرے قرآن کا قصہ۔ یعنی اس سارے قرآن کے مثل کوئی دوسری
 کتاب، لیکن دوسری جگہ تھوڑی کامیہ رنگا کر جس سورتوں تک لے آیا گیا ہے یعنی اگر چہ

قرآن نہیں، لیکن جو اس کا کون سا حصہ ہی سورتوں کی متد رکھا دیکھو۔
 ام یقولون افتراء قل فلتوا بعشرو سوہ مثله مفتربلہ
 وادعوا من استطعن من دون اللہ ان کنتم صابقین۔ (ہو ع ۱۰)
 کیا یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ان پیغمبروں سے یہ (قرآن) خود گڑھ لیا ہے؟ تو
 آپ کہہ دیجیے کہ تم اس کی منی سورتیں گڑھ کرے آؤ اور اگر اپنے دھوکے
 میں ہے ہو تو اللہ کے سوا جس کا ہونے کی ہدایت ہے نہ ہو۔

ہوتے جاتے فصیح اختاخت ہو گی کہ مقدار گھا کر کل ایک سورت کی کر دی گئی (اور معلوم
 ہے کہ قرآن مجید کی ایک سورت کل تین آیتوں کی بھی ہو سکتی ہے) اور ارشاد ہوا کہ اگر
 کھرے ہو تو چنے سارے حقیق میں کو جا کر کل ایک ہی سورت بتاؤ۔

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبنا فلتوا بسورۃ من مثله
 وادعوا لشہداءکم من دون اللہ ان کنتم صابقین۔ (شقوۃ ع ۳)
 اور اگر تم کو اس (کتاب) کے بارے میں شک ہو جو ہم نے اپنے بندہ
 (خاص) پر اتاری ہے تو اس کی ایک ہی سورت بتاؤ اور اللہ کے سوا اپنے
 سارے گواہوں کو بلاؤ، اگر اپنے دھوکے میں ہے تو۔
 اور تقریباً ایک مضمون ایک دوسری جگہ بھی وارد ہو ہے۔

ام یقولون افتراء قل فلتوا بسورۃ من مثله وادعوا من
 استطعن من دون اللہ ان کنتم صابقین۔ (یوس ع ۱)
 کیا یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ان (پیغمبر) نے یہ (قرآن) گڑھ لیا ہے؟ آپ کہہ
 دیجیے کہ تم ایک ہی سورت اس کی لے آؤ اور اللہ کے سوا جو کوئی بھی تمہارے
 میں سے ہے اسے بلاؤ، اگر اپنے دھوکے میں ہے تو۔

اس ایک جگہ قرآن میں ہے کہ نہ ۶۰ سے ۷۰ تک ہے یہ حد تو بت دینی
مثلاً یہ ہے، یہاں کہا ہے کہ چونکہ آپ ﷺ کی شہادت نامہ کی شہادت
سے ۱۰۰ سے ۱۲۰ تک ہے۔

قل ملکوا کتاب من عندہ ہوا ہدی سہ! اتبعہ ان کنتم صالحین
قل لم یستحبواک فلعلم انما یتبعون لہوہ (قصص ۷۰)
آپ کہہ دیجیے کہ توں کتاب نہ دے یہاں سے کہی سے آج ہر جہت میں اس
دونوں سے بہتر ہوتا تو اس کی پیروی کروں اگر تم اپنے دھرم میں رہتے ہو
اور اگر یہ لوگ آپ کی بات نہ کرنا چاہیں تو آپ جان بھیجے کہ یہ صرف اپنی
نفسانی خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں۔

اگر قرآن کی یہ دعویٰ قرآن کی زبان سے گل و غول دیکھ میں تھے۔ لیکن کس کس ایسا
بھی ہے کہ قرآن مجید نے ان متعدد جہات میں سے کسی ایک کی پیروی کو نہ کیا ہے مثلاً
کس ہمسایہ عربی مدین یا قرطبا عربیا غیر دی عوج، کہہ کر اس کی بہ نظیر
نہضت و طاقت کی طرف اشارہ کر دیا ہے، انہیں تو نہ کتاب میں، پیغمبر یا ہدی
المستقیمین و ہدی اللہی ہی اقوام انسانی کے درمیان نہت کے پہلو پر زور دیا ہے اور
اس کی حقارت کو ابھارا ہے اور کئی میل ہو شاعر یا ان هذا الاسحر مبین۔ لہذا اس
کی تاثیر و اثرات و تحریکات و مغزوں کی زبان سے کر لیا ہے۔

غرض یہ کہ یہ کتاب کا مجرہ صاحب کتاب کی زندگی کا سب سے بڑا معجزہ ہے بلکہ اس
کتاب پر کیے گئے ساری تاریخی خیالات میں اس سے بڑھ کر کسی دوسرے معجزے کی مثال نہیں ملتی
اور حق یہ ہے کہ اسے صرف دوا و شفا و مشرف و معجزہ کے بعد رسول اللہ ﷺ کو ضرورت ہی
نہی دوسرے دینی اور دنیاوی معجزہ کی نہ تھی۔ لیکن واقعہ یہ نہیں واقعہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کی

جوئے ہوتے تھے ایک چھوٹی سورت کی بھی شری اور توحید کی نسبت یہ ایک نسبت یہ
ایک روح و فکر و حکم کے لیے کافی تھی۔

ام یقولون نقولہ بل لا یومنونو علیاتو بحیث ینظرون کلوا
صالحین۔ (الطور ۲)
یہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ تو (پیغمبر) نے اپنی طرف سے کیا ہے وہاں یہ
ہے کہ کہ نہیں یمن کی نہیں یہ اس کی ہی ایک ہمت بھی تو بھلا دے۔ کیا اس پر
اپنے دعویٰ میں جتنے ہیں!

یہ توحید و صرف حضور ﷺ کی زندگی میں سالہا سال کا کام رہی بلکہ اس وقت سے لے کر
آج تک ہر ملک ہر زمانہ کے ہر مذہب کا سرچشمہ ہی آ رہی ہے، حیر و صدیوں تو اسی جلتی پر گزری
نہیں اور اب چودھویں صدی بھی ختم ہو رہی ہے، آج تک قرآن کے بڑے بڑے عالمین و محققین
دوسرے قرآن کیا حق اس کا کوئی حصہ بھی نہ پیش کر سکے اس کی غیرت کو ہمیز کرنے کے
لیے قرآن نے یہاں تک کہہ دیا ہے۔

فان لم تسمعوا ولن تفعلوا فانظروا الی اللہ وقولہا الناس
والحجارة اعطت الکفرین۔ (البقرہ ۲)
تو اگر تم یہ نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو تو اس لوگ سے ذرا جس کا اندھن آدمی
ہیں اور (اچھے جانے والے) چڑھ کر جو کافروں کے لیے قیام موجود ہے۔

تو مستقل، اپنا کارہ و زور و زور و معجزہ کسی اور پیغمبر کو کیوں نہ ملے ہوگا۔ ان کا دعویٰ کسی
اور دینی کی زبان سے کب واکر یا گیا ہوگا؟ جس کا حق ہے جتنا بھی امتحان کی کوئی پر اس
معجزہ کو جاننے والے، پرکھنے والے دوسری آسمانی کتاب کے لیے یہ دعویٰ کسی کسی دوسرے
صاحب کتاب کی زبان سے نکلا؟

فردی و واحد کے سلسلہ میں تو نوبت صریح و تصریح کی آگئی ہے۔

انتقول للمؤمنين الر يكيهكم ان يسلّم بكم مثله الآف من
اللائكة منزليين بلى ان تصبروا وتتقوا ياتوكم من مورهم هذا يند
كم بكم بخسة الآف من اللائكة مؤمنين. (آل عمران ع ١٣)

دور جب آپ مسلمانوں سے کہہ رہے تھے کہ کیا تمہارے لیے یہ کافی نہیں کہ تمہارا پورا دھارم جبر و دھن ہزارا تار سے ہوئے فرشتوں سے کر کے چاہی کیوں نہیں، شریعت کے منبر جتنی کو کاظم رکھا اور اردو معنی مثنویوں سے لے کر فقر پر چاکتہ پڑیں کہ تو تمہارا پورا دھارم جبر و دھن کی ہزار نشان کے ہوئے فرشتوں سے کر کے گا۔

انہیں صیہات و فسادات کے سلسلہ میں علاؤ دین زکریا کو ملے جس کے درمیں جن فیہی اور خدائی طریقوں سے رسول اللہ ﷺ پر حق کی لہر دو جاتی رہی ہے۔ شاید وہ اس افکار سے سکھتا ہو، لیکن یہ ہوائے مخالف کا چلن، بارش ہو جانے سے فکر اسلام کو قطع پہنچ جاتا، سمجھنے کو بے مسلمان فوجیوں کا فتور دینی سے تیار، وہم ہو جاتا یہ ساری چیزیں قرآن مجید کے اوراق میں محفوظ ہیں اور ان سب کا شمار معجزات نبوی میں نہ کیجئے تو آخر دیکھ لیجئے۔

اور ان نبیلہ اولادوں اور اس قسم کے کھجرات کا دائرہ خفوات و غمازات اٹا تک محدود نہیں، بلکہ جبرتِ مدینہ کے وقت بھی اس رسولِ برحق کی حضرت کچھ ایسی ہی غائب کار و بار سے ہوئی تھی۔ سردِ زمانِ قریش کی دشمنی اس وقت شبابِ چرخِ اورچ میں بطرصر کی آپ کی قید اور ملاؤنی اور قتل کے لیے چلی جا رہی تھی۔

ولما يمكرك قمين كفروا اليشبتوك لويقتلوك لويحرجوك (الانفل ٤١)

اور جب کہ یہ لوگ آپ کی نسبت چاہیں مل رہے تھے کہ آپ کو قید کر دیں :

زندگی میں یہ دو ایسے متعدد معجزے ایسے اور ملتے ہیں، جن کا ذکر قرآن مجید نے اپنے صفحات میں مکتوفاً کر دیا ہے اور قرآن ان کی گواہی دیتی دنیا تک دنیا سے گھر۔

اور ان میں سے ایک تین مجروح یہ ہے کہ آپ جب ان کی رو میں لالہ کے لئے اٹھے اور بچے سے کہیں تو یہی تو دشمن کے متعلق صاف رہا ہوئے تو آپ کی ہر طرف مشقوں کے لشکر سے فنی اور یہ چراغ سے زہرہ پڑ جائیں اس لشکر نہیں کے ہے کہیں کو الفاظ الجملہ استعاضہ کوئے ہیں مشرق غزوہ جن سے ہمسہ میں یہاں ارشاد صرف یہ قہر ہوا ہے۔

أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنْزَلَ جُمُودًا
لَمْ تَرْوَاهَا. (التوبة ٤٠)

اللہ نے اپنی تسکین اتاری اپنے رسول ﷺ پر اور مومنین پر اور وہ تو ہمیں بھی جن کو تم لوگ نہ دیکھ سکے۔

اور یہی ایک محسوس بیانِ فقر و غنا ہے۔

فذلک تم جنوں، فارسوں، عربوں، رستم، تروہ (۱۲۱: ۱۲۲) جب (وہی) تو میں تم پر آپس تو اللہ نے ان پر تیز ہوا بھیجی اور وہیں نہیں تم لوگ نہ دیکھو۔

ان دونوں فہمت میں فرشتوں کی تصریح نہیں ہے، مگر "خیر سر جمعی المکرموں" سے مراد فرشتے ہی لائے گئے ہیں، لیکن غزوہ بدر کے سلسلہ میں یہ پردہ بھی اٹھ گیا ہے اور فرشتوں کی نہ صرف تصریح ہوتی ہے بلکہ ان کی تعداد بھی معروض بیان میں جاتی ہے۔

فاستجب لكم أنى منكم بالغ من الملكة مريضين. (الانفال ١٤)

تہہ رہے پروردگار نے تم لوگوں کی میناد اور کہا کہ میں تمہاری مدد آتے رہنے والے ایک ہزار فرشتوں سے کروں گا۔

تیسوں اور دانشوروں کو بھی درس دہانت دے گیا کوئی انچوہ اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا؟
قرآن مجید نے آپ کے اس مجرورہ امت کا بیان پر بھرا رکھی کیا ہے اور پھر صراحت بھی دیکھ
جدا آپ کے تعارف کے سلسلہ میں ہے۔

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ

(یہ مومنین) یہی وہی کرتے ہیں انبی رسول و نبی کی۔

اور پھر کچھ سی دور آگے چل کر عزم دیتے ہوئے بھی اسی وصف کو دہرایا ہے۔

فَأَمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ (الاعراف ع ۱۶)

ایمان لانا اللہ پر اور اس کے نبی رسول و نبی پر۔

تیسری جگہ ہے اور اہل عرب کے لیے اہل ایمان و انعام میں ہے۔

هُوَ الَّذِي يُعَذِّبُ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ (الجمعة ع ۱)

وہ اللہ ہے جس نے انہوں کے درمیان انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔

چھٹا یہ وصف انتہی جس طرح رسول اللہ کی ذات کے لیے ایک اعجاز ہے اسی طرح
اعجاز قرآن کی حریر تعویذ کے لیے بھی ہے دیکھنا کام جس کے مثل و نظیر سے بڑے بڑے
عظیم و ادیب مل کر بھی عاجز رہیں، اس کی تعریف پر کسی اتنی محض کا کار ہو جانا بھلا کسی عقل
کے لیے بھی قابل قبول ہو سکتا ہے؟ چنانچہ چوتھی جگہ قرآن جہاں آپ کے وصف امتیت کا
اثبات کرتا ہے وہیں اس کی حریر صراحت کے ساتھ اس کی اس عظمت و مصلحت کا بھی اضافہ
کر دیتا ہے۔

وَمَا كُنْتَ تَسْلِي مَالِكُ الْكُتُبِ وَلَا تَخْطُ بِمِمْبِنِكَ إِلَّا لِرِثَابِ

الْمَبْتُورِ (العنكبوت ع ۵)

اور آپ نہ چاہتے تھے کہ کتاب پر کیا چیز اور نہ اسے اپنے ہاتھ سے اسے لکھ

آپ کو لکھ کر ایش و آپ کو بھاری کر دیں۔

اس وقت کا سطر لیاں اٹھایا گیا۔

يَعْمُرُونَ وَيُحْكِرُونَ (ابيضاً)

وہ اپنی جائیں مل رہے تھے اور اللہ اپنی تدبیر کر رہا تھا۔

غرض یہ کہ ہجرت کا دشوار مرحلہ اعجازی قرآن مجید میں رسول اللہ کے لیے آسان کر دیا گیا
اور ان جزوئی اور مضمر و افہامات سے بھی بڑھ کر حجت انگیز یہ قرآنی وعدہ ہے کہ شدید انکوم
اللہ کے ہر وجود اللہ آپ کو محفوظ اور صحیح و سالم بھی رکھے گا۔

وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (المائدہ ع ۱)

اللہ آپ کو محفوظ رکھے گا لوگوں سے۔

اور یہ سورۃ قودنی ہے اس سے قبل ایک ہی سورۃ میں جہاں دشمنوں کے زعم کے وقت کچھ
اس قسم کی تسکین دی جا چکی تھی۔

فَأَصْبَحَ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِالْعِزِّ وَالْقُدْرَةِ (الطور ع ۲)

آپ اپنے پروردگار کے حکم کے انتظار میں میرے رہے آپ تو ہماری آنکھوں
کے سامنے ہیں۔

گویا ساری زندگی آپ کی بھلائی اعجازی رنگ میں زری قریبی تا آنکہ آپ نے
اپنے مقصد و جہاد کو پورا کر لیا اور حق تبلیغ رسالت کا ادا کر لیا۔

پھر رسول اللہ کے خرواق و بھارت میں سے ایک بہت ممتاز آپ کا وصف امتیت
ہے۔ جو شخص ایمان و ہمد و ستان مصر و عراق، ایران و روم کے عرواق و حکمت و دانش کے ہر دور
کے بعد آیا و رہی و اصطلاحی معنی میں علوم عصری کا فاضل و اہل ہونا لکھ رہا معمولی طور پر بھی
بڑھا دکھانے تھا اور وہ اپنی لائی ہوئی کتاب اور اپنے قول و عمل سے دنیا کے بڑے بڑے

اٹل میر کے نزدیک یہ باتانی کی زندگی میں پیش آیا تھا۔
اور دوسرا مشہور واقعہ شوق صدر کا ہے جو حضور کے بچپن میں پیش آیا تھا۔ جزئیات و
تفصیلات کے ساتھ تو نہیں البتہ اہل اس کی طرف اشارہ اس مشہور آیت میں مل سکتا ہے۔

الم نشرک لك صدوک۔ (الانشرک)

کیا ہم نے آپ کے لیے آپ کا سید کھول نہیں دیا؟

سوانح نبوی کا ایک بڑا معرکہ آثار و واقعہ معراج نبوی ہے اور عام بحث کے ذہن میں
اس کا شمار تین جزوات نبوی میں ہوتا ہے اور وہ یہ ہے وہیر کی کتاب میں اس کی تفصیلات
سے بھر دی ہوئی ہیں۔ بنیادی حیثیت سے دوا کھل، الگ الگ جزاں واقعہ عظیم کے ہیں۔ اور
قرآن مجید نے بھی دونوں کو الگ الگ بیان کیا ہے۔ گو ہر جزو کی تفسیر و تعبیر متعدد پبلوں کی
عالم ہے۔ پہلا جزء مکہ سے بیت المقدس تک اور ثانی جزء سے تعلق ہے۔

سبحان القیامی اسری بعدہ لیلاً من المسجد الحرام فی المسجد

الاقصی اذنی بلوکننا حوالۃ لنزولہ من ایقننا (بنی اسرائیل ع ۱)

پاک ہے وہ ذات جو راتوں رات نکلے اپنے بندہ (خاص) کو مسجد حرام

(حج) سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تک جس کے گرد و پیش ہم نے برکت

دے رکھی ہے تاکہ ہم اپنے اس (بندہ) کو اپنی کچھٹانیاں دکھا سکیں۔

یہ معجزہ ہے برہمگاہ کا صلیب تکڑوں میں ہے۔ نکلے کرنے میں اس وقت بہتوں میں
میکینوں کی مدد تک جاتی تھی اتنا ہلکا صلیب کیسے رات کے اندر ہی اندر نکلے کر لیا بیٹھنا ایک
موجہ اور بہت بڑا اچھا تھا۔ قرآن مجید نے مجزہ کے اس جزو کی تصدیق ہی نہیں کی خود اس کی
روایت کی۔

مجزہ کا دوسرا جزء پہلے سے بھی اہم تر عجیب تر ہے۔ اور وہ میر آسانی سے مصلح ہے۔

ہی سکتے تھے۔ اگر ایسا ہوتا تو اہل باطل کچھ شک کر بھی سکتے تھے۔ یعنی اس وقت
ان باطل پرستوں کو یہ کہنے کی محاش کچھ نکل بھی سکتی تھی کہ آدمی ہر سے لکھے
ہیں۔ کہیں سے لے لیا کہ انکی تعریف کر دانی۔

یہ سب انکار صریح تو آپ کی کتابی اور ظاہری قصیم سے ہوا، ایک جگہ آپ کی
فہم نبوت کی معنوی تعلیم کی بھی نفی کی ہے۔

وما کنتم تدرون مال الکتاب ولا ایمان۔ (الشوری ع ۵)

اے امت ہی کے انکار کو نمایاں تر کرنے کے لیے ایک جگہ تاریخ قدیم کے واقعات کو
بیان کر کے ارشاد ہوا ہے۔

وما کنتم تعلموا انت ولا قومک من قبل ہذا۔ (سورہ ہود ع ۴)

ان کا علم نہ آپ کو تھا نہ آپ کی قوم کو اس (نزل قرآن) سے قبل۔

سلسلہ معجزات میں حدیث وہیر کی کتابوں میں وہ واقعات کا ذکر شدہ سے آیا ہے، ایک
ان میں سے معجزہ شوق القہر ہے قرآن چید کی جس آیت میں یہ ذکر ہے، گو اس کی تعبیر و تفسیر
مختلف طریقوں سے کی جا سکتی ہے اور یہ لازمی نہیں کہ اس کے معنی طور پر بھی معنی لیے
جائیں۔ پھر بھی اگر اس کو حیات نبوی کا ایک مسلم واقعہ سمجھا جائے تو قرآن مجید اس کی تائید
کے لیے موجود ہے۔

اقتربت الساعة وانشق القمر وان یروا یاف یعرضوا ویقولوا

سحر منسفر۔ (القمر ع ۱)

قیمت کی گھڑی قریب آگئی ہے اور چاند شق ہو گیا اور یہ (کافر) لوگ تو کوئی
ساحبی نشان دیکھیں اس سے عرض ہی کرتے رہیں اور کہیں کہ یہ تو جادو ہے
جو خدا سے ہوتا آیا ہے۔

دعا کی کہ تعلق نہیں۔

قرآن مجید کے صفحات کے اندر متعدد واقعات سے متعلق جو اس وقت تک معرض وقوع میں نہیں آئے تھے۔ جن کو کیاں موجود ہیں۔ کبھی جلی اور کبھی غلی، جو آگے چل کر تمام تر صحیح ثابت ہوئیں۔ مثلاً صحیح غیر صحیح تک۔ عہد رسالت کے بعد کی صحیح مند یاں و کس علی ہذا، یہ اخبار یا علیہ راہ راست قرآنی سے متعلق ہے اور ایسی چیزوں کا شمار حجرات قرآنی ہی کے ماتحت ہے، لیکن چونکہ یہ سارے دعویٰ نبی ﷺ ہی زبان و وحی تر زبان سے ادا ہوئے تھے۔ اس لیے اگر انہیں حجرات نبوی سے تعبیر کیا جائے جب بھی کچھ بے جا نہ ہوگا۔ ان جہی اور حیرت انگیز چشموں کو انہیں میں سب سے بڑھ کر غلبہ ہم کی پیشین گوئی تھی وقت کی سب سے بڑی تعلیق نہیں شہنشاہیاں مشرق میں ایران اور مغرب میں روم کی تھیں۔

ایران (الاح) میں اپنے حریف روم کو زبردست لار کال شکست دے چکا تھا اور مادی خارجی اسباب کے لحاظ سے اس کی مطلق توقع تھی کہ رومی مستقل قریب میں کچھ بھی عوض اپنی شکست قاش کا لے سکیں۔ لیکن قرآن مجید نے اسی وقت بے دھڑک خبر دے دی اور محافلین کے جم غفیر کو سنا دیا کہ رومی چھ ہی سال کے اندر از سر نو فتح مند ہو جائیں گے۔

غلبت الزوم فی ادنی الارض وهم من بعد غلبهم سیقلبون
فی بضع سنین لئلا الامر من قبل ومن بعد یومئذ یفرح
المؤمنون بمنصر الله ینصرون یشاہد وهو العزیز الرحیم وعد
الله لا یخلف الله وعدہ۔ (الروم ع ۱)

رومی قریب تر سرزمین میں مغلوب ہو گئے ہیں لیکن وہ مغلوب ہونے کے بعد
چھ ہی سال کے اندر پھر غالب آ جائیں گے اللہ ہی کے ہاتھ میں ہر اختیار ہے
پہلے بھی اور پچھلے بھی اور اس روز مسلمان اللہ کی مدد سے خوش ہوں گے وہ جتنے

قرآن مجید نے اس کا ذکر ہی نہیں کیا بلکہ اس کی ذمہ داریاں بھی بیان کر دیں۔

علیہ شہید القوی ذو مزة فلسطوی وهو بالافق الاعلی ثم لدی
فقد لدی فکان قاب فوسین او ادنی۔ فلو حی الی عبدی ما اوحی
ملکذب القوا لملکوا انصارا رونة علی ملیزی۔ (الفتح ع ۱)
(ابن بطیمہ) کو سہل تھا ہے بڑی قوت والا (فرشتہ) پیہ آئی طاقتور، پھر وہ اصلی
صورت پر ظاہر ہوا اس حان میں کہ وہ آسمان کے کنارے پر تھا۔ پھر وہ نزدیک
ہوا اور زیادہ نزدیک ہوا۔ سو وہ کمانوں کا قاصد رہ گیا بلکہ اور بھی کم۔ پھر اللہ نے
اپنے بندے پر وحی نازل کی (ان کے) قلب نے کوئی غلطی نہیں کی دیکھی
ہوئی چیز جس تو کیا تم ان سے نزاع کرتے ہو ان چیزوں میں جو ان کی دیکھی
ہوئی تھیں۔

یہاں ابھی کچھ نہیں ہوا ہے آگے ارشاد ہوتا ہے۔

ولقد راہ نزلة أخرى عند سدرة المنتهی عندها جنة المأوی
اذ یغشی السدرة ملیقشی ملازغ البصر وما طغی لقد راہی من
آیات ربہ الکبری۔ (الضحّا)

اور انہوں نے اس (فرشتہ) کو ایک پار اور بھی دیکھا ہے سدرة المنتهی کے
قریب کہ اس کے قریب جنت المأوی ہے جب کہ اس سدرة کو پہن رہی
تھیں۔ جو چیزیں کہ پہن رہی تھیں۔ ان (بطیمہ) کی نگاہ تو مٹی نہ بڑی تھیں
انہوں نے اپنے پروردگار (کی قدرت) کے بڑے عجائبات دیکھے۔

ملہوی ترجمہ آجوں کا آپ کے سامنے پیش کر دیا گیا۔ رہی ان مشاہدات و کیفیات کی
جزئی تحقیق تو اس کے لیے سوزوں دوسری جگہیں ہو سکتی ہیں۔ سیرت نبوی قرآنی سے ان

